ناولز حب
ویب اسپیشل

جنونیت

ناولز حب
Novels Hub

مریم کے قلم سے

داستانِ عشق وکمال

اس ناول کے کا تمام جملہ حقوق ناولز حب کے نام محفوظ ہیں۔ "جنونیت" از قلم مریم صرف اور صرف ناولز حب کے لئے لکھا گیا ہے۔ کسی بھی فرد یا ادارے کو اس کی اشاعت کا اختیار نہیں۔

ایسا کرنے والے کی خلاف کانونی کاروائی عمل میں لائی جائیگی ہے۔

انتظامیہ

ناولز حب

آخری باب

وہ حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی، جس کے چہرے پر جان دار مسکراہٹ سجی ہوئی تھی۔

"آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں اور کیوں کریں گے ؟"

وہ بے یقینی سے بڑبڑائی جبکہ مقابل جیبوں میں ہاتھ ڈالے بے نیازی سے چلتا اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

---***---

اسے گئے تین گھنٹے ہونے کو آئے تھے مگر ابھی تک وہ لوٹی نا تھی۔مارے پریشانی کے پلوشے کا برا حال تھا۔وہ بستر پر کمبل سر تک ڈالے لیٹی تھی۔ نظریں سامنے کلاک پر تھیں۔وہ بری طرح کانپ رہی تھی۔

"افنان آ جاؤ۔۔۔کیوں میرا برا حشر کروانے والی ہو"

وہ بڑبڑائی۔ تبھی دروازہ کھولے کوئی اندر آیا۔پلوشے نے کمبل زور سے مٹھی میں دبوچ لیا۔

www.Novelshub.pk

"یا اللہ افتنان ہو ! یا اللہ رحم۔۔۔"

اس نے دل سے دعا کی۔ مگر فرح خانم کی آواز پر وہ سن رہ گئی۔

دو دن بعد تقاریب کا آغاز ہونے والا ہے اور یہ کیسے بے !دیکھو ذرا۔۔۔اس لڑکی کے کام۔۔۔"

اٹھو افتنان ورنہ بی !فکروں کی طرح سو رہی ہے۔کمرے کی کیا حالت بنا رکھی ہے۔اف۔۔۔

"جان کو یہاں لے آوں گی۔

وہ مسلسل بولتیں بستر کے قریب ہی چلی آئیں۔

"مر گئی"

پلوشے بڑبڑائی۔

"افتنان۔۔۔بچے"

انہوں نے کمبل اس پر سے اتارا۔

"اللہ پوچھے تم سے افتنان"

اس نے ہونٹ دانتوں تلے دبائے،زور سے مٹھیاں بند کر لیں۔فرح خانم نے بڑبڑاتے ہوئے کمبل سمیٹا۔پھر اس کا کندھا ہلایا۔

www.Novelshub.pk

"ادھر منہ کرو۔۔۔جانتی ہوں جاگ رہی ہو۔۔۔اب تک ناراض ہو؟"

انہوں نے اس کے نا ہلنے پر اسے کندھوں سے تھام کر اپنی جانب کیا تو حق دق رہ گئیں۔

"تم یہاں؟اور تم افتنان کا لباس پہنے ہو؟؟؟"

انہوں نے اسے بازو سے پکڑ کر بستر سے اتارا۔وہ لڑکھڑائی اور ان کے سامنے سر جھکائے آ کھڑی ہوئی۔

"بولتی کیوں نہیں ہو۔۔۔افتنان کہاں ہے؟میرا دل بیٹھ رہا ہے"

وہ کچھ نا بولی یونہی سر جھکائے کھڑی رہی تو وہ اسے جھٹکے سے چھوڑتیں غسل خانے کی جانب گئیں،دروازہ کھول کر اندر جھانکا مگر وہ خالی پڑا تھا،بے چین ہو کر انہوں نے سر گھمایا۔پلوشے کا جھکا سر مزید جھکتا گیا۔وہ اس کے پاس آئیں اور اس کا بازو تھام کر اس کا رخ اپنی جانب موڑا۔

"بولو کہاں ہے افتنان۔۔۔بتاؤ میرا دل ڈوبتا جا رہا ہے۔"

ان کے لہجے میں لغزش تھی۔پلوشے کو افسوس ہوا۔اب سچ چھپایا نہیں جا سکتا تھا۔وہ سر جھکائے انھیں سب بتاتی گئی۔وہ حیرت سے تقریباً پوری آنکھیں کھولے اسے دیکھتی گئیں۔اس کے

www.Novelshub.pk

کندھے پر دھرا ان کا ہاتھ آہستہ سے پہلو میں جا گرا۔انتہائی بے یقینی کے عالم میں وہ اسے یک ٹک دیکھتی رہیں۔بات کے آخر پر پلوشے رونے لگی۔

"معلوم تھا کہ وہ لوٹ کر نہیں آئے گی۔وہ شادی سے خوش نہیں تھی۔۔۔مجھے لگتا مجھے نہیں ہے وہ حویلی چھوڑ گئی ہے۔"

پلوشے سوں، سوں کرتے بولی۔وہ بستر پر ڈھ سی گئیں۔

"میری افتنان ایسا نہیں کر سکتی۔اگر وہ کتاب لینے ہی گئی تھی تو ضرور لوٹ آئے گی۔"

انہوں نے اپنے آنسو پونچھے اور خود کو حوصلہ دیا۔پلوشے نے نفی میں سر ہلایا۔

"تین گھنٹے گزر چکے ہیں۔۔۔اب تک اسے لوٹ آنا چاہیے تھا۔مگر۔۔۔وہ نہیں آئی، میری بات مانیں۔۔۔اسفندلالہ کو ساری صورتِ حال سے آگاہ کر دیتے ہیں، اب وہی کچھ کر سکتے ہیں اور وہی افتنان کو واپس لا سکتے ہیں ورنہ بہت دیر ہو جائے گی۔خدانخواستہ اگر۔۔۔"

فرح خانم نے نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔وہ خاموشی سے سر جھکا گئی۔

"تمہاری بھی غلطی ہے۔تم مجھے بتا نہیں سکتی تھی۔۔۔"

www.Novelshub.pk

آپ افتنان کی باغی طبیعت سے واقف ہیں۔۔۔وہ کبھی بھی مجھے اس بات کی اجازت نا دیتی، الٹا"
"شاید عمر بھر کے لئے ناراض ہو جاتی۔۔۔

اس نے ادھر، ادھر دیکھتے ان سے نظریں چرائیں۔کچھ ثانیے بعد ان کی جانب دیکھا۔وہ پر سوچ گھور رہی تھیں۔ نظروں سے زمین

"بڑی امی"

اس نے ہچکچا کر انھیں پکارا۔وہ چونکی اور پریشانی سے اس کی جانب دیکھا۔

"مجھے بی جان اور داجی سے ڈر محسوس ہو رہا ہے۔"

وہ معصومیت سے بولی۔انہوں نے ہنکارا بھرا۔

مجھے ابھی اسفند کے پاس جانا ہو گا، اسے حالات کی کشیدگی کے !ہونا بھی چاہیے، خیر۔۔۔"
بارے میں آگاہ کرنا ہو گا۔تم ایسے ہی بیٹھ جاؤ۔اور چہرہ ڈھانپ لو۔پریشان نا ہونا کوئی آجائے تو
"غسل خانے میں چلی جانا۔

اسے موئثر حل پیش کرنے کے بعد وہ جس طرح آئیں تھیں، ویسے ہی واپس چلی گئیں۔

"یا اللہ افتنان خیریت سے ہو۔"

www.Novelshub.pk

اس نے پریشانی سے دعا کی پھر گھونگھٹ نکالے بستر پر بیٹھ گئی۔

---***---

وہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی، جو کمال اطمینان سے کھڑا تھا۔ جس سے اب تک وہ ایک بار ملی تھی، جسے اس نے اتنا اچھا گردانا تھا، وہ کیا نکلا؟ وہ بے یقین تھی وہ کبھی ایسا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ آخر کو آوالمیر وکدار خان سے اس کی کیا دشمنی تھی۔

"حیران ہو بہت۔۔۔۔ میں جانتا ہوں۔۔۔ اور ہونا بھی چاہیے۔ آخر کو عام سے آوالمیر نے تمہیں کیوں اغوا کر لیا۔ وہ بھی عین تمہاری شادی سے دو دن پہلے"

انگھوٹی کو انگلی میں ہی گول، گول گھماتے وہ ڈریسنگ کے ساتھ ٹیک لگائے پر سکون سا کھڑا تھا۔

"کیوں؟؟؟"

وہ بے یقینی سے بڑبڑائی اور اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"مجھے واپس لے جائیں۔۔۔ مجھے حویلی !بہت بے ہودہ مذاق ہے یہ۔۔۔ بہت ہی زیادہ۔۔۔ واپس چھوڑ کر آئیں۔۔۔!"

وہ غرائی۔ وہ محظوظ انداز میں مسکرایا۔

www.Novelshub.pk

"آئی لائک اٹ"

ہلکی سی مسکراہٹ، لیکن مسکراہٹ میں ایک سرد انداز چھپا ہوا تھا۔افتنان نے بے یقینی سے نفی میں سر ہلایا۔ نظروں کے سامنے نرمی سے بات کرتا آوالمیر آیا، جو شائستہ انداز میں اس سے گفتگو کر رہا تھا۔یکایک منظر تبدیل ہوا۔اب کی بار سامنے کھڑا شخص کوئی اور تھا۔ایک بلکل مختلف انسان، وہ طنزیہ مسکراہٹ اور تاثرات۔

اس نے منہ پر ہاتھ رکھے حیرانی کم کرنا چاہی۔

"کیوں کیا ایسا؟"

اس نے اٹکتے ہوے پوچھا۔

میں نے تو کچھ نہیں کیا۔۔۔لیکن جانتی ہو حویلی میں قیامت آگئی ہے۔سب پریشان ہیں"
۔۔۔میں سارا منظر دیکھ کر، سب کی بے بسی دیکھ کر اور اس سب سے لطف اٹھا کر یہاں آیا ہوں
، بہت بدنامی ہو گی۔۔۔چچچ۔۔۔چچ

وہ نارمل انداز میں بولا۔لہجے میں طنز بھی تھا۔افتنان کا دل دھک سے رہ گیا۔

"مگر۔۔۔"

www.Novelshub.pk

وہ بولنے ہی والی تھی، جب ایک جست میں اس کے قریب آ کر اس نے جھٹکے سے اس کا بازو تھاما ۔افتنان کو اس کی انگلیاں اپنے بازو میں پیوست ہوتی محسوس ہوئیں۔ کمال ضبط سے ہونٹ دانتوں میں دبائے اس نے نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا، جو محظوظ انداز میں مسکرا رہا تھا ۔شیو میں موجود ڈمپل بھی جھلک دکھا رہا تھا۔

"چھوڑیں میرا ہاتھ۔۔۔ جھوٹے انسان۔۔۔ ابھی کہہ رہے ہیں کچھ نہیں۔۔۔"

"!یقین جانو۔۔۔"

اس نے سرد لہجے میں کہا۔ افتنان کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔ اس نے بے ساختہ نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔

یقین جانو ابھی میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ جو میرے ساتھ یا میری مور جان کے ساتھ ہوا یہ"

"اس کا ایک فیصد نہیں۔۔۔ سنا تم نے ایک فیصد نہیں۔

جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑا۔ وہ گرتے، گرتے سنبھلی۔

"کون ہیں۔۔۔ آپ؟"

وہ ہکلائی۔

www.Novelshub.pk

"اس سے تمہارا کوئی مطلب نہیں۔"

وہ بے تاثر لہجے میں بولا اور کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا۔افتنان نے غصہ ضبط کیا۔تیزی سے اس کے قریب آئی اس کا بازو پکڑ کر اس کا رخ اپنی جانب کیا۔اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے وہ غرائی۔

"عزت میری داؤ پر لگ گئی ہے۔۔۔اٹھا کر مجھے یہاں لیا گیا ہے،پوری رات یہاں میں نے گزاری ہے اور کس اذیت سے گزاری ہے یہ میں جانتی ہوں اور آوالمیر وکدار خان آپ کا کہنا ہے کہ اس سے میرا کوئی تعلق نہیں۔۔۔میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔۔؟مجھے یہ جاننے کا حق بھی نہیں کہ مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے؟مجھے اٹھا کر لانے والے کا مقصد کیا ہے؟اس سب میں میرا کیا قصور ہے؟"

اس کے گریبان پر ہاتھ ڈالے وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ہر لفظ چبا چبا کر کہہ رہی تھی ۔آوالمیر وکدار خان کو سامنے کھڑی وہ لڑکی اپنی عمر سے بہت بڑی معلوم ہوئی۔اس نے ایک جھٹکے سے اپنا گریبان اس کی نازک گرفت سے چھڑوایا۔

"کبھی بھی نہیں !مرد کے گریبان پر ہاتھ نہیں ڈالتے،مس افتنان دیار خان۔۔۔"

اس کا لہجہ سخت تپش لئے ہوئے تھا۔افتنان سن کھڑی اسے دیکھ رہی تھی،جب وہ مزید بول اٹھا۔

www.Novelshub.pk

پامیر خان کے بیٹے !تمہارا قصور ؟تمہارا قصور یہی ہے کہ تم عالمگیر خان کی لاڈلی پوتی ہو۔۔۔۔"

"!یہی ہے تمہارا قصور۔۔۔" تھی پر خاصہ زور دیا۔"!کی ہونے والی بیوی تھی۔۔۔

وہ نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔کچھ بھی پلے نہیں پڑ رہا تھا۔

میرے وجود میں اتنی ان دیکھی آگ !مجھے پڑھنے کی کوشش مت کرو افتنان دیار خان۔۔۔"

"ہے کہ تم جل کر راکھ ہو جاؤ گی۔

افتنان کو لگا وہ اس شخص کو پڑھ نہیں پائے گی۔وہ شخص اس کی سوچ سے بھی زیادہ گہرا تھا۔اسے یونہی کھڑا چھوڑ کر وہ جا چکا تھا۔دروازہ بند ہونے پر اسے ہوش آیا۔مگر بہت دیر ہو چکی تھی شاید وہ جا چکا تھا۔

اس کے لئے فرار کا کوئی راستہ نہیں تھا۔وہ بے بسی سے وہیں زمین پر بیٹھ گئی۔دماغ میں آوالمیر کی بات گونج رہی تھی۔

!تمہارا قصور یہی ہے کہ تم عالمگیر خان کی لاڈلی پوتی ہو۔۔۔۔

---***---

www.Novelshub.pk

وہ ایسا کیسے کر سکتی تھی؟ کیا وہ اتنی ناسمجھ ہے۔ وہ بغیر ڈرائیور کے حویلی سے باہر کیسے نکل سکتی تھی؟ سوچ، سوچ کر اس کا دماغ پھٹ رہا تھا۔ وہ کسی مصیبت میں نا پھنس جائے۔ اسفند کو اس پر انتہا سے زیادہ غصہ آرہا تھا۔ دل کر رہا تھا کہ وہ سامنے ہوتی تو وہ اچھے سے اس کا دماغ ٹھکانے پر لاتا ۔اسے رہ، رہ کر فرح خانم کی وہ پر نم آنکھیں یاد آرہی تھیں۔ جن میں التجا ہی التجا تھی۔

"بیٹا وہ بہت معصوم ہے۔۔۔ اسے خیریت سے واپس لے آو۔۔۔ اسے ڈھونڈ لو بیٹا۔۔۔"

اسفند کا اپنا دل بیٹھتا جا رہا تھا۔ وہ اس کے کالج، لائبریری، اس کی دوست کے گھر بھی دیکھ چکا تھا مگر وہ کہیں نا تھی۔ ہر گزرتے لمحے اس کا دل بیٹھتا جا رہا تھا، باہر چھائی تاریکی سے اسے وحشت ہو رہی تھی۔

"آپ ایسا کیسے کر سکتی ہیں"

وہ ہلکی آواز میں بڑبڑایا۔ آنکھیں شدتِ ضبط سے سرخ پڑ گئی تھیں۔

"یا اللہ وہ ناسمجھ ہیں۔ انھیں اپنے حفظ و امان میں رکھنا۔"

ہونٹ دانتوں میں دبائے اس نے خود پہ قابو پانا چاہا، دل بے چین ہو رہا تھا۔ وہ اسے ہر جگہ ڈھونڈھ چکا تھا۔ پولیس میں رپورٹ کروانا مطلب پورے گاؤں میں مشہور کر دینا کہ سردار عالمگیر خان کی پوتی اور سردار اسفند پامیر خان کی ہونے والی بیوی حویلی میں نہیں ہے۔ بلا آخر گہرا

www.Novelshub.pk

سانس کھینچتے اس نے گاڑی حویلی کے راستے پر ڈال دی۔اسے ڈھونڈھنا اب اس کے بس کی بات نا تھی۔اس کی تلاش میں ادھر،ادھر گھومتے اسے پانچ گھنٹے بیت چکے تھے مگر کوئی فائدہ نا ہوا۔وہ کمال ضبط سے خود پر پہرے بیٹھائے ہوئے تھا۔اب بہتر یہی تھا کہ وہ داجی سے مشورہ کرے اور پھر وہ مل کر اسے ڈھونڈھیں۔اس نے گاڑی کی رفتار بڑھادی۔اسے جلد از جلد حویلی پہنچنا تھا ۔باہر رات کی تاریکی چھارہی تھی۔گہری تاریکی۔سب نگلتی خاموش تاریکی۔

---***---

"کدھر ہے افتنان"

عالمگیر خان لاؤنج میں کھڑے چلائے۔اسفند نے دوڑ کر انھیں قابو کرنا چاہا۔

"داجی بات سنیں۔۔۔میری بات تو سنیں"

اسفند انھیں سنبھالنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہا تھا۔

"ہمیں مت سکھاؤ۔۔۔کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔۔۔افتنان کو بلواؤ۔۔۔"

www.Novelshub.pk

وہ دھاڑے۔درودیوار ان کی دھاڑ سے گونج اٹھے۔بی جان تپائی پر بیٹھی اس بات پر حیرانی سے فرح خانم کی جانب دیکھنے لگیں،جو ابھی کمرے سے آئی تھیں اور جو کچھ دیر پہلے بیٹی کی رخصتی کو لے کر رو رہی تھیں مگر اب بی جان کو معاملہ کچھ،کچھ سمجھ آنے لگا۔

"داجی تحمل"

پامیر خان بھی زنان خانے میں چلے آئے۔فرح خانم چہرہ پہلے ہی ڈھک چکی تھیں۔

"ہوا کیا ہے"

بی جان نے پان تھوکا اور ڈنڈا کچھ فاصلے پر کھڑے نوفیل کو ہلکے سے مار کر اپنی جانب متوجہ کیا۔

"وہ۔۔۔بی جان۔۔۔۔وہ"

نوفیل نے تھوک نگلا۔اب کیسے بی جان کو پریشان کر دیتا۔

"کچھ بول بھی چکو۔۔۔میرا دل بیٹھتا جا رہا ہے"

انہوں نے سینہ مسلتے ہوئے بے چین لہجے میں پوچھا۔نوفیل نے حرف،حرف ساری بات بتا دی ۔جو ابھی لاؤنج میں اسفند نے داجی سے کی تھی۔اس کا کہنا تھا کہ سب چل کر اسے ڈھونڈھتے

www.Novelshub.pk

ہیں۔اسے پورا یقین تھا کہ وہ اغوا ہوئی ہے۔بی جان کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ہوش میں آتے ہی وہ تپائی سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

دیکھا آپ نے۔۔۔؟اس دن سے ڈرتی تھی میں۔اس کا باغی رویہ ڈراتا تھا، !خان سائیں۔۔۔"
"مجھے کہتا تھا گل بانو یہ کوئی گل کھلا کر رہے گی۔۔۔دیکھ لیا؟

بی جان کروفر سے بولیں۔لہجے میں تنفر ہی تنفر تھا۔

"نہیں میری بیٹی ایسی نہیں ہے مور جان۔۔۔"

دیار خان پریشان تھے مگر اس وقت انھیں بیٹی کا دفاع کرنا تھا۔ان کی معصوم سی بیٹی بھری محفل میں رسوا ہونے کو تھی۔زرمینے ایک جانب کھڑی تھیں۔وہ بے یقین نظر آرہی تھیں انہوں نے نظریں موڑ کر کچھ فاصلے پر پلر سے ٹیک لگائے کھڑے آوالمیر کو دیکھا جس نے ان کی جانب ہلکی مسکراہٹ اچھالی۔ان کا دل بیٹھ سا گیا۔تو ان کا شک درست تھا۔اس کے سوا کون تھا جو یہ کرتا ۔جس میں اتنی ہمت ہوتی۔فرح خانم کو سبین خانم سنبھالے ہوئے تھیں۔لڑکیاں کمروں میں تھیں۔ان میں سے کسی کو نیچے آنے کی اجازت نا تھی۔

نہیں یہ جھوٹ ہے میری افتنان ایسا نہیں کر سکتی۔وہ اجازت کے بغیر حویلی سے باہر نہیں جا"
سکتی

www.Novelshub.pk

داجی نے خود کو یقین دلایا۔ پھر اوپر کی جانب چل دیے۔ اسفند نیچے ہی ٹھہر گیا اوپر لڑکیوں کا کمرہ تھا وہ اوپر نہیں جا سکتا تھا۔

بھابھی۔۔۔وہ۔۔۔وہ پلوشے۔۔ادھر، اندر۔۔۔وہ افتنان کا جوڑا پہنے بیٹھی ہے۔ اسے نہیں" معلوم کچھ"

فرح خانم کو ایک دم ہی اس کا خیال آیا۔ سبین خانم نے بے یقینی سے ان کی جانب دیکھا۔ آنکھیں زور سے میچیں اور خود پر ضبط کیا۔

دوسری جانب عالمگیر خان کمرے میں پہنچے تو بستر پر پلوشے بیٹھی تھی۔ سر اٹھا کر عالمگیر خان کی جانب دیکھا۔ پھر سر جھکا لیا۔ وہ مایوں کا لباس اتار کر سادہ لباس پہن چکی تھی۔ عالمگیر خان نے دوڑائی۔ پورے کمرے میں نظر

"افتنان کہاں ہے؟"

وہ ٹھنڈے لہجے میں بولے۔

"غسل۔۔۔"

اس کی بات درمیان میں ہی رہ گئی۔

www.Novelshub.pk

"بکواس بند کرو۔ایک لفظ جھوٹ نہیں"

وہ غرائے۔پلوشے کو اپنی جان فنا ہوتی محسوس ہوئی۔وہ دوڑ کر عالمگیر خان کے قدموں میں آ بیٹھی۔

داجی اس کا کوئی قصور نہیں اسے معاف کر دیں۔۔۔اسے ڈھونڈ لائیں۔۔۔وہ مصیبت میں ہے" "۔وہ بس اپنے نوٹس لینے گئی تھی۔اسے ڈھونڈھ لیں۔۔۔خدارا

وہ گڑ گڑائی۔عالمگیر خان نے آنکھیں زور سے میچیں پھر کھولیں اور سپاٹ انداز میں اس کی کوئی بھی دلیل سنے بغیر باہر کی جانب بڑھ گئے۔

"کہاں ہو تم افی "

وہ سسکی اور سر ساتھ پڑی کرسی سے ٹکا دیا۔

---***---

عالمگیر خان نیچے پہنچے تو سب کو اپنا منتظر پایا،ایک نظر سب کی جانب دیکھتے ہوئے وہ خاموشی سے مردان خانے کی جانب بڑھ رہے تھے کہ آسیہ کی آواز نے انہیں روکا۔

www.Novelshub.pk

آپ بڑی ذات کے لوگ ہیں، ہم نچلی ذات کے۔۔۔ !خان سائیں۔۔۔ !گستاخی معاف۔۔۔ "

"چھوٹا منہ بڑی بات۔۔۔

بات بیچ میں ہی کاٹ کر عالمگیر خان بول اٹھے۔ اس کی

"جو کہنا ہے کہو۔۔۔"

انہوں نے اسے گھورا۔جو گھونگھٹ میں سر جھکائے کھڑی تھی۔سب خاموشی سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ایک جانب کھڑے آوالمیر کے چہرے پر سکون تھا۔بلا کا سکون۔وہ یک ٹک طنزیہ انداز میں آسیہ کی طرف دیکھ رہا تھا جس کی وفاداری وہ خرید چکا تھا۔

وہ خان سائیں۔۔۔۔وہ۔۔۔وہ افتنان بی بی نا۔۔۔جی۔۔۔وہ ناجی کسی گاڑی میں بیٹھ کر گئی تھیں "
، گاڑی ناجی حویلی کے پچھلی طرف کھڑی تھی۔۔۔میں آرہی تھی تب دیکھا تھا، مجھے لگا تھا جی کہ
"بی بی شاید اسفند صاحب کے ساتھ کہیں جارہی ہیں۔آگے بیٹھا آدمی گبرو سا تھا اس لئے۔۔۔

اس کی بات بیچ میں رہ گئی جب ایک دم ہیں اسفند نے سختی سے اسے ٹوکا۔

ہوش میں رہ کر بات کریں۔۔۔آپ جانتی ہیں آپ کس پر تہمت لگا رہی ہیں؟ہوش میں تو ہیں "
"آپ؟وہ اپنا چہرہ ڈھانپ کر کہیں جاتی ہیں، آپ کو کیسے پتا کہ وہ افتنان تھیں۔

www.Novelshub.pk

اسفند کے سخت لہجے پر وہ بوکھلائی۔اعتماد پل بھر میں رفع ہوا۔عالمگیر خان تو خاموشی سے فرش گھور رہے تھے گویا یہ آج کی تاریخ میں اہم ترین کام تھا۔بی جان اپنی تپائی پر ڈھ چکی تھیں۔آسیہ نے ذرا کی ذرا آنکھ اٹھا کر آوالمیر کی جانب دیکھا، جس نے ہاتھ منہ پر رکھ کر نیچے کو کیا۔وہ اس کا اشارہ سمجھ گئی۔اعتماد پھر لوٹ آیا۔

نہیں خان سائیں۔۔۔آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔بی بی سرکار تو چہرہ نہیں ڈھانپتیں۔کیوں" اسفند کا پہلو میں اٹھا ہاتھ نا" کہ جب ہم نے انھیں دیکھا تو انہوں نے چہرہ نہیں ڈھانپا ہوا تھا۔ اس لئے مجھے معلوم ہوا" محسوس انداز میں واپس گر گیا۔بے یقینی سے وہ اسے دیکھتا رہا۔ ۔۔۔میری کوئی بات بری لگی ہو تو معافی جی مگر۔۔۔میں نے جی ان کو روکا تھا انہوں نے مجھے یہ "خط دے دیا۔

اس نے شال کے نیچے سے ایک خط نکال کر عالمگیر خان کے سامنے کیا۔جھٹ سے اسفند نے آگے بڑھ کر وہ خط اس کے ہاتھ سے کھینچا۔پھر تنے نقوش لئے اسے کھولا اور پڑھنے لگا۔وہ اسی کا لکھا خط تھا، اسی کی لکھائی۔مگر الفاظ اتنے سنگدل ہوں گے یہ اسفند کے وہم و گمان میں بھی نا تھا۔

میں آپ کا بھرم نا رکھ سکی۔میرا دل شروع سے راضی نا تھا۔یہ !مجھے معاف کر دیں دا جی۔۔۔" زبردستی کا رشتہ تھا میرے لالہ ہیں وہ اور رہیں گے، میں مجبوراً ہر ہاں میں ہاں ملاتی گئی مجھے انتظار

www.Novelshub.pk

تھا، اس دن کا اور مجھے یہ موقع مل گیا۔ وہ مجھے پڑھنے دے گا جب تک میں چاہوں۔ یہ حویلی والے تو روایات کے نام پر مجھے ایسی زنجیروں میں جکڑ رہے تھے جن میں جکڑ کر تا عمر میں شرمندہ رہتی۔ خود سے نظریں نا ملا پاتی۔ آپ کی روایات آپ کو مبارک۔ میرا انتظار لاحاصل ہے۔"

وہ وہیں کرسی پر ڈھ سا گیا۔ خط ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گرا۔ آسیہ نے آگے بڑھ کر خط اٹھایا اور سب کی جانب دیکھا۔ آوالمیر چہرے پر ہمدردی سجائے سامنے آیا۔

"یہ مجھے دیں۔"

آسیہ نے سر ہلا کر اسے خط تھمایا۔

"نوفیل۔۔۔لالہ آپ پڑھ لیں مجھے میں ہمت نہیں"

ساتھ کھڑے نوفیل کو خط تھمایا۔ نوفیل نے ہچکچاتے ہوئے خط تھاما۔ عالمگیر خان کو دیکھا اور پھر سب پر ایک نظر ڈالے پڑھنے لگا۔ کرسی پر جمے اسفند کے ہاتھوں نے اس مضبوطی سے کرسی کو تھاما کہ اس کی نسیں واضح ہونے لگیں۔ آنکھوں میں خون اتر رہا تھا۔ آدھے خط پر ہی وہ تن فن کرتا وہاں سے جا چکا تھا۔ سب حیرت میں مبتلا تھے۔ فرح خانم کا چہرہ پیلا پڑتا جا رہا تھا۔ آوالمیر مٹھی ہونٹوں پر جمائے ترچھی نگاہوں سے عالمگیر خان کو دیکھا۔ وہ خط کل ہی اس نے آسیہ کو دیا تھا اس کے لئے افتنان کی لکھائی کی نقل تیار کروانا کوئی مشکل کام نا تھا۔ اس کی لکھائی کا

www.Novelshub.pk

نمونہ لانا آسیہ کا کام تھا اور خط تیار کروانا آوالمیر کا کام تھا۔ وہ جانتا تھا، زرمینے اس سے ناراض ہوں گی مگر انھیں منانا اس کے لئے مشکل نا تھا۔ نوفیل نے خط ختم کیا تو ملیار خان نے داجی کی جانب دیکھا۔ جن کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ یقین کر چکے ہیں۔ خود وہ بھی یقین و بے یقینی کی کیفیت میں تھے ۔خود کو قدرے سنبھالے وہ بولے۔

"یہ۔۔۔ یہ جھوٹ ہے۔۔۔ آپ یقین نا کریں۔۔۔ افنان"

انہوں نے بولنا چاہا مگر ان کی بات درمیان میں کاٹ کر داجی سپاٹ، سرد لہجے میں بولے۔

"کون افنان؟"

ان کے سپاٹ لہجے میں انتہا سے زیادہ سرد مہری تھی۔ بغیر کچھ سنے وہ وہاں سے جا چکے تھے۔ جھکے کندھوں سمیت دیار خان اور ان کے بعد نوفیل بھی جا چکا تھا۔ آوالمیر بھی اس سب سے اکتا گیا تھا سو خاموشی سے واپس مردان خانے چل دیا۔ فرح خانم کا دل ڈوبتا گیا۔ ان کی بیٹی کا ذکر اب اس حویلی میں مزید نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ جانتی تھیں۔ آج سے وہ حویلی والوں کے لئے مر گئی تھی ۔دھپ کی آواز سے وہ زمین بوس ہوئیں۔ زرمینے دوڑ کر ان کے پاس آئیں۔ ان کا سر گود میں رکھے انہوں نے چلا کر درخنے کو آواز دی۔

"پانی لاؤ۔۔۔"

www.Novelshub.pk

بی جان نے بے زاری سے سر گھمایا۔وہ اس کی باغی فطرت سے شروع دن سے واقف تھیں ۔جانتی تھیں یہ تو ہو کر رہے گا۔

"خس کم جہاں پاک"

وہ بڑبڑائیں۔دل افسوس سے بھرا تھا مگر خان سائیں کے ذکر ختم کر دیا تھا تو مطلب اب وہ ذکر ختم تھا۔

جبکہ شفق، سبین فرح کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہی تھیں۔اوپر پلر کی اوٹ میں بیٹھی کادل پسجا۔ پلوشے

"کاش میں اسے روک لیتی"

منہ پر ہاتھ رکھے اس نے سسکی کا گلا گھونٹا۔

---***---

صبح تو ہوئی، مگر خالی، ویران سی صبح، در و دیوار خالی و خاموش تھے۔مکینوں کے ہوتے بھی حویلی ویران معلوم ہو رہی تھی۔ گھنی گھٹائیں آج آسمان کا احاطہ کر چکی تھیں شاید ابھی کسی کے مقدر

www.Novelshub.pk

میں مزید سیاہی بھرنی تھی۔عالمگیر خان کل سے اپنے کمرے سے نہیں نکلے تھے۔بی جان زرمینے کے ساتھ تھیں،اور فرح خانم کی ایک پل کو آنکھ نا لگی۔

سو تو اسفند بھی ایک پل کو نہیں پایا۔ساری رات وہ بے یقینی کی آگ میں جلتا رہا۔ہر کروٹ اس کی رگ وجان میں مزید محشر برپا کر جاتی۔اس کی آنکھیں سپاٹ اور خاموش تھیں لب آپس میں پیوست تھے۔دھڑک،دھڑک کر دل کا برا حال تھا۔آخر بے بسی سے وہ اٹھ بیٹھا۔سر ہاتھوں میں دیے وہ سسک اٹھا۔وہ انیتس سال کا مرد زار و قطار رو رہا تھا۔

"کیوں۔۔۔کیوں۔۔۔؟اللہ میری محبت۔۔۔میری محبت تو سچی تھی نا پھر۔۔۔اے اللہ ۔۔۔وہ ایسا کیسے کر سکتی ہے۔۔۔میرے جذبات اس کے سامنے تھے۔پھر کیوں؟"

اس نے سر ہاتھوں میں گرا لیا۔ذہن میں کچھ عرصہ پہلے کا واقعہ آیا۔وہ زنان خانے کی طرف جا رہا تھا جب اسے جالیوں کے پار سے افتنان کی کھنکتی آواز سنائی دی۔

"میں پھر شادی کر لوں گی،کوئی تو مجھے آگے پڑھنے کی اجازت دے گا۔"

کچھ ثانیے بعد اسے پلوشے کی آواز آئی۔

"ایسا تو کوئی مرد نہیں حویلی کا جو تمہیں پڑھنے کی اجازت دے شادی کے بعد تو پھر کیا کرو گی"

www.Novelshub.pk

"امم۔۔۔۔میں بھاگ جاؤں گی"

اس نے کھکھلا کر کہا۔اسفند نے مٹھیاں بھینچیں۔وہ مذاق میں بھی ایسا کیسے کہہ سکتی تھی جب کہ اسے پلوشے کا استغفر اللہ سنائی دیا۔

"وہ بھی ایسے نہیں ملتا ڈھونڈھنا پڑتا ہے"

"مل جائے گا"

وہ بے فکری سے بولی۔

"مذاق کر رہی ہو نا"

پلوشے کی آواز میں خدشے بول رہے تھے۔

"بلکل۔۔۔"

اسے لگا وہ ہنسی ہے۔اسے کچھ سکون محسوس ہوا۔اسے لگتا تھا وہ مذاق کر رہی تھی مگر اس وہم و گمان میں بھی نا تھا کہ یہ سب سچ ہو گا۔

"کیوں کیا تم نے ایسا۔۔۔کیوں۔۔۔؟میں تمہیں روکتا تو نہیں تھا۔۔۔کیوں"

www.Novelshub.pk

وہ بے بسی کی انتہا پر تھا۔اس کا خط،وہ سنگدل الفاظ آنکھوں کے سامنے گھوم رہے تھے۔وہ رات اس پر قیامت کی رات بن کر ٹوٹی تھی۔ساری رات وہ خاموشی سے کلستا رہا۔اس نے کبھی سیگریٹ کو ہاتھ تک نہیں لگایا تھا مگر اس پوری رات وہ سیگریٹ پیتا رہا۔دل کی کھولن نکالنے میں وہ اپنا آپ جلاتا رہا۔سانس چل رہی تھی مگر اسے اپنے زندگی ہونے پر یقین نہیں تھا۔

---***---

وہ کب سے وہاں بیٹھی تھی،اسے کوئی ہوش نہیں تھا۔کتنے لمحے بیت گئے اسے علم نہیں تھا۔وہ بس یونہی بیٹھی رہی۔ساکت سی۔اتنا وہ جان گئی تھی کہ وہ کسی بدلے کی بھینٹ چڑھنے والی ہے۔مگر کیوں۔۔۔؟وہی کیوں؟پھر دماغ میں آوالمیر کی آواز گونجتی۔

"تم سردار عالمگیر خان کی لاڈلی پوتی ہو۔۔۔یہ ہے تمہارا قصور"

بھوک مر چکی تھی۔ہر احساس ختم ہو رہا تھا۔

میں کیا کروں؟میں حویلی لوٹ پاؤں گی یا نہیں؟اگر سب نے یقین کر لیا کہ میں۔۔۔میں اپنی مرضی سے گھر چھوڑ آئی ہوں۔تو۔۔۔تو کیا ہو گا؟"

اس نے ہونٹوں پر ہاتھ جمائے سسکی روکنے کی کوشش کی۔

www.Novelshub.pk

داجی۔۔۔ مجھ سے محبت کرتے ہیں، وہ میرے لئے برا نہیں سوچیں گے مجھے معلوم ہے"

"۔۔۔بس اب کسی طرح حویلی چلی جاؤں تو اس آوالمیر کی پول کھولوں، منافق۔۔۔

ذہن میں مختلف سوچیں گڈمڈ ہو رہی تھیں۔اپنی سوچوں میں گم وہ تب چونکی جب دروازہ کھول کر آوالمیر اندر داخل ہوا۔اس کی جانب ہلکی سی مسکراہٹ اچھالی۔کف لنک بند کرتا وہ سامنے کرسی پر جا بیٹھا۔

"ارے تم تو خانزادی ہو نیچے بیٹھنا تمہاری شان کی نفی ہے اوپر بیٹھو نا"

وہ عام سے لہجے میں بولا۔وہ چونکی۔اسے خیال گزرا کہ وہ اب تک نیچے بیٹھی تھی۔کیا سوچ رہا ہو گا وہ کہ اس نے ہار مان لی ہے۔وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میرا۔۔۔میرا جھمکا کھو گیا تھا۔۔۔وہ ڈھونڈھ رہی تھی۔"

وہ جلدی سے بولی مبادا وہ اسے کمزور نا سمجھ بیٹھے۔ہلکا سا نقاب ابھی بھی کر رکھا تھا۔آوالمیر نے طنزیہ انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"میں نے پوچھا؟"

تیکھے سے انداز میں سوال کیا گیا۔افتنان نے کندھے اچکائے۔

www.Novelshub.pk

آپ کو بتایا بھی نہیں ہے۔۔۔ آپ بس مجھے ابھی حویلی چھوڑ کر آئیں۔۔۔ میں داجی کو اور اسفند" آخر "لالہ کو آپ کی شکایت کروں گی۔ میں آپ کا پول کھول دوں گی۔۔۔ جھوٹے، مکار آدمی میں وہ تنفر سے ہلکی آواز میں بڑبڑائی۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس کی جانب چلا آیا۔ اسے اپنی جانب آتا دیکھ افتنان کے قدم پیچھے کی جانب سرکے۔

"کھڑی رہو یہیں۔۔۔ ورنہ سختی برتنی پڑے گی مجھے۔۔۔"

اس کے سخت لہجے پر افتنان کے قدم وہیں زنجیر ہوئے۔ آوالمیر نے اس کی جانب بے نیازی سے دیکھا۔

"بولو کیا بول رہی تھی۔۔۔ ذرا دوبارہ بولنا۔"

وہ جانتی تھی اس کا مقصد صرف اسے زچ کرنا ہے تبھی ہمت مجمع کیے اس کے سامنے ڈٹ کر کھڑی رہی البتہ ہتھیلیوں میں پسینہ آچکا تھا۔

"جانے دیں مجھے" رکی تھوک نگلا، پھر جی اکڑا کر بولی "میں کہہ رہی تھی۔۔۔"

آوالمیر اس کی بات پر سر جھٹک کر ہنس دیا۔ جیسے کسی کی عجیب، ناپوری کی جانے والی ضد پر ہنس دیتے ہیں۔ پھر اس کی گہری آنکھوں میں جھانکا اور تحمل سے بولا۔

www.Novelshub.pk

"بہت جلدی ہے تمہیں جانے کی؟"

سوال طنز میں ڈوبا تھا۔

"میری شادی جو ہے۔"

اس نے بے تکا جواز پیش کیا۔ آوالمیر نے گہرا سانس لیا۔

"ایک شرط پر حویلی لے جاؤں گا۔۔۔ !ہے نہیں تھی۔۔۔۔"

اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے جانچا گیا۔

"منظور ہے"

وہ جلدی سے بولی۔اب حویلی جا کر وہ اس آدمی کا راز فاش کر دے گی۔

"نکاح ہے ہمارا آج۔۔۔اس کے بعد میں خود لے جاؤں گا تمہیں حویلی"

وہ اسے ایسے دیکھنے لگی گویا اس کا دماغ چل چکا ہو۔

"اچھا مذاق ہے۔۔۔۔بلکہ بے ہودہ مذاق ہے۔"

وہ تنفر سے بولی۔ آوالمیر نے نفی میں سر ہلایا۔

www.Novelshub.pk

تم لوگوں کے ساتھ مسئلہ پتا کیا ہے۔۔۔تم حویلی والے ہر شے کو مذاق سمجھتے ہو۔۔۔وہ انسان"
"ہو، جذبے ہوں یا کوئی بات ہو۔۔۔مگر میرا مسئلہ جانتی ہو کیا ہے۔۔۔

افتنان نے نفی میں سر ہلایا۔اب بھلا دو دن پہلے ملے شخص کا مسئلہ وہ کیا جانے۔

میں حد سے زیادہ سنجیدہ ہوں۔۔۔ہر معاملے کو لے کر۔۔۔اور جب میں نے کہہ دیا کہ نکاح ہو"
"گا، تو مطلب ہو گا

"آپ کا دماغ تو نہیں چل گیا۔۔۔کیا بے ہودگی ہے یہ۔۔۔"

اس کا بس نہیں چل رہا تھا اس انسان کا سر پھاڑ دے۔اب تک وہ مصلحت سے کام لے رہی تھی ۔سوچا گھر کا مسئلہ ہے با آسانی حل ہو جائے۔مگر اس کے ذہن میں یہ سب چل رہا تھا، اس نے سوچا بھی نا تھا۔

بے ہودگی نکاح کو نہیں کہتے !تمیز کے دائرے میں رہو خانزادی افتنان دیار خان۔۔۔۔"
"۔۔۔نکاح تو مقدس رشتہ ہے۔۔۔اس کا تقدس تو پامال نا کرو۔

وہ سنجیدہ لہجے میں ہر لفظ پر زور دیتے بولا۔افتنان کو اس کے لہجے سے خوف محسوس ہوا جبکہ اس کی انگلیاں ایک بار پھر اپنے بازو کی جلد میں گھستی محسوس ہوئیں۔اس کی گرفت جارحانہ تھی۔وہ

www.Novelshub.pk

سسکی۔ مگر وہ بے نیازی سے اس کی آنکھوں میں جھانکتا رہا۔ بھوری آنکھوں میں غصہ و سنجیدگی تھی جبکہ گہری آنکھیں حیران معلوم ہوتیں۔

"صرف دو راستے ہیں تمہارے پاس یا تو نکاح کرو یا ساری زندگی یہیں پڑی رہو۔ حویلی !دو۔۔۔ والے تمہاری خاک بھی نہیں پا سکیں گے۔۔۔ سمجھی تم"

ایک جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑا۔ وہ سنبھلی اور بازو پر ہاتھ رکھے سخت نظروں سے اسے دیکھا۔

"اب یہ گھورنا بند کرو۔۔۔ ایک گھنٹے تک مولوی صاحب آرہے ہیں۔"

اسے حیران چھوڑے وہ یہ جا اور وہ جا ہوا۔ وہ پاس ہی بستر پر ڈھ گئی۔ سر ہاتھوں میں گرائے وہ حیران و پریشان تھی۔

"اب میں کیا کروں گی۔۔۔ یا اللہ"

اس نے نفی میں ادھر، ادھر سر ہلایا۔ اٹھ کر وہ ارد گرد ٹہلنے لگی۔ بے چینی سے، بے سکونی سے۔

"یا اللہ یہ کیسی آزمائش ہے۔"

وہ سر ہاتھوں میں گرائے سسک دی۔ ذہن میں آوالمیر کی ہر بات گونج رہی تھی۔

www.Novelshub.pk

یا اللہ مجھے صحیح راستہ دکھا دیں۔۔۔اب آپ ہی میری مدد کر سکتے ہیں۔اف۔۔۔مجھے حویلی پہنچنا ہے۔۔۔میں کیا کروں"

صرف دو راستے ہیں تمہارے پاس یا تو نکاح کرو یا ساری زندگی یہیں پڑی رہو۔حویلی !دو۔۔۔۔ والے تمہاری خاک بھی نہیں پا سکیں گے۔۔۔ سمجھی تم۔"

آوالمیر کی آواز اس کی سماعت میں دوبارہ زہر انڈیلنے لگی۔

"نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔وہ مجھے ڈھونڈھ لیں گے۔۔۔"

اس نے ناخن چباتے ہوئے پریشانی و فکر مندی سے سوچا۔

اور اگر ناڈھونڈھ سکے۔۔۔؟افتنان دیار خان سنا نہیں تم نے وہ سب سمجھ رہے ہیں میں بھاگی ہوں۔۔۔اگر سب یہی سمجھ رہے ہیں تو میں کیا کروں گی۔مجھے ہر صورت حویلی لوٹنا ہے۔ایک بار میں وہاں چلی جاؤں تو طلاق لے لوں گی۔۔۔شاید داجی انہیں مار دیں پھر خود یہ رشتہ ختم ہو جائے گا۔۔ مگر اگر نکاح نا کیا تو۔۔۔۔یہیں رہ جاؤں گی۔

لاتعداد سوچیں اس کے ذہن میں گردش کر رہی تھیں۔وہ پھر سے ادھر،ادھر ٹہلنے لگی۔معصوم ذہن میں نت نئے خیال پیدا ہو رہے تھے۔جنھے وہ کبھی جھٹلاتی تو کبھی ان پر غور کرنے لگتی۔

www.Novelshub.pk

---***---

دوپہر تک خاصے پر سکون انداز میں وہ اپنے کمرے سے نکلے۔لاؤنج میں بیٹھے، دیار خان اور اسفند کی نظریں دروازے پر ہی ٹکی ہوئی تھیں۔دریاب، ارحم بھی ایک جانب بیٹھے تھے۔انہوں نے بھی نظریں اٹھا کر عالمگیر خان کی جانب دیکھا، جو پر سکون انداز میں چلتے ہوئے اپنے دیوان پر جا بیٹھے۔کچھ دیر تک سب پریشانی سے ان کی جانب دیکھتے رہے۔مگر وہ خاموش رہے۔دفعتاً ملیار خان نے ہمت مجمع کی اور گلا کھنکھارا۔

"باباسائیں۔۔۔"

عالمگیر خان نے ان کی جانب نظریں اٹھا کر عام سے انداز میں دیکھا۔یوں جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا

۔

"آگے کا کیا سوچا آپ نے"

اسفند نے لب بے دردی سے کچلے وہ جانتا تھا کس بارے میں بات ہونے جا رہی تھی۔نظریں سنجیدگی سے زمین پر گاڑے وہ عالمگیر خان کے بولنے کا منتظر تھا۔

"ہمممم۔۔۔۔"

www.Novelshub.pk

انہوں نے ہنکارا بھرا۔پر سوچ انداز میں سب کی جانب دیکھا۔

مہمان جمع ہو رہے ہیں۔وہ حویلی میں ہونے والے حادثے سے واقف نہیں !بابا سائیں۔۔۔"
ہیں۔پورا گاؤں واقف ہے کہ سردار اسفند یامیر کی شادی ہونے والی تھی۔سارا گاؤں سوال
"کرے گا۔۔۔اور مہمان۔۔۔

ان کی بات بیچ میں ہی کاٹے عالمگیر خان نے ہاتھ اٹھا کر انھیں روکا۔پھر تحمل سے بولے۔

"شادی تو اب بھی ہو گی۔"

وپریشانی کے ملے پر سکون ٹھنڈا لہجہ۔سب نے چونک کر ان کی جانب دیکھا۔اسفند نے حیرت
جلے تاثرات لئے خود پر ضبط کے کئی پہرے بیٹھائے انھیں دیکھا۔جو دیوان کی پشت پر ہاتھ
پھیلائے حقے کی نال ہاتھ میں تھامے مزید بولے۔

"اور دو نہیں۔۔۔تین شادیاں ہوں گی"

ملیار خان نے ارمغان اور ارحم کی جانب دیکھا جنہوں نے سادگی سے کندھے اچکا دیے۔

---***---

www.Novelshub.pk

وہ پھر سے کمرے میں آچکا تھا۔اب کی بار چہرے پر خاصی سنجیدگی تھی۔قدم،قدم چلتا وہ بستر پر اس کے قریب آرکا۔

"کیا سوچا ہے پھر تم نے؟مولوی صاحب آچکے ہیں۔"

سوال بھی داغا گیا اور آگاہ بھی کیا گیا۔افتنان نے خود پر ضبط کیا۔

"میں کیا کر سکتی ہوں۔۔۔؟فلحال تو پنجرے میں قید پنچھی ہوں جس کے پر کاٹ دیے گئے ہیں۔میں نہیں جانتی آپسی معاملہ کیا ہے؟کیا نہیں۔۔۔لیکن فلحال میں رضائے خدا سے۔۔۔۔۔آپ سے نکاح کرنے کو تیار ہوں یہ جانتے ہوئے بھی کہ حویلی والے آپ کو زندہ نہیں چھوڑیں گے میرے لئے یہ !اور میں اس بارے میں بھی پر یقین نہیں کہ آیا یہ رشتہ چلے گا یا نہیں۔۔۔ مجبوری کا بندھن ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں،مجبوریاں بے بس کر دیتی ہیں جیسے مجھے کر دیا گیا ہے۔میرے ہاتھوں اور پیروں میں ان دیکھی زنجیر ڈال دی گئی ہے۔۔۔میں تیار ہوں نکاح کے لئے۔"

اس نے سنجیدگی سے بات مکمل کی۔آوالمیریک،ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔اسے افتنان سے اتنی گہری باتوں کی توقع نا تھی۔شروع دن سے اب تک اس کی تمام حرکتوں کو دیکھ کر وہ اسے ناسمجھ گردانتا تھا۔مگر ہم نہیں جانتے کہ اکثر ناسمجھ دکھنے والے لوگ ہی زندگی کا گہرا سبق دے ڈالتے ہیں

www.Novelshub.pk

۔جیسے وہ دے چکی تھی۔دماغ کی سوچوں کو جھٹکتے وہ محظوظ انداز میں مسکراتے باہر کی جانب چل دیا۔

---***---

"اور دو نہیں۔۔۔۔تین شادیاں ہوں گی"

پر سکون لہجے میں کہا گیا۔وہ سب حیرانی سے انھیں دیکھ رہے تھے جو نجانے اب کیا کہنے والے تھے۔

"ارمغان اور انگیزہ۔۔۔"

ارمغان نے آنکھیں میچے کسی احساس کو محسوس کرنا چاہا۔وہ محبت کا احساس تھا جسے زنگ سالوں پہلے لگنے لگا تھا۔جسے بے اعتباری نے مٹانا شروع کر دیا تھا۔وہ احساس اس نام کو ایک ساتھ محسوس کرنے کے لئے صدیوں سے تڑپ رہا تھا۔

"پلوشے اور۔۔۔۔دریاب"

ان کی دوسری بات پر سب کو گویا سانپ سونگھ گیا۔دریاب نے حیرت سے سر گھما کر ادھر ادھر دیکھا۔برابر میں بیٹھے آوالمیر نے اسے دلاسہ دیا۔

www.Novelshub.pk

"پر سکون رہو۔۔۔کوئی معیوب بات نہیں ہے۔"

وہ ہلکی آواز میں بولا مگر دریاب اس اچانک رشتے پر ششدر تھا۔نا محسوس انداز میں اس نے گال پر ہاتھ رکھا۔ملیار خان نے بے یقینی سے عالمگیر خان کو دیکھا۔

"بابا سائیں۔۔۔ایسی تو کوئی بات طے نہیں تھی۔"

وہ جبراً مسکرائے۔

مزید اس حویلی کی کسی دختر کو چھوٹ دینے کے حق میں نہیں ہوں میں۔۔۔کل وہ گئی"
"آئندہ موقع ملتے ہی یہ چلی جائے گی۔"اسفند نے دکھ سے آنکھیں میچیں۔"۔۔۔

زنان خانے میں سب عورتیں لاؤنج میں بیٹھی تھیں۔بی جان اس بات پر پر سکون انداز میں پان چبانے میں مصروف تھیں۔جالی تھامے کھڑی پلوشے کی گرفت چھوٹی اور وہ سن سی کھڑی رہ گئی۔خود باقی سب بھی حیران تھیں۔

"اور اسفند کی شادی۔۔۔انیسہ سے ہو گی۔"

www.Novelshub.pk

اسفند بغیر کچھ بولے جھٹکے سے اٹھا اور تن فن کرتا باہر کی جانب چل دیا۔عالمگیر خان کے سوا سب نے دکھ سے داخلی دروازے کی جانب دیکھا۔عالمگیر خان جانتے تھے،جو وہ کر رہے تھے وہی روایات کی بقا کے لئے صحیح ہے۔

"مگر بابا سائیں سوچ۔۔۔"

پامیر کی بات بیچ میں کاٹے وہ اپنی شال جھاڑتے اٹھے۔

"تاریخوں پر ہی سارے فرائض پورے کیے جائیں گے۔ تیاریاں شروع کرو۔۔۔مقررہ"

بغیر کچھ سنے وہ اپنا فیصلہ سنگدلی سے سنائے جا چکے تھے۔زنان خانے میں گہری خاموشی تھی۔

"چپچپ۔۔چپ۔چپ"

بی جان کا منہ چل رہا تھا۔پلوشے دوڑ کر اوپر اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔سرخ ڈوروں والی آنکھیں لئے فرح خانم نے اپنی بیٹی کو دیکھا۔جو بہن کی،کی گئی غلطی پر پردہ ڈالنے کی خاطر اقدار و روایات کی بھینٹ چڑھنے جا رہی تھی۔وہ جانتی تھی وہ کچھ نہیں کہے گی۔ان کی یہ بیٹی حد سے زیادہ صابر تھی۔دو بے نام سے آنسو آنکھ کی دہلیز پار کر گئے۔

---***---

www.Novelshub.pk

پانی بہہ رہا تھا اور مسلسل بہہ رہا تھا۔ وہ وضو کر رہی تھی۔ چہرے پر یقین و بے یقینی کی کیفیت تھی ۔چند ثانیے بعد وہ غسل خانے سے باہر آئی۔ کمرہ خالی تھا اس نے دروازہ بند کیا اور میز پر پڑا جائے نماز اٹھا کر عقیدت سے بچھایا۔

ناجانے وہ کتنی بار شکرانے کے نفل پڑھ چکی تھی۔ اسے گنتی بھول گئی تھی۔ سلام پھیر کر اس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ آنکھوں سے مسلسل پانی بہہ رہا تھا۔ نظریں جھکی ہوئی تھیں اور نظریں ہتھیلی پر تھی۔ گہری جھیل سی آنکھوں کی لانبی پلکوں پر آنسو جمع تھے۔ وہ یک ٹک خاموشی سے اپنی ہتھیلی دیکھتی جا رہی تھی۔ وہ ہتھیلی جس کی لکیروں کو وہ ظالم گردانتی تھی۔ وہ بے یقین تھی۔

"کیا دعائیں اتنی جلد قبول ہوتی ہیں؟"

وہ ہلکی آواز میں بڑبڑائی۔ جس شخص کو افتنان کی قسمت سمجھ کر وہ بھولنے کی تگ و دو کر رہی تھی، قسمت، تقدیر اس شخص کو اس کی ہمراہی میں دینے کو تیار کھڑی تھی۔ قسمت کا قلم اس کے حق میں فیصلہ لکھ چکا تھا۔ وہ اسفند یامیر خان جسے بچپن سے وہ سوچتی آ رہی تھی۔ وہ حویلی کا صابر ،کم گو، ہو بہو اس سی طبیعت کا مالک لڑکا اس کی قسمت میں تھا وہ جانتی تھی۔ اگر بنفشہ نوفیل کی تھی تو وہ اسفند کی تھی۔ یہ باتیں اس کی سہیلیاں اسے بتاتی تھیں۔ وہ یہ باتیں سر سے جھٹکنے کی کوشش کرتی مگر یہ باتیں اس سے ایک آسیب کی مانند چمٹ گئی تھیں۔ وہ شروع سے ہی جذبات کا

www.Novelshub.pk

اظہار کرنے کے معاملے میں کوری تھی۔ سونا کوئی اس کا نا اس کے دل کا بھید پا سکا۔ گزرتا وقت اس کے دل میں اسفند پامیر کی محبت کی جڑیں مضبوط کرتا گیا۔ وہ حق وسچ کا علمبردار تھا اور حق سچ ہی پسند کرتا تھا اور وہ اس کی دیوانی تھی۔ دل بے خبر کو بھروسا تھا، وہ اسی کا ہے جتنا دور مرضی رہ لے اسے ہونا اسی کا ہے۔ مگر ہم انسان بہت جذباتی ہوتے ہیں، سارے فیصلے خود کرتے جاتے ہیں دل کو اتنا خوش فہم بنا لیتے ہیں کہ مجال جو وہ حقیقت کی دنیا میں جانا بھی چاہے اور یہی اس کے ساتھ ہوا تھا۔ وہ جیسے آسمان سے زمین پر آ گئی تھی۔ پیروں تلے زمین کا کھسک جانا کیا ہوتا ہے وہ جان چکی تھی۔ وہ اس کی بہن کی قسمت تھا اسے ہر حال میں اسے بھول جانا تھا۔ ان گزرے اتنے برسوں میں کوئی اس کے دل کا راز نا جان پایا تو آگے بھی نہیں جان پائے گا اور انیسہ دیار خان کی لاحاصل محبت ماضی کا ہی باب بن کر ماضی میں ہی رہ جائے گی۔

مگر محبت سچی ہو تو رب کن کہہ دیتا ہے۔ محبت کی قسمت میں وصال ہو تو ہجر جتنا بھی طویل ہو وصال سے جیت نہیں پاتا اور قسمت کا قلم ایک بار پھر حقیقتاً اسفند پامیر خان کو اس کی قسمت میں لکھ چکا تھا۔ ایک محبت میں ماری تھی اور ایک محبت کے ہاتھوں شکست کھایا انسان۔۔۔ وہ محبت کی ماری پر یقین تھی کہ اس کے دل میں جگہ بنا لے گی۔ اس کی جھیل سی آنکھوں سے بہتا ہر آنسو موتی تھا، تشکر کا موتی اور وہ خاص تھا۔

---***---

www.Novelshub.pk

اور وہ دلی رضامندی سے آوالمیر وکدار خان کو اپنے نکاح میں قبول کر چکی تھی۔اس کا یہ ماننا تھا کہ زندگی میں درپیش آنے والے تمام حالات، میں اللہ کی مصلحت ہوتی ہے۔اسی سبب وہ زندگی میں آنے والی ہر پریشانی کو بھی صبر سے قبول کر لیتی تھی۔اگر اسے حویلی جانے کا لالچ نا ہوتا تو شاید یہ نکاح نا کرتی مگر اب اگر مجبور ہو ہی گئی تھی تو اسے رب کی رضا مان کر وہ اسے قبول کر چکی تھی۔ لمحوں کا کھیل تھا اور وہ افتنان دیار خان سے افتنان آوالمیر خان بن چکی تھی۔دل میں کوئی جذبہ نہیں تھا مگر وہ آنے والے وقت کو لے کر پریشان تھی۔اسے حویلی جا کر سب کو اپنی بے گناہی کا ثبوت دینا تھا۔ آوالمیر کا راز فاش کرنا تھا۔داجی سے اصل وجہ معلوم کرنا تھی۔وہ اسی دوپٹے کا گھونگھٹ اوڑھے سر جھکائے بہت سی سوچوں میں گم تھی، جب دروازہ کھلنے کی آواز آئی ۔شاید آوالمیر انھیں رخصت کر آیا تھا۔قدموں کی چاپ اسے بستر کے پاس آتی سنائی دی۔اس کا دم گھٹنے لگا۔اس سے قبل وہ کچھ بول پاتی اسے آوالمیر کی آواز سنائی دی۔

میں نے شام سے کچھ کھایا نہیں ہے !اب ایسے ہی بیٹھی رہو گی دلہن بن کر؟اٹھو شاباش۔۔۔۔"

"مجھے کھانا بنا کر دو۔

پر سکون لہجے میں بولتا وہ وہیں بستر پر دوسری جانب لیٹ گیا۔

"پر۔۔۔میں۔۔۔"

www.Novelshub.pk

وہ منمنائی۔

"کیا مصیبت ہے اب؟"

وہ اکتا کر اس کی جانب دیکھنے لگا۔بے زاری سے اس کا گھونگھٹ دیکھا۔

"مم۔۔۔مجھے کچھ نہیں آتا۔۔۔"

آرام و سکون سے بولتی وہ بستر سے اٹھی اور گھونگھٹ اتارا۔اب آوالمیر تو اس کا شوہر تھا۔دیکھ بھی لے تو کیا گناہ، ویسے بھی اتنا بڑا گھونگھٹ نکال کر وہ تھک چکی تھی۔رخ ابھی بھی دوسری جانب تھا۔

"کیا مطلب کچھ نہیں آتا؟"

وہ تپ گیا اور اگلے ہی لمحے بستر سے اتر کر اس کے مقابل آ کھڑا ہوا۔افتنان نے بچوں کی طرح ناک سکوڑے ادھر، ادھر دیکھا پھر نظریں اٹھا کر اسے دیکھا جو یک ٹک اس کی جانب دیکھ رہا تھا ۔وہ ہچکچائی۔

وہ گہری سیاہ آنکھیں جن میں آوالمیر کو اپنا آپ ڈوبتا محسوس ہوا وہ ادھر، ادھر دیکھنے میں مگن تھی ۔لانبی پلکیں بھی ساتھ ہی ارد گرد کا طواف کر رہی تھیں۔کمان جیسی بھنویں، کھڑی تیکھی ناک

www.Novelshub.pk

،باریک پنکھڑی کی مانند گلابی ہونٹ، سرخ و سپید گال جن پر لالی کثرت سے زیادہ تھی، چہرے کی معصومیت جو حد سے زیادہ تھی اور جس چیز نے سب سے زیادہ آوالمیر کا دھیان بھٹکایا وہ اس کے فیروزے کی لونگ جو ناک میں موجود ایسی شان سے بیٹھی تھی گویا بنی ہی اس چاند سے چہرے کے لئے تھی۔اپنی ماں کے بعد وہ آج دوسری سب سے حسین عورت دیکھ رہا تھا۔

"کیا دیکھ رہے ہیں؟ آپ کے لندن میں لڑکیاں نہیں تھیں؟"

اس کے بے زار لہجے پر وہ چونکا۔پھر سر جھٹکا۔

"تھیں۔۔۔بہت تھیں۔۔۔اور حسین بھی تھیں۔"

خود کو اس کیفیت سے نکالا جس میں پڑ کر دل و دماغ خوش فہم ہو رہے تھے۔مقابل کوئی اور ہوتا تو بہک جاتا مگر وہ آوالمیر وکدار خان تھا اسے اپنے جذبات پر بندھ بٹھانا خوب اچھے سے آتا تھا۔

"آپ نے کہا تھا نکاح کے بعد حویلی چھوڑ آئیں گے۔۔۔اب چلیں۔"

اس نے دوبارہ سے سر پر دوپٹہ اوڑھا اور سنجیدگی سے بولی۔

"تمہیں لگتا ہے کہ میں آوالمیر۔۔۔تمہارے حکم کا پابند ہوں گا؟ تم سے رائے لوں گا؟ تم یہاں سے تب ہی جاؤ گی جب میرا دل کرے گا۔"

www.Novelshub.pk

وہ سنجیدگی سے بولا۔

"میری سوچ سے زیادہ گھٹیا !ابھی چھوڑ کر آئیں حویلی۔۔۔ !آپ کے دل کی ایسی کی تیسی۔۔۔ نکلے آپ۔"

وہ تنفر سے گویا ہوئی۔ آوالمیر طنزیہ انداز میں ہنسا۔

"یقین جانو مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

وہ محظوظ انداز میں اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا۔

"مجھے حویلی چھوڑ کر آئیں ورنہ میں آپ کا جینا حرام کر دوں گی۔۔۔"

اس نے گردن اکڑا کر کہا۔ آوالمیر اس کے بچوں والے معصوم انداز پر ہنس دیا۔ سر جھٹک کر ایسے جیسے کوئی لطیفہ سنایا گیا ہو۔

"اتنی سی ہو تم"

دو انگلیوں سے تھوڑا سا فاصلہ دکھاتے ہوئے اسے آنکھ ماری۔ وہ سٹپٹائی۔

www.Novelshub.pk

مجھے تو لگا تھا بہت رو گی تم۔۔۔بہت چیخو چلاو گی۔۔۔مگر !کمال ہے بہت ہمت ہے تم میں۔۔۔"

اب میں۔۔۔حیران ہوں۔۔۔تمہاری آنکھوں میں آنسو تک نہیں ہیں بلکہ ڈٹ کر ہمت سے

"میرے سامنے کھڑی ہو، کھڑی کیا ہو ننھی، ننھی دھمکیاں دے رہی ہو۔

اس کی گہری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے وہ مسکراتے لہجے میں گویا ہوا۔وہ سلگ کر رہ گئی۔

بہت ہمت ہے مجھ میں۔۔۔میرا غرور نہیں ٹوٹتا۔۔۔اور آپ کے سامنے تو کبھی نہیں ٹوٹنے"

دوں گی۔۔۔میرا غرور بس میرے اللہ کے سامنے ٹوٹتا ہے۔۔۔وہیں بے بس ہوتی ہوں میں

۔۔۔اس کے سوا کسی کی محتاج نہیں اب بھی اس کی رضا تھی تو یہاں بھی بے بس ہوئی اور نکاح کر

"افتنان دیار خان ہوں میں۔ !لیا۔ورنہ جانتے نہیں ہیں مجھے آپ۔۔۔

آوالمیر خان نے سر ہلایا۔پھر نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"افتنان دیار خان نہیں۔۔۔افتنان آوالمیر خان مسز !غلط۔۔۔"

اس نے ایک، ایک لفظ پر زور دیا۔آنکھوں میں سرد پن اتر آیا۔

"عجیب انسان ہیں آپ۔۔۔ایک پل میں اتنے اچھے تو دوسرے ہی لمحے ناقابلِ یقین"

وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولی۔وہ عام سے انداز میں اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

www.Novelshub.pk

"میں خود بھی اپنے لئے نا قابلِ یقین ہوں۔ تم دماغ پر زور نا ڈالو۔"

اس کے سر پر انگلی سے دستک دیتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔ افنان کو لگا اس کی ذات کی نفی ہوئی ہے۔ ایک دم ہی اس کا جنونی انداز عود آیا۔

"مجھے اغوا کیوں کیا آوالمیر وکدار خان؟"

اس نے جنونی انداز میں اس کا گریباں پکڑا۔ آوالمیر نے اس کی جانب دیکھا پھر دوسری نظر اس کے ہاتھوں پر ڈالی جو اس کا گریباں دبوچے ہوئے تھے۔

لمحوں میں طے نہیں ہو سکتی ! لمبی کہانی ہے۔۔۔ صدیوں کی مسافت ہے افنان بی بی۔۔۔"

"۔۔۔ میں نے طے کی ہے نا، جانتا ہوں۔

اس کا ہاتھ اپنے گریباں سے چھڑوایا۔

"مجھے تم سے غرض نہیں ہے تم بس میرے لئے ایک مہرہ ہو اور کچھ نہیں"

افنان نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا۔

آپ پھوپھو کا بدلہ لے رہے تھے تو داجی سے لیتے۔۔۔ مجھ سے لینے کی کیا ضرورت ہے۔ ایک"

"بات بتاؤں، بدلے کے لئے عورتوں کو مہرہ بنانے والوں سے زیادہ بزدل کوئی نہیں ہوتا۔

www.Novelshub.pk

ہننن۔۔۔اپنوں کو بچانے۔۔۔ان کی خوشیوں کو بچانے،ان کی خوشیاں لوٹانے کے لئے خود "

"غرض ہو جانا بزدلی نہیں کہلاتا افتنان بی بی

اس کی جانب دیکھتا وہ خود اذیتی سے بول رہا تھا۔افتنان کو اس کے لہجے میں صدیوں کی مسافت محسوس ہوئی۔کچھ کہنے کو اس نے لب وا کیے مگر پھر خاموشی سے باہر کی جانب چل دی۔وہ خاموشی سے اسے باہر جاتا دیکھتا رہا۔

۔۔۔***۔۔۔

افتنان کو وہیں چھوڑے وہ واپس حویلی چلا آیا۔حویلی میں شادی کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں۔وہ سب کو نظر انداز کرتا اپنے کمرے میں چلا آیا۔سامنے ہی بستر پر زرمینے بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھیں۔اس کی آنکھیں ان کے احترام میں خود بخود جھکتی چلی گئیں۔دروازہ بند کیے اس نے انھیں مخاطب کیا۔

"سلام مور جان"

ان نے پاس آکر ان کا ہاتھ چوما پھر آنکھوں میں عقیدت سموئے ان کے سامنے ہی بیٹھ گیا۔

"نکاح کر آئے ہو؟"

www.Novelshub.pk

سوال اس کی توقع کے برعکس تھا۔وہ چند لمحے ان کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر سر جھکا گیا۔چاہے جو بھی ہو وہ زرمینے سے جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔آہستہ سے سر اقرار میں ہلا دیا۔

"کہاں گیا تمہارے اندر کا وہ معصوم سا علی؟ کہاں؟ وہ جو کسی کو دکھ میں نہیں دیکھ سکتا تھا کسی کی پریشانی کی وجہ نہیں بنتا تھا وہ آج ایک لڑکی کو یوں؟"

زرمینے سخت لہجے میں بولیں۔آوالمیر نے نظریں اٹھائیں۔آنکھیں شدتِ غم سے سرخ پڑ رہی تھیں۔

"اب جو ہے اور حقیقت !وہ علی تو اپنی ماں کے ساتھ مر گیا تھا۔وہ نرم دل علی،وہ صابر علی۔۔۔ ہے،وہ آوالمیر ہے۔۔۔جس کا دل پتھر کا ہے،جو اپنا حق لینا جانتا ہے اور آپ فکر مت کریں آپ کی بھتیجی کے ساتھ ظلم نہیں کروں گا۔بیوی بنالیا ہے اسے،نکاح کیا ہے اس سے،دنیا کے سامنے قبول کروں گا اور دبنگ انداز میں کروں گا۔پامیر خان نہیں ہوں میں جو ڈر جاؤں۔۔۔وکدار خان کا بیٹا ہوں۔۔۔آوالمیر وکدار خان جو کروں گا ڈنکے کی چوٹ پر کروں گا۔"

کچھ الفاظ نظریں چرا کر اور کچھ انھیں دیکھ کر ادا کیے۔زرمینے کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو آنکلے۔

www.Novelshub.pk

یہ مان دیتے ہو تو تمہاری ہر غلطی بھول جاتی ہے۔۔۔بس میر۔۔۔افتنان کے ساتھ کوئی زیادتی" نا کر جانا،اس کا حق تلف نا کر دینا۔وہ ان حویلی کے لوگوں سی نہیں ہے بہت نازک،بہت حساس "اور معصوم ہے وہ

زر مینے نے اس کا ہاتھ تھاما۔وہ ہنس دیا۔

"ضرورت سے زیادہ ہی"

وہ ہنسا۔زر مینے اس کا اشارہ سمجھ گئیں۔

"شرارتی ہے تھوڑی بس"

انہوں نے ٹکر الگایا۔آوالمیر سر جھٹک کر ہنس دیا۔افتنان کا وہ دبنگ سا انداز یاد آیا۔

---***---

وہ کبھی بھی اتنا خود غرض نا تھا مگر ماں کی موت اسے خود غرض بنا گئی تھی۔اس کی ماں اپنا حق حاصل ہی نا کر پائی اور قبر کے اندھیروں میں جا سوئی۔اس کی ماں تو اسے بھی اس کا حق نا دلا پائی بس خاموشی سے اسے اس کی پھوپھو کو سونپا اور چلتی بنی یوں ہر باب بند کر گئی جیسے کچھ تھا ہی نہیں،جیسے یہ قصہ کبھی شروع ہی نہیں ہوا تھا۔نا کوئی پامیر تھا،نا کوئی زر مینے،نا کوئی شانزے اور

www.Novelshub.pk

علی؟وہ تو بھول کر بھی نا تھا۔کہانی تھی، ختم ہو گئی۔وہ خود غرض نا تھا مگر ان حالات نے اسے خود غرض بنا دیا تھا۔ماں کی باتیں یاد آتیں تو پہروں وہ کروٹیں بدل مٹا رہتا۔زرمینے تھیں، وکدار تھے، اس کے نئے دوست تھے، نیا ماحول، نئے لوگ تھے کچھ عرصہ بعد ہی دریاب بھی آ گیا تھا، کچھ ہی صحیح مگر وہ ننھا بچہ اس کی آدھی تکلیف ختم کر چکا تھا مگر جو باقی تھی وہ ناسور بن رہی تھی جس سے ہر روز خون رستا رہتا۔

وہ کتنا بھلانے کی کوشش کرتا مگر ناکام رہتا ماں کے وہ آنسو جو وہ بہاتی رہتی تھی، وہ اسے تب تو نہیں مگر اب بے بس کرتے تھے۔وہ کبھی بھی ایسا نا تھا کہ خود سے سترہ سال چھوٹی لڑکی سے شادی کرتا مگر یہ افتنان کی بد قسمتی تھی کہ وہ عالمگیر خان کی لاڈلی تھی، اور یہ انتہا سے زیادہ لاڈلا پن ہی اسے آوالمیر کی نظروں میں لایا تھا ورنہ پہلے اس کا ارادہ انیسہ کو مہرہ بنانے کا تھا۔مگر داجی کا افتنان کے لاڈ اٹھانا اسے اس کے موقف سے ہٹا گیا۔یہ انہی دنوں کی بات تھی جب وہ بی جان کے کمرے میں اس سے پہلی بار ملا تھا۔وہ نقاب میں تھی اور آوالمیر نے جان بوجھ کر اسے روک کر مبارک باد دی۔پھر کچھ ہی روز بعد خود حویلی سے نکل کر اس نے آوالمیر کو اس کے منصوبے پہ عمل کرنے کا موقع دے دیا۔اس نے کھڑکی سے اسے باہر جاتے دیکھا تھا اور پھر وہیں سے اس کا پیچھا کیے اسے اغوا کیا تھا۔آگے کا سارا کام اس کے لئے آسان تھا۔آسیہ کو وہ پہلے ہی خرید چکا تھا ۔اس کی وفاداری کی قیمت چند روپے ہی تھی۔عالمگیر خان نے اس کی دو ماؤں کے دل دکھائے

www.Novelshub.pk

تھے۔دونوں کے حق تلف کیے تھے۔پامیر خان اس کا کچھ نہیں تھا اور نا ہی وہ اسے کچھ مانتا تھا ۔آوالمیر اپنوں کے لئے بہت حساس تھا۔زرمینے کا دکھ اس سے برداشت نہیں ہوتا تھا، تبھی پاکستان لوٹ آیا۔اسے عالمگیر خان کو دکھانا تھا کہ کوئی اپنا جب دھوکہ دے جائے تو دل کی حالت کیا ہوتی ہے اسے عالمگیر خان کو زرگل اور بخش کے غم کا اندازہ کروانا تھا اسے زرمینے کی دوری کے درد سے عالمگیر خان کو روشناس کروانا تھا۔اسے پامیر خان کو دکھانا تھا کہ جب کسی بہت اپنے سے اس کی محبت چھین لی جائے، تو دل کی کیا حالت ہوتی ہے۔

---***---

خواب بے موت کیسے مرتے ہیں وہ جان چکی تھی۔ان گزرے چند دن وہ خود میں نا جانے کتنے آنسو اتار چکی تھی۔اس کا مرض ہر گزرتے دن کے ساتھ مزید بگڑتا جا رہا تھا۔چند روز قبل ہی اسے خون کی الٹی آئی تھی۔ڈاکٹر کے مطابق اس کا جگر کا ہیپاٹائیٹس آخری اسٹیج پر پہنچ چکا تھا۔یہ ایسا مرض ہے جس کی خبر سالوں نہیں ہوتی مگر جب جگر ستر سے اسی فیصد تک ختم ہو جاتا تھا تب اس کی علامات زیادہ ظاہر ہونے لگتی ہیں۔اسے بھی کئی سالوں سے یہ بیماری تھی مگر اب اس کے علامات ظاہر ہونے لگے تھے۔ڈاکٹر بتا چکے تھے کہ اس کے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔اسے اپنی پرواہ تھی بھی نہیں، اسے اب جی کر کیا کرنا تھا اسے تو اپنے علی کی پرواہ تھی۔اس کے بعد وہ کیا

www.Novelshub.pk

کرے گا؟ کہاں جائے گا؟ یہ ظالم دنیا اسے نوچ کھائے گی۔ اس کا سوچ، سوچ کر وہ پہروں روتی رہتی آنسو بہاتی رہتی۔

آج صبح سے اسے بہت درد محسوس ہو رہا تھا۔ صبح سے تین بار وہ خون کی الٹیاں کر چکی تھی۔ اتنی سرخ الٹی جیسے کوئی سرخ بوٹی ہو۔ اسے اسکول بھیج کر وہ لاؤنج میں لیٹی ہوئی تھی، اسے ان دنوں بہت تھکاوٹ محسوس ہو رہی تھی۔ جسم سے آہستہ، آہستہ جان نکل رہی تھی۔

"قسمت کا انصاف تو دیکھو پامیر خان۔۔۔ ظلم بھی میرے ساتھ ہوا ہے اور تکلیف میں بھی میری ہی روح ہے"

وہ طنزیہ انداز میں مسکرائی۔ تبھی گھنٹی بجی۔

"اس وقت کون آ گیا؟"

وہ بمشکل بازوؤں پر زور دیے جیسے تیسے اٹھی۔ لڑکھڑاتے ہوئے داخلی دروازے تک پہنچی۔ دروازہ کھولنے پر سامنے کھڑی شانزے اور وکدار کو دیکھ کر اسے ایک پل کو یقین ہی نا آیا۔ اس نے پلکیں دو تین بار جھپکائیں۔

"!السلام علیکم۔۔۔"

www.Novelshub.pk

اس نے ایک جانب ہو کر انھیں اندر آنے کا راستہ دیا۔وکدار خان نظریں جھکائے ہوئے تھا۔شانزے خود بھی نقاب میں تھی مگر وکدار خان اپنی نظریں اٹھانا کفر سمجھ رہا تھا۔زرمینے سے ایک پل کو بھی نظریں نا اٹھائی گئیں۔وہ شرمندہ تھی اور اس کی شرمندگی اسے نظریں اٹھانے کی اجازت نا دے رہی تھی۔وہ اسی قابل تھی اور یہ اس کی سزا تھی۔زرمینے اور وکدار خالی ہاتھ تھے۔اس نے انھیں لاؤنج میں بٹھایا۔

"بیٹھیں نا"

وہ دونوں وہیں ٹک گئے۔

"تاسو کیسی ہیں آپ؟"

وہ خوش دلی سے بولی۔زرمینے نے حیرت سے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔اتنا سب ہو جانے کے بعد بھی وہ اتنے اخلاق سے اس سے پیش آرہی تھی،وہ واقعی قیمتی تھی وہ قیمتی ہیرا جس کی قدر اس سنار کو نا ہو پائی۔دو بے نام سے آنسو اس نے پونچھ ڈالے۔

"شرمندہ ہوں بہت"

دھیرے سے بولی۔وہ ہنس دی۔

www.Novelshub.pk

تاسو آپ کیوں شرمندہ ہیں؟ یہ تو میر انصیب تھا۔نصیب سے لڑنے والے بھلا کہاں جیت پائے ہیں الٹا منہ کی کھا کر بیٹھ گئے۔"

بات کے آخر میں اس کا انداز سپاٹ سا ہو گیا۔زر مینے نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے وہ چونکی اور آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ کھول دیے۔

"گناہ گار نا کریں تاسو اب مزید ہمت نہیں ہے مجھ میں۔"

وہ زر مینے کے گلے لگ گئی۔وکدار اٹھ کر باہر چل دیا، پیچھے زر مینے اس کے کندھے پر سر ٹکائے روتی رہی۔مگر وہ خشک آنکھیں لئے بیٹھی رہی اسے رونے کو اپنا کندھا دے دیا۔زر مینے نے دل کا بوجھ ہلکا کیا پھر نم آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تمہاری آنکھ سے ایک آنسو نہیں گرا؟"

کیا کروں آہی نہیں رہے آنسو۔۔۔کہیں پڑھا تھا تاسو کہ خود اذیتی کی انتہا پر پہنچ کر ایک وقت آتا ہے کہ آنکھ بھی رونا بھول جاتی ہے وہی حالت ہے میری۔کہا تھا نا آپ سے اپنے نصیب سے خوف آتا ہے مجھے لیں دیکھ لیں مجھے کچھ نہیں بچا آج میرے پاس۔"

زر مینے اس کے لہجے کی ویرانیاں محسوس کیے سن رہ گئی جبکہ وہ اپنے خالی ہاتھ، اپنا تہی دامن اس کے سامنے پھیلا کر بیٹھی تھی۔بے رونق آنکھیں خشک تھی مسکان سے ہر لمحہ سجے رہنے والے

www.Novelshub.pk

ہونٹ خشک تھے،وہ سوکھ کر کانٹا ہو چکی تھی۔اس زندگی سے بھرپور لڑکی کو اس کی محبت ہی لے ڈوبی تھی،اسے پامیر خان کی ضد نے تباہ کر دیا تھا۔

---***---

وکدار خان علی کے ساتھ سویا اور زرمینے اس کے ساتھ۔آدھی رات تک وہ دونوں باتیں کرتی رہیں۔ماضی کے غم،پچھتاوے،غلطیاں سب دہراتے ہوئے زرمینے تھک چکی تھی،گردن موڑ کر اس نے ساتھ لیٹی شانزے کو دیکھا،جس کی خشک آنکھیں خاموشی سے چھت کو تک رہی تھیں۔وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگی جب شانزے کی مدھم سی آواز گونجی۔

"تاسو۔۔۔"

"ہاں بولو۔۔۔؟"

زرمینے نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"زندگی بڑی بے اعتبار ہے"

"ایسا کیوں بول رہی ہو؟"

اس کی باتیں اس کا دل ہولا رہی تھیں۔

www.Novelshub.pk

"بس ایسے ہی آج دل چاہا آپ سے سب کہہ دوں۔میرے بعد میرا علی بے سہارا ہو جائے گا۔"

وہ پہلی بار سسکی۔اولاد کا غم ماں باپ کو رلا ہی دیتا ہے اور وہی اس کے ساتھ ہوا۔محبت میں ناصحیح مگر ممتا سے مجبور ہو کر وہ رو دی۔

"میری جان۔۔۔ایسی باتیں نا کرو۔۔۔علی کے لئے تم زندہ رہو گی ہمیشہ وہ تمہارے ہوتے بے سہارا نہیں ہو گا۔"

زرمینے نے اس کے گرد بازو لپیٹ کر اسے تحفظ کا احساس دیا۔

"یہی تو بات ہے تاسو میرا زندہ رہنا معنی رکھتا ہے اور اگر میں ہی نا رہی تو؟"

کئی خدشے اس کی آنکھوں میں ڈیرہ جمائے ہوئے تھے۔زرمینے نے نفی میں سر ہلایا۔مگر وہ بول رہی تھی۔

"میں نا رہی نا تو میرے علی کو بے سہارا نا چھوڑ دینا تاسو۔۔۔میرے سوا اس کا کوئی نہیں۔۔۔اب مجھ سے وعدہ کریں !تک اسے سنبھال رکھا ہے۔۔۔ورنہ زمانہ نوچ کھاتا۔وعدہ کریں۔۔۔"

وہ اٹھ بیٹھی اور اس کا ہاتھ تھام لیا وہ حیرانی سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"کک۔۔کیا وعدہ؟"

www.Novelshub.pk

اس کی زبان پل بھر کو لڑکھڑائی۔

میرے علی کو اپنالیں گی۔اسے ایک نیا نام دے دیں گی۔دنیا کے لئے علی کو مار کر آوالمیر لے آئیں گی۔آوالمیر پامیر خان نہیں آوالمیر وکدار خان۔۔۔اسے ایک الگ انسان بنائیں گی،اسے ضد کرنا نہیں محبت کرنا سیکھائیں گی۔سکھائیں گی نا؟"

اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔لبوں پر قفل تھا۔وہ بس یک ٹک اس کی جانب دیکھ رہی تھی جب ایک بار پھر اس نے اس کا ہاتھ جھنجھوڑا۔

"بتائیں نا؟"

سوالیہ انداز میں اس کی آنکھوں میں دیکھا زرمینے نے دکھی دل سے سر ہاں میں ہلا دیا۔اقرار کی خوشی سے اسے سرشار کر دیا۔خوشی اس کے چہرے سے پھوٹنے لگی۔وہ یکا یک بستر سے اتری ۔آہستہ،آہستہ قدم اٹھاتی وہ دروازے تک گئی۔

"کدھر جا رہی ہو؟"

زرمینے نے حیرت سے گھڑی کی جانب دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"پتا نہیں۔۔۔دل چاہ رہا ہے علی سے مل آؤں۔"

www.Novelshub.pk

مسکرا کر اسے دیکھا پھر اس کی سنے بغیر دوپٹہ سر پر اوڑھے ساتھ والے کمرے کی جانب چل دی ۔ آہستہ سے دروازہ کھولا۔ اندر نیم اندھیرا تھا، علی کے سائیڈ ٹیبل پر پڑا لیمپ روشن تھا جس کی روشنی میں علی کا معصوم چہرہ نظر آرہا تھا۔ وہ دھیرے سے اس کے بستر کے قریب آ پہنچی۔ چند لمحے اس کا چہرہ دیکھتی رہی پھر جھک کر اس کے چہرے کے ہر نقش کو چوم ڈالا۔ وہ کسمسایا تو دروازے میں کھڑی زرمینے ہوش میں آئی۔ فوراً سے بیشتر آگے بڑھ کر اسے تھاما۔

"چلو"

وہ چونکی اور اسے دیکھا۔ پھر علی پر الوداعی نظر ڈالتی زرمینے کے سنگ باہر چل دی۔ زرمینے واپس اسے کمرے میں لے آئی۔ بستر پر بیٹھا کر ساتھ پڑے جگ سے گلاس میں پانی انڈیلا اور اس کے ہاتھ میں گلاس تھما دیا۔ ایک ہی سانس میں وہ گلاس خالی کر گئی۔ پھر سپاٹ انداز میں فرش گھورتی رہی۔ زرمینے کو اس کی حالت پر رحم آیا۔

"تم لیٹ جاؤ۔۔۔ آرام کرو"

زرمینے آنسوؤں سے بھاری لہجے میں بولی اور اسے لیٹنے میں مدد تھی وہ لیٹ گئی تو زرمینے اس کے برابر میں لیٹ کر اس کے بالوں میں ہاتھ چلانے لگی۔ اس کی بڑبڑاہٹ زرمینے کو سن رہی تھی۔

www.Novelshub.pk

میرا علی۔۔۔اب آوالمیر بن جائے گا۔میرا اس پر حق ختم ہو جائے گا۔وہ محبت سیکھے گا،وہ ضد نہیں سیکھے گا۔۔۔محبت سیکھے گا۔۔۔ضد نہیں۔۔۔ضد۔۔"

اس کی آواز مدھم ہوتی گئی اور پھر اس کے سانس لینے کی ہی آواز آنے لگی۔زرمینے بس چپ چاپ آنسو بہاتی رہی۔کچھ ثانیے بعد اسے دیکھا جو آنکھیں موندھے سو چکی تھی شاید وہ آج عرصے بعد سکون سے سو رہی تھی۔زرمینے فوراً سے اپنی جانب کھسکی۔تکیہ میں منہ دیے ناجانے وہ کتنے آنسو خود میں اتارتی رہی۔حویلی والوں سے نفرت مزید بڑھ گئی تھی۔

---***----

رات کے ناجانے کون سے پہر زرمینے کو لگا اس کے گلے میں کانٹے چبھ رہے ہیں۔حد سے زیادہ پیاس محسوس ہو رہی تھی۔اس نے آنکھیں کھولیں۔کچھ دیر وہ یونہی چھت گھورتی رہی۔نجانے وہ کس لمحے روتے،روتے سو چکی تھی۔اس نے گردن موڑے ساتھ لیٹی شانزے کو دیکھا تو آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔آواز حلق میں ہی دب گئی۔دل دھڑک تو رہا تھا مگر تیزی سے اور ایسے جیسے کوئی مٹھی میں لے کر دباتا اور چھوڑ دیتا۔اس نے چیخنے کی کوشش کی۔ایک بار۔۔۔دو بار۔۔۔تین بار۔۔۔مگر آواز نکلنے سے قاصر تھی۔

www.Novelshub.pk

غزالی آنکھوں کی چمک کھو گئی تھی۔ پتلیاں اپنی جگہ پر نا تھیں مگر کھلی ساکت آنکھیں چھت تک رہی تھیں۔ وہ خون میں لت پت پڑی تھی۔ خون کی ابکائی اتنی شدت سے آئی تھی کہ ساتھ ہی کچھ خون کے لوتھڑے بھی بر آمد ہوئے تھے۔ یوں لگتا تھا اندر کا سارا نظام گل کر منہ کے ذریعے باہر آگیا تھا تکیہ لہولہان تھا، منہ سے نکلتا خون گلابی قمیض کا دامن سرخ کر چکا تھا۔ خود زرمینے کے ہاتھ پر بھی لہو موجود تھا۔ زرمینے نے بے یقینی سے ہر جگہ دیکھا اپنا ہاتھ دیکھا پھر ایک دم ہی بغیر دوپٹے کے وحشت سے اٹھی اور باہر کی جانب دوڑی۔ ساتھ والے کمرے میں داخل ہوئی اور سیدھی چت لیٹے وکدار کے پاس جا کھڑی ہوئی۔ جھک کر زور سے اس کا کندھا ہلایا۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھا۔ بمشکل آنکھیں دو تین بار جھپکا کر اسے دیکھا۔ پھر لیمپ اون کیا۔ اس کی آنکھیں برس رہی تھیں جب کہ ہاتھ پر لگا خون دیکھ کر وکدار ساکت ہو گیا۔ زرمینے نے بولنے کی کوشش کی۔

"ش۔۔۔ش۔۔۔شا"

مگر اس سے آگے وہ بول نہیں پا رہی تھی۔

"کیا ہوا ہے۔۔۔مجھے بتاؤ کیا ہوا تمہیں۔۔یوں اس طرح؟"

وکدار نے اسے کندھوں سے تھاما اور نرمی سے گویا ہوئے، لہجے میں پریشانی تھی۔

"ش۔۔۔شا۔۔۔خو۔۔۔خون"

www.Novelshub.pk

"بتاؤ کیا ہوا؟ مجھے پریشان نا کرو کہاں سے نکل رہا ہے اتنا خون کیا ہوا ہے؟"

اس نے غصے سے کہا۔ پریشانی اندر ہی اندر اسے کھا رہی تھی۔

"شانزے۔۔۔۔خون۔۔۔۔وکدار بچالو۔۔۔وکدار"

وکدار خان لمحے میں سمجھ گیا کہ وہ کیا کہنا چاہتی تھی، دونوں ایک ساتھ بھاگتے ہوئے اس کے کمرے میں پہنچے۔ نیند میں موجود علی بھی ان کے شور پر اٹھ کر اس کمرے کی جانب چلا آیا ۔دروازے میں کھڑے ہو کر اندر جھانکا تو آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔اس کی ماں کبھی بے پردہ نہیں ہوئی تھی۔ماں کے پردے کا احساس کرتا وہ دوڑ کر آیا اور وکدار کو ایک جانب کیے ایک طرف پڑے اس کے گلابی دوپٹے سے اس کے چہرے کو ڈھانپ دیا۔وکدار نے ہچکچا کر زرمینے کو دیکھا وہ سمجھ تو گئے تھے مگر وہ شانزے کو ہاتھ نہیں لگانا چاہتے تھے۔ تبھی ماں کے ساتھ لپٹا علی ہوش میں آیا۔ آنسو پونچھتے وہ ایک دم اٹھ کر باہر کو دوڑا۔وکدار اس کے پیچھے ہی آئے۔

"علی بیٹا کہاں جا رہے ہو؟"

انھوں نے اسے آواز دی مگر وہ داخلی دروازہ کھولے باہر نکل چکا تھا۔اس کا پیچھا کرنے کے سوا کوئی چارا نا تھا۔ایک نظر انہوں نے اس کمرے کی جانب دیکھا، جہاں وہ زرمینے کو چھوڑ آئے تھے

www.Novelshub.pk

پھر دوسری نظر باہر جاتے علی پر۔دوڑ کر وہ اس کے پاس پہنچے جو کونے میں موجود گھر کا دروازہ بجا رہا تھا۔ مسلسل زور سے،وہ دروازہ دیوانہ وار پیٹتا جا رہا تھا۔

"علی بیٹا کیا کر رہے ہو؟ کس کا گھر ہے یہ"

وکدار نے بے بسی سے گہری تاریکی کو دیکھتے ہوئے سوال کیا مگر علی خاموش نظروں سے دروازہ دیکھ رہا تھا۔وکدار خان ادھر ادھر دیکھ رہا تھا کہ تبھی دروازہ کھلا۔

"کون ہے اس وقت"

کسی آدمی کی بے زار سی آواز پر وکدار نے دروازے کی جانب دیکھا۔دروازے میں خوش شکل تیس، پینتیس کا آدمی کھڑا تھا۔ علی نے آنکھیں جھپکائیں۔

"عائشہ آپا کو بلا دیں۔میری امی، احمد بھائی وہ۔۔۔"

اس نے ہچکی لی۔احمد کی نیند بھک سے اڑی۔اندر کو منہ دیے اس نے عائشہ نام کی صدا لگائی۔

"بیٹا فکر نا کرو۔۔۔عائشہ دیکھ لیتی ہے۔"

احمد نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے تسلی دی۔پھر وکدار کو دیکھا۔

"آپ کی تعریف؟"

www.Novelshub.pk

وکدار جو سوال کرنے جا رہا وہی سوال وہ کر بیٹھا۔

"میں اس کا پھوپھا ہوں، میں اور میری بیوی آج ہی آئے ہیں۔ لیکن آپ کون اور یہ عائشہ کون ہیں؟"

واکدار نے متوازن لہجے میں سوال کیا۔

"عائشہ میری بیوی ہیں۔۔۔ڈاکٹر ہیں وہ۔۔۔اکثر شانزے صاحبہ کی طبیعت خراب ہو جائے تو وہ ہی انھیں دیکھ آتی ہیں۔ آخری اسٹیج پر ہے نا ہیپاٹائیٹس انکو"

وہ سن سے رہ گئے۔ جانتے تھے شانزے کی سانسیں اسے جتنی مہلت دینا چاہتی تھیں، دے چکی ہیں۔ خاموش نظروں سے علی کو دیکھا پھر عائشہ کے آنے پر وہ واپس گھر چلے آئے۔ کمرے میں آئے تو زرمینے خاموش نظروں سے شانزے کو دیکھتی، دیوار سے ٹیک لگائے کھڑی تھی ۔آنکھیں ویران تھیں۔ عائشہ تیزی سے آگے بڑھی تو وکدار خان، علی کو زبردستی لئے باہر چل دیا جہاں احمد بھی لاؤنج میں ٹہل رہا تھا۔

عائشہ نے تھوک نگلا۔ شانزے کی حالت گواہ تھی کہ یہاں بس بدن ہے، روح تو دار فانی سے کوچ کر گئی ہے۔ اس کی حالت، وہ کھلی آنکھیں، اور ان میں اجڑے وہ خواب، اس کے قریب بیٹھ کر اس کی نبض ٹٹولی جہاں کچھ نا تھا، خالی بے جان ہاتھ۔ ایک جھٹکے سے عائشہ نے اس کا ہاتھ چھوڑا

www.Novelshub.pk

۔موت اسے اتنی مہلت بھی نادے سکی کہ وہ اٹھ کر غسل خانے جاپاتی۔شائد وہ اٹھنے کی کوشش کرتی رہی تھی لیکن سانسوں کی ڈور ایک ابکائی کے بعد ٹوٹ گئی تھی۔عائشہ کی آنکھیں ڈبڈبائیں ہمت مجمع کرتی وہ زرمینے کے پاس آئی اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے سر نفی میں ہلایا ۔زرمینے نے اس کی جانب خالی ویران نظروں سے دیکھا پھر سن سی کیفیت میں چلتی بستر تک آئی ۔جھک کر اس کی آنکھیں بند کیں۔

"شانزے کو سکون مل گیا۔بلا آخر تمہیں سکون مل گیا۔"

اس کے سر پر بوسہ دیے وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔اس کی جانب دیکھتے اس نے ہچکی لی۔۔۔ایک ۔۔۔دو،اور پھر وہ بری طرح سسکنے لگی۔اس محبتوں،احساس سے گندھی لڑکی کو محبت کی اندھیر نگری نگل چکی تھی۔اسے ہجر کی ایک مار برداشت نا ہوئی۔وہ نازک تھی،وہ محبتوں میں پور،پور ڈوبی ہوئی تھی اور محبت ہی اس کی جان لے گئی۔ہجر کے تپتے صحرا میں ننگے پاؤں دوڑتی وہ دیوانی رخصت ہوئی تو سب اجاڑ گئی۔زرمینے کو لگا ایک پل میں ہی اس کا دل خالی ہو چکا ہے۔

اسے عائشہ کی آواز سنائی دے رہی تھی جو وکدار اور علی کو آگاہ کر رہی تھی۔آنسو زرمینے کی آنکھیں لگاتار بھگو رہے تھے۔ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے نے دیکھا علی دوڑ کر شانزے کے پاس آیا۔

www.Novelshub.pk

"ماما اٹھیں نا۔۔۔ آپ نے سونا نہیں ہے، آپ کے سوا میرا کوئی نہیں ہے۔ماما اٹھیں نا۔۔۔ابھی تو ہمیں بابا کے پاس جانا تھا۔"

زرمینے بس خاموشی سے آنسو بہانے میں مصروف تھی اس نے علی کو شانزے سے جدا کرنا چاہا جو کبھی اس کے ہاتھ تھام لیتا تو کبھی اس کا منہ چومنے لگتا، مگر اس نے زرمینے کا ہاتھ جھٹک دیا اور شانزے کے گلے لگ گیا۔

"بیٹا۔۔۔میت کو تکلیف نہیں دیتے۔۔۔آپ کی مور جان کو درد ہو رہا ہو گا۔"

زرمینے نے بمشکل بات مکمل کی۔

"کدھر درد ہے ماما کے۔۔۔مجھے بتائیں میں دبا تا ہوں۔۔۔انھیں درد نہیں ہو گا"

وہ معصومیت سے بولا۔زرمینے نے دل پر کئی آنسو گرا ڈالے۔

"دل میں درد تھا۔۔پر۔۔۔فکر نا کرو دل اب نہیں دھڑکے گا۔"

---***---

وہ شانزے کی موت کے چند روز بعد پاکستان چھوڑ آئے تھے۔اب وہاں ان کا کوئی نا تھا۔جو تھے انھیں رتی برابر ان کے ہونے یا نا ہونے سے فرق نہیں پڑا تھا۔

www.Novelshub.pk

وہ علی اس روز ماں کے ساتھ ہی دفنایا جا چکا تھا۔ان کے ساتھ لندن آنے والا لڑکا آوالمیر وکدار خان تھا۔وکدار خان کا بیٹا۔وہ عام بچوں سے بہت مختلف تھا۔خاموش طبیعت،خود میں گم رہنے والا۔وہ کسی سے جلد گھل مل نہیں جاتا تھا،نا وہ دوست بناتا تھا۔خاموشی اور سنجیدگی اس کی طبیعت اور شخصیت کا خاصا بن چکی تھی۔وہ کوئی کام کرتا تو دل لگا کر کرتا تھا،لیکن نمایاں رہنا اسے پسند نا تھا۔دریاب خاصا چنچل اور شوخ تھا مگر وہ اس کے الٹ تھا۔خیال بھی رکھتا اور ظاہر بھی نا ہونے دیتا۔محبت وہ ان سے کرتا تھا اور بہت کرتا تھا تبھی ان کی دل سے عزت کرتا تھا۔زرمینے اور وکدار نے اسے اتنی محبتیں دیں کہ وہ زرمینے اور وکدار کو مور جان اور بابا جان کہنے پر مجبور ہو گیا۔شانزے کو وہ ماما کہتا تھا۔بابا جان لفظ کیسا تھا اس کی مٹھاس کیسی تھی یہ وہ اب محسوس کرتا تھا

۔

اکثر دریاب دوستوں کے باہر گھومنے پھرنے جاتا مگر وہ کہیں گھومنے جاتا تو تنہا جاتا تھا۔زرمینے کے پوچھنے پر کہہ دیتا۔

"مور جان اپنی ذات کو تلاشتا پھر رہا ہوں۔یوں لگتا ہے اس دنیا میں کہیں کھو گئی ہے۔"

زرمینے بس چپ چاپ اسے دیکھتی رہتی۔وہ سب جانتا تھا۔اسے بچپن کا ایک،ایک واقعہ حفظ تھا ۔اس کی ماں کی آنکھوں سے بہتے وہ آنسو اور موت کے وقت اس چہرے کی وہ بے بسی اور

www.Novelshub.pk

آنکھوں میں اجڑے وہ خواب۔اسے راتوں کو نیند نا آتی، آجاتی تو سامنے خون میں لت پت شانزے کی لاش گھومنے لگتی۔پہروں وہ آنسو بہاتا رہا۔تھوڑا بڑا ہوا تو سب سمجھنے لگا۔حویلی والوں نے اس کی دوماؤں کو دکھ دیا تھا۔ایک سہہ نا پائی اور ایک کہہ ہی نا پائی۔اسے وقت کے ان فرعونوں سے انتقام لینا تھا۔اسے انھیں کوئی ظاہری تکلیف نہیں پہنچانی تھی، اسے انھیں اندر سے مار ڈالنا تھا۔زرمینے اس کی اس درجہ نفرت پر سن سی رہ جاتیں مگر وہ انھیں بے بس کر دیتا ۔اس کی باتیں زرمینے کو بے بس کر ڈالتیں۔زرمینے اس کے دل کے حال سے واقف تھیں ان پر بھی تو یہی کیفیت طاری رہتی تھی۔

انھیں اداس دیکھ کر وہ پریشان ہو جاتا تھا۔وکدار کی موت کے بعد وہ پاکستان جانے کے بارے میں سوچنے لگا۔اس نے عالمگیر خان کا نمبر ملایا جس ضبط سے وہ جھکا تھا وہی جانتا تھا۔ان سے بات کرتے چہرے پر جو نفرت اور لہجے میں جو مٹھاس تھی اس سے وہی واقف تھا۔اپنا حق مانگ کر اسے شان سے واپس لوٹنا تھا اور وہی اس نے کیا۔وہ پوری شان سے پاکستان لوٹے۔زرمینے کو دریاب کے سنگ وہ پہلے ہی بھیج چکا تھا۔اس کے دو دن بعد وہ بھی سب سمیٹے پاکستان آگیا تھا۔اس کا قیام اسی گھر میں تھا جہاں اس کی ماں نے زندگی کی بازی ہاری تھی وہ چوبیس سال بعد پاکستان آیا تھا اسے لگتا تھا اب تک اسے صبر حاصل ہو گیا ہو گا مگر وہ غلط تھا۔وہ در و دیوار دیکھے اس کے سامنے ہر منظر ایک فلم کی مانند چلنے لگا۔وہ تیتیس سال کا مرد وہیں گھٹنوں کے بل بیٹھے زار و قطار رو

www.Novelshub.pk

دیا۔وہ پاکستان آنے کے دس روز بعد حویلی آیا تھا۔سب سے پہلے اس نے جائیداد کے کاغذوں پر دریاب کے سنگ دستخط کیے تھے اور دستخط کرتے لمحے اس کے چہرے پر طنزیہ ہنسی تھی۔اسے شانزے کے الفاظ یاد آرہے تھے۔

"وہ کہتے ہیں کہ کسی کمی کمین کی اولاد ان کی جائیداد میں وارث نہیں ہو سکتی۔وہ خاندانی عورتوں کی اولاد کو وارث مانتے ہیں۔"

اس کا دل قہقہے لگا رہا تھا۔چیخ، چیخ کر کہہ رہا تھا۔دیکھ لو عالمگیر خان۔۔۔آج مجھے وارثت بھی ملی اور تمہارے سب پوتوں سے زیادہ ملی۔مگر خاموش رہا ابھی صحیح وقت نا تھا۔پامیر خان کے ساتھ فلحال اس کا انداز لیا دیا تھا۔پامیر خان اس کا کچھ نہیں تھا۔انہی دنوں اسے زرمینے کی زبانی علم ہو گیا کہ افتنان عالمگیر خان کی لاڈلی ہے۔اس کا ذہن تیزی سے کام کرنے لگا۔

"کیا سوچ رہے ہو؟"

زرمینے فکر مندی سے بولیں۔انھیں کچھ کھٹک رہا تھا۔

"وعدہ کریں مور جان میرے راستے میں نہیں آئیں گی، مجھے میرا انتقام، آپ کا انتقام پورا کرنے دیں گی۔"

اس نے اپنے سر کی قسم دے ڈالی۔وہ بے بس ہو گئیں۔

www.Novelshub.pk

"تم کھاؤ میرے سر کی قسم ایک اور شانزے نہیں بننے دو گے ایک اور آوالمیر نہیں بناؤ گے"

آوالمیر چند لمحے انھیں دیکھتا رہا پھر بے بسی سے اٹھ کر چل دیا۔ وہ اس سے بی بی جان کے کمرے میں ملا تھا۔ وہ بچی معلوم ہو رہی تھی ایک لمحے کو اسے شرمندگی ہوئی وہ بہت چھوٹی تھی، کم از کم اس سے سترہ سال چھوٹی مگر پھر انتقام ہر سوچ پر غالب آگیا۔ شرمندگی دور جا سوئی۔ اسے مبارک باد دیے وہ ہر لائحہ عمل طے کر رہا تھا۔ اسے صحیح موقع کی تلاش تھی جو حویلی سے نکل کر وہ خود فراہم کر چکی تھی۔ وہ اسے اسی گھر چھوڑ آیا تھا جہاں مدتوں پہلے اس کی ماں کو لایا گیا تھا۔ وہ اس سے نکاح کے بعد مطمئن سا حویلی چلا آیا تھا۔ سب دروازے کھولے وہ بس داخلی دروازہ بند کر آیا تھا۔ ہر چیز کو اس نے اچھے سے جانچا تھا۔ وہ شیرنی تھی، وہ جانتا تھا وہ بھاگنے کی بہت کوشش کرے گی، تبھی وہ فرار کی ہر راہ مسدود کر آیا تھا۔ اسے پامیر اور عالمگیر کے سوا حویلی کے کسی دوسرے فرد سے نفرت نا تھی۔ شفق خانم کے حوالے سے اس کے دل میں کوئی بغض نا تھا۔ وہ ایک عورت تھیں جنھے خاندان کی روایات کی خاطر پامیر سے شادی کرنی پڑی تھی۔ لہٰذا اسے ان سے کوئی مسئلہ نا تھا۔ انہوں نے بھی شوہر بانٹا ہی تھا۔

حویلی والے سمجھتے تھے ظلم بس ایک دن کا تھا اور وہیں اس کی کہانی ختم ہو گئی تھی مگر وہ کیا جانے یہ ظلم چوبیس برس تک اس کا دل جلاتا رہا، اور اب نا جانے کتنے برس ان کا دل جلانا تھا۔ خوشیوں پر اگر اس کا حق نہیں تھا تو حویلی والوں کا بھی نا تھا۔ خوشیوں پر اس کی ماں کا حق نا تھا تو حویلی

www.Novelshub.pk

والوں کا بھی نا تھا۔ دکھ اس کی دوماؤں کو دیا گیا تھا تو سکون حویلی والوں کو کیسے مل سکتا تھا۔ نا وہ دستار چاہتا تھا، ناشناخت اسے سادی زندگی پسند تھی اور یہی وہ جینا چاہتا تھا۔ وہ صرف ایک بار عالمگیر خان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کا پور، پور سلگانا چاہتا تھا۔ اسے پامیر خان سے کوئی مطلب نا تھا۔ اس کے نزدیک وہ اس کے لئے غیر تھا، وہ ایک ایسا شخص تھا جس کا حوالہ وہ رتی برابر اپنی زندگی میں نہیں چاہتا تھا۔

آوالمیر وکدار خان کی صورت میں مکافاتِ عمل لوٹ آیا تھا اور جب مکافاتِ عمل لوٹ آئے تو بڑی گہری چوٹ دیتا ہے کہ رگ، رگ خون بہاتی ہے۔

---***----

کو برقی قمقموں سے سجایا گیا تھا کسی دلہن کی مانند اس کی سجاوٹ کی گئی تھی۔ گیٹ "خان حویلی" سے باہر دور تک گاؤں کی حدود میں بھرپور سجاوٹ کی گئی تھی۔ یوں معلوم ہوتا کہ شادی حویلی میں نہیں پورے گاؤں میں ہے۔ جبکہ حویلی کے لان کا کوئی پودا، درخت خالی نا چھوڑا گیا تھا ۔ پھولوں اور قمقموں سے ہر کونے میں سجاوٹ کی گئی تھی۔ اندر زنان خانے اور مردان خانے کے لاؤنج میں ڈھیروں، ڈھیر مٹھائی کے ٹوکرے، دور قریب کے رشتہ داروں کے لائے تحائف

www.Novelshub.pk

سجے پڑے تھے۔ حویلی میں عید کا سماں تھا مگر در حقیقت خان حویلی کا ہر مکین خود سے نظریں چراتا پھر رہا تھا۔

اپنی اور پلوشے کی شادی کا جان کر دریاب نے کوئی خاص رد عمل نا دیا۔ بلکہ وہ عام سے انداز میں پھر رہا تھا گویا شادی اس کی نہیں کسی اور کی تھی ایک واحد وہی تھا جو نوفیل، ارحم، آوالمیر اور ملیار خان کے ساتھ مل کر سارے انتظام سنبھال رہا تھا ورنہ باقی سب بے نیاز بنے پھر رہے تھے۔ پامیر خان شروع سے ہی بے نیاز تھے سو اب بھی ویسے ہی بے نیاز بنے پھر رہے تھے یوں جیسے کسی بھی شے سے کوئی غرض نا ہو۔ آوالمیر بھی سب کے ساتھ گھل مل کر ہر کام کر رہا تھا۔ وہ نکاح کے بعد یہیں آ گیا تھا۔ ارمغان کا انداز خاصا سپاٹ تھا نا ہی اس نے کسی چیز میں کوئی دل چسپی دکھائی سب کو یہی لگا کہ وہ نارمل ہے شاید وہ بہت بدل گیا ہے مگر حقیقت کیا تھی اور اس کے دل میں کون سے طوفان چل رہے تھے، ان سے وہی واقف تھا۔

اسفند نے اس کے بعد مکمل خاموشی اختیار کر لی تھی۔ دیار خان نے اس سے اپنے سر کی قسم لے لی تھی اور اس سے درخواست کی تھی کہ وہ انیسہ سے شادی کر کے افتنان پر آیا داغ کچھ حد تک مٹا دے۔ بڑوں کے سامنے بے بس ہو کر وہ عالمگیر خان کے فیصلے پر سر جھکا چکا تھا۔ نہیں جانتا تھا کہ قسمت کس موڑ پر لے جانے والی تھی مگر اسے بڑوں کا مان رکھنا تھا۔ اسے انیسہ سے یا اس کے وجود سے کوئی غرض نا تھی اس کے لئے وہ محض افتنان کا مداوا تھی اور اس کے علاوہ اسے کوئی

www.Novelshub.pk

غرض نا تھی۔دل تو گزری رات ہی اپنی موت آپ مر چکا تھا۔سارے جذبے دل کا مکان وہ محض !چھوڑے جا چکے تھے اسے نا نفرت محسوس ہو رہی تھی نا محبت۔۔۔نا دکھ نا درد۔۔۔ اشاروں پر چلنے والی کٹ پتلی بن چکا تھا۔قسمت و تقدیر کس موڑ پر لے جانے والی تھی وہ اس بات سے بے پرواتھا۔گزری شب چند گھڑیوں کی نہیں صدیوں کی مانند تھی۔گزری شب ہر احساس کی موت کی رات تھی۔انیسہ نہیں جانتی تھی کہ وہ جس شخص سے بیاہی جا رہی ہے وہ کھوکھلا ہو چکا ہے۔وہ اسفند کی افتنان سے محبت کے بارے میں نا آشنا تھی۔اس کی جھیل آنکھوں میں کئی جذبے پنپ رہے تھے۔اس بات سے نا آشنا ہو کر کہ آنے والا کل اس کے لئے کیا تقدیر لکھ چکا ہے۔

---***---

کیا شادیاں ایسی بھی ہوتی ہیں؟ایک دم سے جن کا فیصلہ سنا دیا جائے۔۔۔ صبح میں اگر فیصلہ ہوا تو شام میں وہ تینوں مہندی کے جوڑے پہنے تیار بیٹھی تھیں۔پلوشے کے آنسو تھے کہ تھم ہی نا رہے تھے۔اسے رہ،رہ کر وہ تھپڑ یاد آ رہا تھا اب وہ اس سے گن،گن کر بدلے لے گا۔اس کا دل آنے والے وقت کو سوچ،سوچ کر کانپتا جا رہا تھا۔

www.Novelshub.pk

کیا وہ سے منا پائے گی؟ کیا وہ اس کا اعتبار دوبارہ حاصل کر پائے گی؟ کیا وہ اس کے دل میں واپس پہلے جیسی محبت بنا پائے گی؟ وہ جگہ دوبارہ بنا پائے گی؟

اس کے ذہن میں بہت سے خیالات گڈ مڈ ہو رہے تھے۔ مگر اس کے پاس کسی سوال کا جواب نہ تھا۔ انگیزہ اور پلوشے اپنی، اپنی سوچوں میں گم تھیں۔ واحد انیسہ تھی جو سب رب کے سپرد کیے پر سکون بیٹھی تھی۔ اسے یقین تھا کہ جو رب اسے یہاں تک لے آیا ہے، وہ آگے بھی لے جائے گا اور اسے کامیاب کرے گا۔

تینوں ایک سی روایتی طرز کی پشواز پہنے ہوئے تھیں۔ انگیزہ کی پشواز گہرے بھورے رنگ کی تھی، ساتھ کھلے گھیرے والی ہم رنگ شلوار اور سر پر سبز دوپٹہ تھا، انیسہ کی پشواز سبز رنگ کی تھی ہم رنگ شلوار اور سر پر جامنی دوپٹہ تھا جبکہ پلوشے کی پشواز اور شلوار پیلے رنگ میں تھیں جبکہ گلابی دوپٹہ سر پر سجا رکھا تھا۔ تینوں نے زیورات کے نام پر پھولوں کے گجرے، بندیا اور بالیاں پہن رکھی تھیں۔ انھیں ایک ساتھ ہی لان میں لایا گیا۔ پلوشے کو دیکھ کر کچھ رشتہ داروں میں چہ مگوئیاں شروع ہو گئیں مگر حویلی والوں نے تو گویا کان لپیٹ لئے تھے۔

ان تینوں کو پھولوں سے سجے الگ، الگ جھولوں پر بٹھایا گیا۔ رسموں کا آغاز خاندان کے بڑے بزرگ سے شروع ہوتا تھا سو سب سے پہلے بی جان نے رسم ادا کی، ان کے بعد فرح خانم، شفق

www.Novelshub.pk

خانم، سبین خانم اور زرمینے نے رسومات ادا کیں۔رسموں کا سلسلہ رات دیر تک جاری رہا۔پھر بی جان کے حکم پر ان تینوں کو اندر لے جایا گیا۔جہاں ان کے ہاتھوں اور پیروں پر مہندی سجائی جانی تھی۔لاؤنج سے گزر کر اوپر جاتے ہوئے انھیں باہر سے آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔پشتو گانے کے بول انھیں وہیں کھڑے سنائی دے رہے تھے۔غالباً باہر پشتو اٹن کا آغاز ہو چکا تھا ۔تینوں نے بیک وقت ایک دوسرے کو دیکھا۔بہت کچھ یاد آیا تھا اور اسی کے ساتھ حویلی کی رونق بھی، مگر وہ تینوں جلد ایک دوسرے سے نظریں چرا گئیں لیکن یہ ایسی حقیقت تھی جس سے نظریں چرانا ناممکن تھا۔

---***---

کے درودیوار گونج تو رہے تھے مگر بے معنی کھوکھلی گونج "خان حویلی" اگلی صبح خاموش سی تھی۔ سے، مہمان مردوں کے ناشتے کا انتظام بڑے لان میں کیا گیا تھا اور خواتین کے لئے پچھلے لان میں ہی انتظامات کیے گئے تھے۔ناشتے کے بعد گیارہ بجے تک شہر سے پالر والی آچکی تھیں۔ان تینوں کو ایک ہی کمرے میں تیار کیا جا رہا تھا۔خاندان کی باقی لڑکیوں کو بی جان نے دوسرا کمرہ دے دیا تھا ان کا کہنا تھا کہ دلہنوں کو سکون سے تیار ہونے دیا جائے۔

www.Novelshub.pk

دوسری جانب مردان خانے میں اسفند پامیر خان کے کمرے میں چلیں تو کمرہ خاموش پڑا تھا ۔گلاب کی پتیوں سے کمرے کو بھرپور انداز میں دلہن کی مانند ہی سجا دیا گیا تھا۔ کیا بستر، کیا زمین ہر طرف پھول ہی پھول تھے۔ کمرے میں گلاب کے پھولوں، سیگریٹ اور کلون کی بھاری ملی جھلی خوشبو پھیلی ہوئی تھی جو حواسوں پر چھانے لگتی۔

سیاہ شیروانی پہنے، بکھرے بال لئے اسفند پامیر خان کھڑکی کے پاس کھڑا نیچے دیکھنے میں مصروف تھا۔ دل ہر جذبے سے عاری اور آنکھیں خشک تھیں یوں جیسے اب رونے کو کوئی آنسو نا بچا تھا، اس گزری رات جیسے ہر غم بہہ چکا تھا۔ چہرہ سپاٹ اور خاموش تھا۔

اگر انیسہ کی جگہ افتنان ہوتی تو کیا تب بھی وہ ایسے اداس ہوتا۔ اس کے دل نے سوال اٹھایا۔ دماغ ہنس دیا۔

وہ ہوتی تو اس سب کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ مگر سارا مسئلہ اس نا ہونے کا تھا۔ وہ سر جھٹک کر طنزیہ انداز میں ہنس دیا۔ دل و دماغ کی جنگ ختم کرتے، اس نے سیگریٹ ایش ٹرے میں مسلی اور بالوں میں ہاتھ چلاتے غسل خانے کی جانب بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر اندر آیا واش بیسن کے قریب آکر نل کھولا اور خاموشی سے خود کو آئینے میں دیکھنے لگا۔

www.Novelshub.pk

ہم ایسے تو نہیں ہیں کہ کسی کے ساتھ ناانصافی کریں۔ مگر ہمارے ساتھ ناانصافی کیوں ہوئی ہے"
؟"

اس نے خود سے سوال پوچھا، وہ مایوسی کی انتہا پر تھا۔اس مقام پر جہاں نادل کو کچھ بھاتا ہے نا دماغ کو۔ ہر جذبہ کہیں دور جا سوتا ہے۔

"کیا ہم انیسہ کے ساتھ زیادتی کر پائیں گے ؟"

اس نے خود کو آئینے میں دیکھا۔ پھر چونکا اور پانی کے چھینٹے منہ پر مارے خود کو پر سکون کرنا چاہا ۔وہ اس بارے میں سوچنا ہی نہیں چاہتا تھا۔وہ تولیے سے منہ تھپتھپاتا باہر آیا تو دروازے پر دستک ہوئی۔اس نے تولیہ ایک جانب اچھالا اور اجازت دے کر آئینے کے سامنے جا کھڑا ہوا ،کنگھا اٹھائے وہ بالوں کو ترتیب دینے لگا۔ آئینے سے ہی جھانک کر دیکھا جہاں دروازے میں آوالمیر کھڑا تھا سفید کڑکڑاتی قمیض شلوار، بھوری شال میں اپنے نمایاں قد اور ہلکی بڑھی شیو اس پر جچ رہی تھی۔ بھوری آنکھوں میں وہی سرد عجیب تاثر تھا جبکہ چہرے پر دوستانہ مسکراہٹ تھی ۔وہ چاہ کر بھی مسکرا نا پایا۔

www.Novelshub.pk

آوالمیر نے اس کا سرد انداز محسوس کیا پھر سر جھٹک کر اندر چلا آیا۔اسفند سے اب تک اس کی بہت کم بات ہو پائی تھی مگر جتنی دفع ہوئی تھی خاصی دوستانہ تھی۔اسفند سے اسے کوئی خاص دشمنی نا تھی۔

"کیسے ہیں آپ؟"

"!ٹھیک ہوں۔۔۔۔"

اسفند سپاٹ لہجے میں گویا ہوا۔

"بے وفاؤں کو یاد نہیں کرتے۔ان کی بے وفائی سے محبت کے نکلے جنازے پر فاتحہ پڑھ کر آگے بڑھ جاتے ہیں"

بغیر کسی لگی لپٹی کے متوازن انداز میں بولتا وہ صوفے پر جا بیٹھا۔چاہتا تھا کہ جلد از جلد وہ افنان کو بھول جائے اور اپنی زندگی میں مگن ہو جائے۔اب افنان اس کی بیوی تھی اور دوسرے غیرت مند آدمیوں کی طرح وہ بھی ہرگز یہ برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ کسی غیر مرد کے دل میں اس کی بیوی کا نام تو کیا گزر بھی ہو۔اسفند نے چونک کر کچھ دکھی انداز میں اسے دیکھا۔

"کیا جانتے ہیں آپ ہمارے بارے میں۔یہ محبت ایک دن کی نہیں تھی۔یہ تو سالوں پر محیط تھی۔"

www.Novelshub.pk

اسفند کی بات پر اس نے مٹھیاں بھینچے ضبط کیا۔ پھر کمال اطمینان سے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"مگر جب بے وفائی محبت کو زنگ لگا دے تو وہ بوسیدہ ہو جاتی ہے۔ وہ تازگی، وہ مہک کھو دیتی ہے۔"

آوالمیر اٹھ کر اس کے پاس چلا آیا۔ محبت سے اس کے کندھے پر ہاتھ دھرے بولا جانتا تھا کہ افتنان اور اسفند کا رشتہ اسفند کی پسند پر طے ہوا تھا۔ مگر اب یہ بات پرانی ہو چکی تھی۔

"محبت اپنا اصل نہیں کھوتی۔"

اسفند نے نفی میں سر ہلایا۔

"مگر اس کی شدت میں کمی آجاتی ہے اسفند پامیر خان اور بغیر شدت کے تو نفرت بھی مزہ نہیں دیتی۔"

آخر میں اس کا لہجہ سپاٹ ہوا تھا۔ اسفند نے چونک کر اسے دیکھا لہجہ بہت سنجیدہ سا تھا۔

"لگتا ہے محبت کر چکے ہیں۔"

اسفند نے سر جھٹک کر مسکرانے کی کوشش کی اور سوال داغا۔ اس کے سوال پر آوالمیر کی آنکھوں کے سامنے وہ شیرنی آئی۔ سر جھٹک کر وہ مسکرایا۔

www.Novelshub.pk

ابھی ہوئی تو نہیں ہے مگر کوشش کروں گا کہ اب تو ہر حال میں محبت کرنی ہے، چاہے خوشی "

" سے، چاہے زبردستی

اسفند ہنس دیا۔ اسنے یہ نہیں پوچھا کہ وہ کون ہے۔ یہ آوالمیر کا اپنا معاملہ تھا۔ آوالمیر نے مسکرا کر اسے دیکھا پھر اس کا کندھا تھپتھپاتا باہر کو چل دیا۔ وہ گہری سانس بھر کر رہ گیا۔ کوئی چاہے جو بھی کہہ لے بھلا محبت کہاں ایک دن میں ختم ہو جاتی ہے؟

---***---

بلا آخر انتظار تمام ہوا۔ بڑے لان میں اسٹیج کو خوبصورتی سے سرخ و سفید پھولوں سے سجایا گیا تھا ۔روش پر سرخ قالین بچھایا گیا تھا۔ مہمانوں کے لئے صوفے اور کرسیاں پورے لان میں لگائی گئیں تھیں۔ ہر میز پر پھولوں کا ایک گلدان بھی رکھا گیا تھا۔ تاحد نگاہ لان کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا کہ دیکھنے والی ہر آنکھ میں ستائش تھی۔

حویلی کے تینوں فرزند اسٹیج پر براجمان تھے۔ ان کے برابر میں ہی عالمگیر خان کروفر سے بیٹھے تھے۔ نیچے اسٹیج کے قریب پامیر خان کھڑے تھے۔ آوالمیر اور نوفیل انتظامات دیکھ رہے تھے ۔ارحم کو تیار ہونا تھا سو وہ اندر تھا۔ مہمان آنے لگے تھے انھیں دیار خان، ملیار خان ہی خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ کچھ دیر تک مولوی صاحب بھی آچکے تھے۔ عالمگیر خان نے اشارے کیا تو

www.Novelshub.pk

نوفیل سر ہلاتا اندر چلا آیا۔زنان خانے کے دروازے پر رک کر اس نے درخنے کو آواز دی جو دوڑی چلی آئی۔گھونگھٹ تلے پھولے سانسوں سے وہ بولی۔

"جی۔۔ص۔۔صاحب"

"بنفشہ کو بلوائیں"

وہ انہی قدموں پر پلٹی سب کو تیزی سے ادھر،ادھر کرتی کونے میں بنے کمرے میں جھانکا بنفشہ وہاں نا تھی،دو تین کمروں میں جھانکنے پر بھی وہ نا ملی۔بلا آخر وہ اسے کسی ملازمہ کو ہدایت دیتی کمرے سے باہر آتی نظر آئی وہ لپک کر اس تک آئی۔

"بی بی جی۔۔۔وہ۔۔وہ آپ کے سائیں وہاں دروازے پر کھڑے ہیں بلا رہے جی آپ کو"

بنفشہ نے سر ہلایا پھر سہج،سہج قدم اٹھاتی دروازے سے کچھ فاصلے پر آ رکی۔وہ تخلیق کے عمل سے گزر رہی تھی اور دن بہ دن مزید دل کش ہوتی جا رہی تھی۔نوفیل مسکرایا۔

"بنفشہ۔۔۔نکاح کا آغاز ہونے والا ہے،آپ یہاں ذرا خاموشی کروائیں اور دلہنوں کو تیار کروائیں ۔پچھلے دروازے سے اسٹیج کی دوسری جانب لے آئیں۔اور فکر مت کریے گا پردے کا بھرپور انتظام ہے۔آپ،چھوٹی امی،بی جان اور تینوں دلہنیں ہی آئیں۔باقی یہاں اندر ہی خطبہ اور نکاح سن لیں گی۔"

www.Novelshub.pk

نوفیل اسے آگاہ کیے باہر کی جانب چل دیا اس نے سر ہلایا پھر فاصلے پر کھڑی درخنے کو بلا کر ہدایات جاری کیں۔

---***---

ان تینوں کو اسٹیج کی پچھلی جانب لا کر بٹھایا گیا تھا۔ سب سے پہلے اسفند اور انیسہ کا نکاح پڑھایا جانا تھا۔ انیسہ کی ہتھیلیوں میں پسینہ آگیا دوسری جانب اسفند کے نقوش میں تناؤ در آیا۔ ماحول میں گہری خاموشی چھا گئی۔ پلوشے، انگیزہ اور انیسہ کو کرسیوں پر بٹھایا گیا۔ بی جان انیسہ کے برابر میں آکر بیٹھ گئی دوسری جانب فرح خانم کھڑی ہو گئیں۔ افتنان کو یاد کیے ان کی آنکھیں بار، بار بھیگ رہی تھی۔ مگر وہ بار، بار سر جھٹک کر اس کی یادوں سے باہر نکلنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

سب سے پہلے اسفند سے ایجاب و قبول کے مراحل طے کروائے جانے تھے۔ سر جھکائے بیٹھی انیسہ کو مولوی صاحب کی آواز سنائی دی جو اسفند سے مخاطب تھے۔

خانزادی انیسہ دیار خان ولد دیار عالمگیر خان، کو باعوضِ حق مہر دو لاکھ سکہ رائج الوقت کے آپ "کے نکاح میں دیا جاتا ہے، کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟

www.Novelshub.pk

اس نے سر بے چینی سے گھمایا۔افتنان کی کھکھلاہٹ کہیں قریب ہی سنائی دی۔وہ بے چین سا ہو گیا۔اسٹیج سے کچھ فاصلے پر کھڑے آوالمیر نے شدتِ ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔مگر اسفند کا دل لہولہان تھا۔آنکھوں میں جیسے کوئی آنسو آیا جسے اس نے کمال ضبط سے چھپالیا۔

"اللہ مجھے ثابت قدم رکھنا"

ساتھ ہی انیسہ کو اس کی ٹھہری آواز سنائی دی۔

"قبول ہے"

انیسہ نے سر جھکا دیا۔

مولوی صاحب نے پھر سے سوال دہرایا۔

"اے اللہ مجھے ہمت دینا کہ میں انصاف کر سکوں"

"قبول ہے"

اس نے ضبط سے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم پھنسائے کہا۔

مولوی صاحب نے آخری بار سوال دہرایا۔وہ ہر آنسو دل پر گرا گیا۔آسمان کی جانب دیکھتے ہوئے دل میں بولا۔

www.Novelshub.pk

مالک یہ تیری رضا ہے تو یہی میری رضا ہے میں تیری رضا میں راضی ہوں اور دل سے راضی" "ہوں۔

اس نے آنکھیں زور سے میچیں۔

"قبول ہے"

وہ انیسہ کو اپنی زوجیت میں لے چکا تھا۔اس سے دستخط کروانے کے بعد مولوی صاحب اٹھ کر پیچھے چل دیے۔اسفند سر جھکا گیا تھا۔ابھی کسی کو دیکھنے کی ہمت اس میں نا تھی۔جبکہ مولوی صاحب کی آواز آرہی تھی۔

سردار اسفند پامیر خان ولد پامیر خان، کو باعوضِ حق مہر دولاکھ سکہ رائج الوقت کے آپ کے" "نکاح میں دیا جاتا ہے، کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟

"جی قبول ہے۔"

بہت ہی مدھم آواز جو بمشکل سنائی دے رہی تھی۔اسفند نے گہرا سانس بھرا۔اسے یہ آواز مزید دوبار سنائی دی۔کچھ دیر خاموشی کے بعد اسے مولوی صاحب کی آواز سنائی دی جو مبارک بعد دے رہے تھے۔

www.Novelshub.pk

کون اس سے گلے مل رہا تھا کون اس کو مبارکباد دے رہا تھا؟ اسے کوئی ہوش نہ تھا ہوش تب آیا جب مولوی صاحب ارمغان کی جانب بڑھے اب ارمغان اور انگیزہ کا نکاح پڑھایا جانا تھا۔ سفید بوسکی کی شلوار قمیض پر گولڈن واسکوٹ پہنے ارمغان سنجیدہ صورت لیے بیٹھا تھا۔ مولوی صاحب نے نکاح کا آغاز کیا۔

آج "ارمغان نے آنکھیں میچیں۔ اس ایک نام سے کیا کچھ نا یاد آیا) خانزادی انگیزہ پامیر خان" ولد پامیر (مگر اب وہ اسے خود کے لئے حلال کرنے جا رہا تھا "سے یہ خانزادی تم پر حرام ہے خان، کو باعوضِ حق مہر دو لاکھ سکہ رائج الوقت کے آپ کے نکاح میں دیا جاتا ہے، کیا آپ کو یہ "نکاح قبول ہے؟

"اللہ یہ بے اعتباری کا سیاہ سایہ ہمارے رشتے سے دور فرما"

وہ دل میں گویا ہوا۔ !آمین۔۔۔

"قبول ہے"

انگیزہ کی سانس میں سانس آئی۔ مولوی صاحب سے پھر سے دہرایا۔

"اے اللہ۔۔۔ اس نکاح کو ہمارے حق میں بہترین بنا دے"

www.Novelshub.pk

اس کے دل نے ہر دعا پر آمین کہا۔ پردے کے پیچھے بیٹھی انگیزہ بھی آمین کرتی جا رہی تھی ۔اسے ایک دفع خطوط میں ارمغان نے بتایا تھا کہ وہ نکاح کے وقت دعائیں مانگے گا تو وہ بھی آمین کرتی جائے۔وہ جانتی تھی وہ دعائیں بھی کر رہا تھا۔

"قبول ہے"

وہ اطمینان سے بولا۔مولوی صاحب نے آخری بار دہرایا۔

"اے اللہ تو اس رشتے میں برکت و محبت ڈال دے"

"قبول ہے"

فرشتے دعا گو تھے، ہر زبان دعا گو تھی اور اس آخری دعا کے ساتھ ارمغان ملیار خان نے انگیزہ پامیر خان کو خود کے لئے حلال کر لیا تھا۔اس کے بعد انگیزہ کی طرف سے ایجاب و قبول کے مراحل طے کیے گئے۔رگ و جان میں سکون محسوس کرتے ارمغان کو مولوی صاحب کی آواز سنائی دی۔

"خانزادہ ارمغان ملیار خان ولد ملیار عالمگیر خان، کو باعوضِ حق مہر دو لاکھ سکہ رائج الوقت کے آپ کے نکاح میں دیا جاتا ہے، کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

www.Novelshub.pk

"قبول ہے"

اور ارمغان کا دل آمین کہتا جا رہا تھا۔

مبارک سلامت کا شور بلند ہوا اور فوراً سے دریاب اور پلوشے کا نکاح شروع کر دیا گیا۔ دریاب اوف وائٹ شلوار قمیض میں بھوری واسکوٹ پہنے بیٹھا تھا۔ چہرے پر مسکراہٹ تھا۔ دانت اندر جانے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ آخر کو خانزادی صاحبہ کی اکڑ بھی تو توڑنی تھی۔ اسے تو آنے والے وقت کا سوچ، سوچ کر ہی خوشی ہو رہی تھی۔ جانتا تھا کہ پلوشے کی حالت یہ ہو گی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں اور وہ سوچ، سوچ کر محظوظ ہو رہا تھا۔

خانزادی پلوشے ملیار خان ولد ملیار عالمگیر خان، کو باعوضِ حق مہر دو لاکھ سکہ رائج الوقت کے "آپ کے نکاح میں دیا جاتا ہے، کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

"قبول ہے"

"دل و جان سے خانزادی صاحبہ"

وہ مسکایا۔ ان کے نکاح کا فریضہ خوش اسلوبی سے انجام پایا۔ پلوشے کا رو، رو کر برا حال تھا اور دریاب کی ہنسی رکنے کا نام ہی نا لے رہی تھی۔ وہ اب تک کے تمام واقعات ذہن میں دہرا چکا تھا ۔ان کی آخری ملاقات کچھ تسلی بخش نا تھی اور یہی بات پلوشے کا دل دہلائی جا رہی تھی۔

www.Novelshub.pk

---***---

وہ جب سے اسے چھوڑ گیا تھا وہ ہر طریقہ آزما چکی تھی۔ چیخ و پکار بھی کر چکی تھی مگر محلے والے شائد گونگے تھے۔ ساری کھڑکیاں باہر سے بند تھیں وہ کچھ دے مار کر کھڑکی ہی توڑ لیتی اگر وہ شیشے کی ہوتی کوئی پرانے زمانے کی کھڑکیاں تھیں جن کے باہر اندر لوہے کا جنگلا لگایا گیا تھا۔ بند دروازے اور بند کھڑکیاں، اس کی آواز باہر جاتی بھی تو کیسے ؟

"اف۔۔۔ انتہائی قدیم زمانے کا مکان ہے۔"

وہ تنفر و بے زاری سے بڑبڑائی۔

"ہننن۔۔۔ حویلی چھوڑ آوں کے لگتے۔۔۔ وعدہ خلاف۔۔۔ دھوکے باز، جھوٹے انسان"

وہ ارد گرد چکر کاٹ رہی تھی۔ چہرے پر حد درجہ غصہ و بے بسی تھی۔

دل کر رہا ہے سامنے ہوتے تو سر پھاڑ دیتی۔۔۔ ہائے حویلی میں شادی تھی آج تو۔۔۔ میرا سوٹ" ،میرا لہنگا، میرا سیٹ، افففف۔۔۔۔ مجھے پہننا نصیب نا ہوا اتنا پیارا سوٹ۔۔۔ کبھی معاف نہیں کروں گی انھے۔۔۔"

www.Novelshub.pk

وہ وہیں بیٹھ کر رونے لگی۔ کتنا کچھ سوچا تھا اس نے شادی کے جوڑے کے حوالے سے۔ بچپن سے عام لڑکیوں کی طرح دلہن بننے کا کتنا ارمان تھا اسے۔ وہ بچی تھی اور اس کے دل کا یہ ارمان اب تک زندہ تھا مگر اس کے ارمان کو بے موت ہی آوالمیر مار چکا تھا۔ اس کا جی چاہا آوالمیر اس کے سامنے ہو تو وہ اسے پیٹ کر رکھ دے۔ مگر یہی تو سارا مسئلہ تھا۔ یہاں وہ کچھ کہتی وہیں اس کی گھوریاں شروع ہو جاتی تھیں۔ نا جانے حویلی میں کیا ہو رہا ہو گا۔ سوچ، سوچ کر اس کا دل بیٹھتا جا رہا تھا۔

"ایک بار حویلی چلی جاؤں تو ساری شکایات لگاؤں گی اس مکار آدمی کی۔"

وہ آنسو پونچھتی اٹھی۔ نظریں سامنے شیشے پر گئیں۔ پرسوں سے اب تک وہ اسی جوڑے میں تھی، جو اچھا خاصا سلوٹ زدہ ہو چکا تھا۔ ملگجا حلیہ، بکھرے بال وہ کہیں سے بھی حویلی میں سب کے ناک میں دم کیے رکھنے والی افتنان نہیں معلوم ہو رہی تھی۔ اسے تو اپنے بال بھی بنانا نہیں آتے تھے۔ اپنا حلیہ دیکھ کر اسے نئے سرے سے رونا آیا۔

"سوٹ بھی نہیں ہے میرے پاس کوئی۔"

اس نے منہ بسورا۔ پھر پورے گھر کا دوبارہ جائزہ لینے لگی۔ اب کی بار اسے تفصیلی جائزہ لینا تھا۔ ہر جگہ کا ہر، ہر چیز کا۔ وہ جس کمرے میں ٹھہرائی گئی تھی اس کے برابر والے کمرے میں چلی آئی

www.Novelshub.pk

۔کمرہ درمیانہ تھا۔وسط میں ایک بیڈ تھا۔جو خاصا پرانا معلوم ہو رہا تھا۔ایک جانب کھڑکی لگی تھی جسے اس نے کینہ توز نگاہوں سے گھورا۔بستر کے دائیں جانب ایک میز پڑا تھا۔ساتھ ہی کرسی پڑی تھی،میز کے مختلف دراز تھے۔اب وہ ہر دراز کو کھول کر دیکھ رہی تھی وہاں کچھ کتابیں پڑی تھیں۔پہلی،دوسری جماعت کی کتابیں اس نے حیرانی سے انھیں دیکھا۔پھر کندھے اچکائے ۔تمام تر دراز کے تفصیلی معائنے کر بعد وہ الماری کی جانب چلی آئی۔الماری لکڑی کی تھی اور بیڈ کے سامنے دیوار کے ساتھ رکھی گئی تھی۔اس نے فٹافٹ الماری کھولی۔الماری خالی تھی۔اس میں آدالمیر کے چند جوڑے لٹک رہے تھے اس نے مایوس ہو کر الماری بند کی پھر بستر کے پاس چلی آئی۔دھپ سے بستر پر بیٹھی۔تکیہ اٹھایا ہی تھا کہ اسے تکیہ میں کچھ محسوس ہوا ایسے جیسے کوئی چیز تکیہ میں رکھی گئی ہو۔اس نے تکیہ جھاڑا تو ایک پرانی سی ڈائری نکل آئی۔اس نے تکیہ ایک جانب رکھا اور جلدی سے زمین پر گری وہ ڈائری اٹھالی۔اس کی جلد خستہ،پرانی اور سادی تھی۔کوری جلد جس پر کچھ نہیں لکھا تھا۔اس نے حیرت سے اسے الٹا پلٹا کر دیکھا پھر کندھے اچکائے بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھ گئی۔ٹانگیں قینچی کی صورت میں پھیلا کر رکھ لیں ۔اطمینان سے اسے کھولا۔شروع پر شانزے لکھا ہوا تھا۔یہ نام وہ پہلی بار سن رہی تھی۔اسے حیرت ہوئی۔اس نے پہلا صفحہ کھولا وہ پڑھا پھر دوسرا،تیسرا اور اسے کوئی ہوش ہی نا رہا وہ تین گھنٹے لگاتار وہیں بیٹھی سب بھلائے وہ ڈائری پڑھتی جا رہی تھی۔ایسا لگتا تھا ڈائری کی مالکن اس

www.Novelshub.pk

کے سامنے بیٹھی اسے ساری کہانی سنا رہی تھی۔ الفاظ میں اتنا غم تھا کہ وہ رونے لگی۔ الفاظ انتہائی سادہ تھے مگر اتنے پر اثر کہ وہ پتھر دل بھی رو دی۔ وہ جو بڑی سے بڑی بات پر نا روتی وہ بے ساختہ رو دی۔ شانزے کا غم اسے اپنے دل پر محسوس ہو رہا تھا۔ شانزے کی اس مختصر سی ڈائری میں اس کی پوری زندگی آسمائی تھی۔ کہانی سائیں سے علی تک ہی محدود تھی۔ پھر کہیں سے ظالم خان سائیں آ گئے۔ اسے لگا یہ اس کے دادی ہیں مگر اگلے ہی پل سر جھٹکا۔ وہ تو بہت اچھے تھے وہ بھلا ایسا کیسے کر سکتے تھے۔ کہانی علی، سائیں اور شانزے کے گرد ہی گھوم رہی تھی گویا ان کے محور سے باہر کوئی دنیا ہی نا تھی۔ اس نے آنسو پونچھے تو حیران ہو گئی۔ وہ بہت کم روتی تھی اور اب اس طرح؟ اس نے پوری ڈائری مکمل کی تھی اور اسے لگا تھا وہ ان دو گھنٹوں میں شانزے کی پوری زندگی جی آئی ہے۔ مگر وہ پاگل تھی وہ کیسے پوری زندگی جی سکتی تھی جس پر بیتی وہی اس کا حال جانے۔ آخری کچھ صفحے خالی تھے اسے حیرانی ہوئی مگر اس نے وہ ڈائری تکیہ میں چھپا دی اور باہر چلی آئی۔ اسے سخت پیاس و بھوک لگ رہی تھی۔ وہ سیدھی کچن میں ہی چلی آئی۔

"کون تھی یہ شانزے؟ اور آوالمیر کا ان سے کیا تعلق تھا؟"

وہ الجھ چکی تھی۔ فریج سے پانی کی بوتل باہر نکالتے وقت وہ یکسر بھول چکی تھی کہ کچھ دیر قبل وہ کتنے غصے میں تھی، اب ذہن میں شانزے اور اس کی کہانی ہی گھوم رہی تھی۔ اس نے جگ سے پانی گلاس میں انڈیلا۔ پھر وہیں کھڑی گھونٹ، گھونٹ پانی پینے لگی۔

www.Novelshub.pk

"یہ خان سائیں؟ یہ داجی تھے؟"

فریج میں بوتل واپس رکھتے وہ پھر سے الجھ چکی تھی۔

" !تم صرف میرا مہرہ ہو۔۔۔"

"تمہارا قصور۔۔۔؟ تمہارا قصور یہی ہے کہ تم عالمگیر خان کی لاڈلی پوتی ہو؟"

اس کے ذہن میں آوالمیر کی باتیں گونج رہی تھیں۔اس نے سر جھٹک کر ذہن سے ان واقعات کو محو کرنا چاہا مگر ناکام رہی۔

"کیسا انتقام؟ کیسا مہرہ اور کیسی لاڈلی پوتی"

وہ فریج کھولے گم، سم کھڑی تھی۔فریج میں پھل، کیک، جوس، انڈے غرض ضرورت کی ہر مختصر شے موجود تھی۔یہ تمام راشن آوالمیر نے ہی فریج خرید کر اس میں بھروایا تھا۔اس نے اوپر والا خانہ کھولا۔وہاں نگٹس، چپس اور گوشت کے کئی ڈبے موجود تھے۔نگٹس دیکھ کر اس کی بھوک چمک اٹھی۔دو دن سے کچھ نہیں کھایا تھا اب وہ پورا ڈبہ کھانے کا ارادہ رکھتی تھی۔جھٹ سے ایک ڈبہ باہر نکالا۔شانزے، علی، سائیں، داجی اور یہاں تک کہ اپنے اغوا ہونے کا دکھ بھی اسے بھول چکا تھا۔یاد تھی تو بے انتہا بھوک اور سامنے پڑے نگٹس۔اس نے ارد گرد نظر دوڑائی ۔لیکن کوئی کڑاہی نا ملی۔اس نے بے چینی سے ہر خانہ کھولنا شروع کر دیا۔دوسرے خانے سے

www.Novelshub.pk

اسے گھی مل چکا تھا تو دراز سے وہ پلٹا ڈھونڈھ چکی تھی۔ جلد ہی اسے کڑاہی بھی مل گئی۔ اپنی بھوک کا علاج کرنے کے لئے وہ کچھ بھی کر سکتی تھی یہ تو پھر نگٹس فرائے کرنے تھے اور زندگی میں خود کبھی بھی کچھ نا بنا کر کھانے والی افتنان صاحبہ اب مزے سے چولہے پر کڑاہی رکھے ہوئے تھیں۔ چولہا چلاتے، چلاتے اس کی کتنی ہی طاقت صرف ہو چکی تھی۔ وہ ہمت ہار دیتی اگر نظر نگٹس پر نا پڑتی۔ جی تو چاہ رہا تھا یونہی کھالے مگر پھر کیسے کھائے یہ سوچ کر جی کی ایسی کی تیسی کر کے رکھ دی۔

چند ثانیے بعد وہ کیچپ سے ایک پلیٹ بھرے دوسری میں نگٹس سجائے لاؤنج کے صوفے پر آرام سے بیٹھی تھی۔ لگتا ہی نا تھا کہ اسے اغوا کیا گیا ہے یا زبردستی نکاح کیا گیا ہے۔ ٹانگ پر ٹانگ جمائے وہ نگٹس کھانے میں مصروف تھی۔ آدھے گھنٹے، خوب چٹخارے لے، لے کر کھاتی رہی پھر گھڑی کی جانب دیکھا جو شام کے پانچ بجا رہی تھی۔

"جلدی کر افتنان وہ نا آجائیں۔"

اس نے تیزی سے برتن سمیٹے وہ اسے بھنک تک نہیں پڑنے دینا چاہتی تھی کہ وہ نگٹس کھاتی رہی ہے۔ برتن جیسے تیسے دھو کر اسٹینڈ پر جمائے۔ کڑاہی میں موجود گرم تیل بمشکل ایک برتن میں نکالے اسے ڈھک کر وہ نیچے کسی خانے میں رکھ چکی تھی۔ کڑاہی اور پلٹا ٹھکانے لگانے کے بعد

www.Novelshub.pk

اس نے شکر کا سانس بھرا۔ نگٹس کے خالی ڈبہ میں شاپر گھسانے کے بعد وہ دوبارہ اسے فریج میں رکھ چکی تھی۔ کچن کا پنکھا چلا کر وہ دوبارہ لاؤنج میں چلی آئی۔ ایک دفع پھر طائرانہ نظریں ادھر ادھر گھمائیں۔ رتی برابر شک نہیں پڑ رہا تھا کہ یہاں کچھ دیر پہلے فریج پر حملہ کیا گیا تھا۔ اس نے خود کو شاباشی دی۔

پھر واپس اسی کمرے میں چلی آئی جہاں اسے ٹھہرایا گیا تھا۔

---***---

وہ دلہن بنے اس کے کمرے میں آچکی تھی۔ کمرہ نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ وہ ارد گرد سر گھماتی کمرے کا جائزہ لینے میں مصروف تھی۔ بنفشہ کچھ دیر قبل ہی اسے اس کے نئے کمرے میں بیٹھا گئی تھی جو اب اس کے ساتھ، ساتھ اس کے فوجی کا بھی کمرہ تھا۔ کمرہ سادہ مگر خوبصورت تھا۔ نیلے اور سفید امتزاج کا کمرہ، اسی امتزاج کے پردے اور فرنیچر۔ وہ پورے کمرے کا معائنہ کر رہی تھی۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ پہلی بار یہاں آئی ہو وہ تو پر آج وہ اس کمرے کی مالکن بن کر یہاں آگئی تھی۔ دل الگ ہی انداز میں دھڑک رہا تھا۔ اس کا دل آنے والے وقت کو سوچ، سوچ کر گھبراتا جا رہا تھا۔ دل کو اس نے رتی برابر بھی خوش فہم نہیں کیا تھا۔ جانتی تھی کہ خوش فہمیاں وہی پالتے اچھے لگتے ہیں جنھے محبت اور اس محبت کا قرار نصیب ہو۔ مگر اس نے تو خود بے اعتباری

www.Novelshub.pk

کی سیاہ چادر پاک محبت پر پھینک کر اس محبت کو ایسا چھپا دیا تھا کہ وہ چاہ کر بھی اس کالے رنگ کے پردے سے باہر نہیں آپا رہی تھی۔ جانتی تھی وہ آکر طنز کے تیر برسائے گا، طعنے دے گا مگر اسے خاموش رہنا تھا۔ اسے مزید سزا کاٹنی تھی۔

وہ بے درد سوچوں میں گم خود کو مزید تکلیف سے دوچار کر رہی تھی۔ وہ فیروزی اور جامنی خوبصورت لہنگا، کرتی میں، اس کے نام کی مہندی لگائے، زیورات سے خود کو آراستہ کیے، اپنا حسن بناؤ سنگھار سے دو آتشہ کیے پور، پور اس کی خاطر سجی بیٹھی تھی۔ اس کی نظرِ کرم کی منتظر تھی کہ آج وہ بے اعتباری کی کالک دھو کر اس رشتے کو مان بخش کر اسے سرخرو کر دے مگر بھلا بے اعتباری کی کالک کوئی اتنی جلد اترتی ہے؟

ٹک کی آواز سے دروازہ کھلا۔ اس نے جلدی سے گھونگھٹ گرایا۔ پورے کمرے میں چوڑیوں کی چھن، چھن گونج اٹھی۔ اس کی ہتھیلیاں عرق آلود ہو گئیں۔ وہ سر جھکائے خود کو آنے والے سننے کے لئے تیار کر رہی تھی۔ اسے قدموں کی چاپ دوسری جانب جاتی وقت کے لئے اور طنز سنائی دی۔ الماری کھلنے کی آواز آئی پھر چند ثانیے بعد غسل خانے کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ اس نے گھونگھٹ پلٹ کر دیکھا کمرہ خالی تھا وہ شائد لباس تبدیل کرنے غسل خانے جا چکا تھا۔ وہ یونہی بیٹھی تھی جب دروازہ کھلا اور ایک بار پھر وہ الماری کے پاس جا کھڑا ہوا۔ انگیزہ سن سی اسے دیکھ رہی تھی جو آرمی یونیفارم میں تیار کھڑا تھا۔ انگیزہ کے دل پر گھونسا پڑا کوئی بات، کوئی طعنہ تو

www.Novelshub.pk

کیا وہ تو اس کی جانب دیکھ بھی نا رہا تھا۔یوں جیسے اس کی جانب دیکھنا گناہ تھا۔وہ ہتھیلیاں مسلنے لگی ۔دھڑکن بے لگام ہو رہی تھی۔وہ آج ڈیوٹی پر جا رہا تھا۔پر کیوں؟سوال اس کے ذہن کی سلیٹ پر ابھرنے لگے۔الماری سے چند جوڑے اور ایک سفری بیگ نکالے وہ بستر کے قریب چلا آیا اور تب نظر اس پر پڑی صرف ایک لمحے کو اسے دیکھا پھر نظروں کا زاویہ تبدیل کر لیا۔وہ دل مسوس کر رہ گئی۔وہ لباس ترتیب سے تہ کرنے کے بعد انھیں بیگ میں ڈال رہا تھا۔اس کی جانب ایک نظر تک نا ڈالی۔اس نے نظریں جھکا لیں۔جونہی وہ نظریں جھکاتی گئی بیگ میں جوڑے رکھتے ارمغان کی نظریں اس پر ٹک گئیں۔وہ اس کا محرم تھا اور یہ روپ دیکھنے کا بھرپور حق رکھتا تھا، حق تو وہ بھی رکھتی تھی اور اس کی تمام تر محبت پر مگر ابھی نہیں۔ابھی صحیح وقت نہیں تھا۔ابھی اعتبار کے لوٹ آنے کا انتظار تھا۔وہ اسے دیکھ رہا یک،ٹک اور وہ مسلسل حرکت کرتے اس کے ہاتھوں کو تک رہی تھی۔اسے انگیزہ کے ہونے،نا ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔وہ مختلف سوچوں میں گم تھی جبکہ ارمغان اس کا جائزہ لے رہا تھا۔ناک میں پہنی وہ نتھلی اور اس کا ہلتا وہ موتی کانوں میں پہنے جھمکے اور ان کا اس کی بے چینی پر ادھر،ادھر ہلنا،گود میں دھرے ہاتھ جنھے وہ بے چینی سے مسلتی تو فضا میں چوڑیوں کی چھن، چھن لرزہ خیز ارتعاش پیدا کرنے لگتا۔وہ بے چین سا ہوا پھر نظریں ہٹائی۔بیگ کی زپ بند کی اور بیگ کندھے پر ڈالے وہ مڑا۔پھر رکا اور اس

www.Novelshub.pk

کی جانب پلٹا جو آس سے اس کی پشت تک رہی تھی اس کے ایک دم مڑنے پر نظریں جھکا گئی ۔ارمغان کے دل کو کچوکا لگا۔ پھر سر جھٹک کر وہ اس کی سماعت میں زہر گھول گیا۔

"لباس تبدیل کر لو۔ کب سے فضول میں یونہی بیٹھی ہو۔ ایسے شوہر کا انتظار وہی کرتی ہیں جو من چاہی ہوں اور جو پیا من بھائیں۔ جبکہ یہاں کچھ نہیں ہے۔"

بغیر اپنے جانے کی اطلاع دیے۔ محض طنز کے تیر برسائے وہ جا چکا تھا۔ اتنا بھی خیال نا کیا کہ نئی نویلی دلہن صبح سب کو کیا جواب دیتی پھرے گی۔ ڈبڈبائی آنکھوں سے اس نے بند دروازے کو دیکھا۔ پھر روتے ہوئے کلائیوں سے چوڑیاں نوچ، نوچ کر پھینکنے لگی وہی حال ہر زیور کے ساتھ کیا گیا۔ مقابل اس کے حسن سے متاثر نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ تو انگیزہ کی روح سے محبت کرتا تھا ذات تو بے معنی و فنا ہونے کی چیز تھی۔

---***---

وہ واپس لوٹا تو لاؤنج خالی پڑا تھا۔ اس نے نظریں گھما کر ادھر ادھر دیکھا مگر وہ شاید کمرے میں تھی۔ وہ باہر آئی ہی نا تھی۔ یہ بات آوالمیر کو حیران کر رہی تھی۔ وہ پرسوں سے کمرے میں تھی تو کیا وہ پرسوں سے بھوکی تھی۔ ایک دم ہی اس کے ذہن میں یہ بات آئی۔

"اوہ۔۔شٹ۔۔۔"

www.Novelshub.pk

اس نے سر پر ہاتھ مارا پھر تیزی سے اس کمرے کی جانب بڑھا۔ دروازہ بجانے کی اب ضرورت نا تھی، سو سیدھا ہی اندر آ گیا۔ وہ محترمہ زمین پر بیٹھیں تھیں۔ بیٹھی بھی کیا وہیں لیٹی، لیٹی سو چکی تھی۔ اس کے بچگانہ انداز پر وہ ہنس دیا۔ پھر خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں وہ بے ہوش نا ہو گئی ہو ۔ جھٹ سے وہ اس کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھا۔ اس کی نبض ٹٹولی جو نارمل انداز میں چل رہی تھی۔

---***---

کانپ، کانپ کر اور رو، رو کر اس کا برا حال تھا۔ زرمینے کب سے اس کے پاس بیٹھیں اسے چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھیں مگر وہ مزید رونے لگتی۔ ڈل گولڈن لہنگے، کرتی میں، میک اپ بگاڑے، زیورات سے زور آزمائی کرتی وہ کہیں سے بھی دلہن معلوم نہیں ہو رہی تھی۔ اس پر تضاد کاجل بہہ کر آنکھوں کا حشر نشر کر چکا تھا۔ میک اپ کٹ لئے سر پکڑے بنفشہ بھی پاس ہی بیٹھی تھی۔ زرمینے کی پوری کوشش تھی کہ ایک بار وہ چپ ہو جائے تو وہ اس کا میک اپ درست کر دیں مگر وہ نا انھیں کچھ بتا رہی تھی اور نا خاموش ہو رہی تھی۔

"اب ایک تھپڑ دوں گی میں پلوشے تمہیں۔۔۔ خبردار اب بلکل نہیں رونا اور اٹھو"

"اٹھو ابھی۔۔"

www.Novelshub.pk

اسے وہیں جماد دیکھ کر وہ غصے سے بولی تو وہ فوراً آنسو پونچھتی، لہنگا سنبھالے اٹھی۔ آنسو اب نہیں نکل رہے تھے مگر ہچکیاں جاری تھیں۔ بنفشہ کے گھورنے پر وہ بھی بند ہو گئیں۔

"بیٹا آپ سنبھالو اسے میں چلتی ہوں۔"

زرمینے نے اس کا کندھا تھپتھپایا پھر پلوشے کے گال پیار سے کھینچتے وہ باہر کی جانب چل دیں ۔پلوشے پھر سے رونے لگی تھی مگر بنفشہ کے گھورنے پر چپ ہو گئی۔

"اب بتاؤ کیا مسئلہ تھا؟"

چند لمحے بعد وہ اس کا چہرہ صاف کیے دوبارہ سے اس کا میک اپ سیٹ کر رہی تھی۔

"وہ نا۔۔۔وہ۔۔۔"

اسے پھر سے رونا آیا۔ اس لمحے تو بہادری کا ایسا بھوت سر چڑھا تھا کہ تھپڑ دے مارا اس پر تضاد لمبی ، لمبی پھینک بھی دیں مگر اب آگے کا سوچ، سوچ کر اسے ہول اٹھ رہے تھے۔

"کچھ بولو گی؟ یا وہ۔۔۔وہ ہی کرتی رہو گی؟"

اس نے گھورا تو وہ بول اٹھی۔

"تاسو۔۔۔یہ شادی بدلہ لینے کے لئے کی گئی ہے۔"

www.Novelshub.pk

وہ رازداری سے گویا ہوئی۔ بنفشہ نے سر ہلایا اور اسے بیڈ پر بٹھایا۔

"تو؟"

انداز عام تھا۔

"تاسو میں نے۔۔۔"

اس سے پہلے کہ وہ تھپڑ کا انکشاف کرتی اور دریاب کی عزت دو کوڑی ہوتی دروازے کے باہر کھڑے دریاب نے کھنکھار کر دروازہ بجاڈالا۔ پلوشے نے سہم کر اور بنفشہ نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا۔ بنفشہ نے چہرہ ڈھکا پھر پلوشے کو گھونگھٹ اوڑھا دیا۔ جو نفی میں سر ہلا رہی تھی ۔ آواز حلق میں ہی دب گئی تھی۔ بنفشہ دروازے کی جانب گئی۔

"آجائیں۔۔۔"

اس نے ایک طرف ہو کر اجازت دی۔ دریاب مسکراتے ہوئے اندر آیا۔

"السلام علیکم بھابھی جی"

اس نے عقیدت سے سر جھکائے کہا۔ بنفشہ مسکرائی اور جواب دے کر چلی گئی۔ دروازہ بند ہونے کی آواز آئی اور اسی کے ساتھ پلوشے کا دل گہرے کنویں میں ڈوبنے لگا۔ آنسو پھر سے عارضوں

www.Novelshub.pk

پر بہہ نکلے۔افتنان اس کے بارے میں اکثر کہتی تھی کہ وہ صرف وقتی طور پر بہادر بنتی ہے بعد کا ساراوقت ڈرتے رہنے میں گزار دیتی ہے اور اب بھی اس کی یہی حالت تھی۔ نجانے دریاب اپنا بدلہ کیسے لے گا۔اس کا دل بیٹھتا جارہا تھا۔دریاب محظوظ انداز میں مسکرا رہا تھا۔پھر جان بوجھ کر فون نکال کر کان سے لگالیا۔

"ہاں۔۔۔ہاں دوست۔۔۔ایسا ویسا"

پلوشے نے تھوک نگلا۔

"میں بدلے ادھار نہیں رکھتا۔ تمہیں تو میرا پتا ہی ہے نا۔اس علی نے تھپڑ مارا تھا میرے کیسے اس کا بھرکس نکال کر رکھ دیا تھا میں نے۔"

پلوشے خاموشی سے آنسو بہا رہی تھی جبکہ وہ کن اکھیوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔وہ لرز رہی تھی وہ بستر پر اس کے برابر میں دراز ہوا تو پلوشے کی رہی صحیح ہمت بھی دم توڑنے لگی۔

"نہیں۔۔۔ نہیں آج تو دشمن پہلو میں بیٹھا ہے۔ایسا بدلہ لوں گا ناساری زندگی یاد رکھے گا۔"

اس نے پلوشے کا جملہ اسے لوٹا دیا۔

"یہ تھپڑ تمہیں پوری زندگی نہیں بھولے گا"

www.Novelshub.pk

اس نے آنکھیں میچیں۔ہاتھ کانپ رہے تھے تو پورا جسم برف بن چکا تھا۔

"ہاہاہا۔۔۔چلو فون رکھو میں نے اب بدلہ لینا ہے۔"

پلوشے کو لگا جان جسم سے جا رہی ہے اسے اپنا آپ ہلکا پھلکا محسوس ہونے لگا۔جب کہ دریاب نے فون سائیڈ ٹیبل پر رکھا پھر تسلی سے اس کی جانب مڑا اور اسے دیکھا۔

"یاں مجھے کہنا !اوہ۔۔۔ !پلوشے ملیار خان۔۔۔ (خانزادی پر خاصا زور دیا)جی تو خانزادی۔۔۔ کیسا محسوس کر رہی ہیں آپ۔۔امید ہے بہت سکون میں ہوں !چاہیے۔۔۔پلوشے دریاب خان گی۔خیر میں تو بلکل سکون میں نہیں ہوں۔"

کہتے ہی اس نے آگے کو جھک کر اس کا گھونگھٹ الٹ دیا۔گھونگھٹ کا الٹنا تھا اس کا دل ہی تھم گیا۔وہ سر جھکائے رونے کا شغل پورا کر رہی تھی۔آنسو گالوں پر بہہ رہے تھے جبکہ گھونگھٹ الٹنے پر اس نے ایک دم ہی اس کی جانب دیکھا۔اس کی آنکھوں میں دریاب کو اپنا آپ ڈوبتا محسوس ہوا۔اس نے سر جھٹکا پھر چہرے پر سنجیدگی چھا گئی۔

"تو کیا کہہ رہی تھی تم اس روز؟"

اس نے ٹھوڑی تلے ہاتھ رکھے سوچنے کی اداکاری کی۔پلوشے کی برداشت یہاں تک ہی تھی وہ بری طرح رو دی۔اسے جان بوجھ کر تنگ کرتا دریاب بوکھلا گیا وہ جانتا تھا پلوشے انہی لڑکیوں

www.Novelshub.pk

میں سے تھی جو وقت پر جوش سے کام تو لے لیتیں مگر جب ہوش آتا تو جوش جھاگ کی طرح بیٹھ جاتا۔وہ ناسمجھ تھی وہ جانتا تھا تبھی اسے آسانی سے معاف کر چکا تھا۔ مگر تنگ وہ اسے بھرپور کرنا چاہتا تھا۔

"ایک تو تم لڑکیاں بات،بات پر رونے لگتی ہو۔"

رونا بھول کر وہ لفظ لڑکیاں پر چونکی۔پھر سر اٹھا کر اسے دیکھا جو خاموش ہو کر اسے دیکھ رہا تھا۔

"لڑکیاں؟؟ کتنی بھگتا چکے ہیں؟ہاں؟"

وہ کڑے تیوروں سے اس کی جانب مڑی۔وہ جو اس کی واٹ لگانے کا سوچ رہا تھا بوکھلا گیا ۔تھوک نگل کر اسے دیکھا۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔میں ساری لڑکیوں کی بات کر رہا تھا مجموعی طور پر۔۔۔"

اس نے صفائی پیش کی۔پلوشے ابھی تک شکی نظروں سے اسے گھور رہی تھی۔

"زیادہ اوپر سے آنے کی ضرورت نہیں ہے۔میرا بدلہ رہتا ہے۔۔۔سزا تو ملے گی۔"

پلوشے جو اسے ڈرا کر خوش ہو رہی تھی لمحوں میں اس کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔اس نے معصومیت سے آنکھیں اٹھا کر دریاب کو دیکھا۔

www.Novelshub.pk

"یار اب ایسے دیکھو گی تو سزا نہیں دے پاؤں گا"

دریاب نے مسکراتے ہوئے کہا۔پلوشے کو اور کیا چاہیے تھا رخ موڑ کر بیٹھ گئی اور یک،ٹک اسے دیکھنے لگی۔ مگر وہ تو اس سے بھی زیادہ ڈھیٹ نکلا بازو تکیے پر ٹکائے نیم دراز ہو کے اس کی جانب بنا پلک جھپکائے دیکھتا رہا یہاں تک کے مارے شرم کے خود با خود پلوشے کی پلکیں جھکتی گئیں ۔چہرے پر لالی چھا گئی۔

"ہاہاہا۔۔۔سو کیوٹ"

دریاب ہنس دیا تو وہ خود میں سمٹ کر رہ گئی۔

۔۔۔***۔۔۔

اس نے شکر کا سانس بھرا پھر اس کے گال ہولے سے تھپتھپائے۔

"افتنان اٹھو۔۔۔بستر پر جا کر لیٹو"

"یار وشے کیا مصیبت ہے دفع ہو۔۔سونے دو۔"

اسے لگا پلوشے ہمیشہ کی طرح اسے نیند میں ذلیل کر رہی ہے تبھی ایک گھونسا اور ٹانگ بھی رسید کر دی۔ آوالمیر بوکھلا گیا۔

www.Novelshub.pk

"افففف۔۔۔جنگلی"

اسے دیکھ کر بڑبڑایا۔پھر اٹھ کر قدرے فاصلے پر کھڑا ہوا اور اب کی بار اس کے گال تھپتھپائے۔

"اٹھو افتنان ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"

آوالمیر کی سخت آواز پر وہ جھنجھلائی۔

"قسم کے لو میں نے نگٹس تو نہیں کھائے۔"

وہ نیند میں بڑبڑاتی اٹھ بیٹھی پھر خود پر جھکے ہوئے آوالمیر کو دھکا دے کر ایک جانب کیا اور نیند میں جھومتی بستر تک آئی۔

"شکر ہے کچھ تو کھا لیا اس نے"

"!دھپ۔۔۔"

زوردار آواز پر وہ اپنے خیالوں سے چونکا اور جلدی سے رخ موڑے بستر کی جانب دیکھا جہاں وہ اپنے طریقے سے دراز ہو چکی تھیں۔دراز بھی کیا ہونا پھیل ہی گئی تھی۔آوالمیر نے بمشکل ہنسی پر قابو پایا۔اگر وہ ہوش میں ہوتی اور آوالمیر کو سامنے دیکھ لیتی تو چلو بھر پانی میں ڈوب مرتی۔ایک ٹانگ بستر سے نیچے ایک اوپر آخر تک پھیلائے،تکیے میں منہ گھسائے وہ اوندھے منہ لیٹی خاصی

www.Novelshub.pk

مضحکہ خیز لگ رہی تھی۔ آوالمیر نے سر جھٹکا۔وہ سنجیدہ سا بندہ تھا بمشکل ہنس پاتا مگر یہ لڑکی اسے ہنسائے دے رہی تھی۔وہ بستر کے قریب آیا،خاموشی سے اس کی نیچے لٹکتی ٹانگ اٹھا کر اوپر رکھی پھر دوسری جانب سے اسے سمیٹ کر اوپر لحاف اوڑھائے،روشنی گل کرتا وہ اپنے کمرے کی جانب چل دیا۔

---***---

وہ کب سے اسفند کا انتظار کر رہی تھی۔گھڑی کی سوئیاں بارہ بجا رہی تھیں۔وہ گہرے سرخ شرارا ،کرتی میں،مہارت سے کیے گئے میک اپ سے اپنا حسن مزید نکھارے،زیورات سے خود کو سجائے پلکیں بچھائے اس کی منتظر بیٹھی تھی۔ہونٹوں پر اطمینان بخش مسکراہٹ تھی اور آنکھوں میں کئی خواب چمک رہے تھے۔اس پر نکاح کی الوہی چمک آئی تھی۔چند ثانیے مزید انتظار میں سرک گئے جب اسے قدموں کی چاپ سنائی دی اور اسی کے ساتھ اس نے گھونگھٹ اوڑھ لیا ۔دروازہ بند ہوا تو بھاری کلون کی خوشبو پورے کمرے میں پھیلنے لگی۔اسی کے ساتھ سیگریٹ کی رچی بسی مہک،انیسہ کی دھڑکنیں بے ترتیب ہونے لگیں۔اس نے دھڑکنوں کو ڈپٹ دیا۔اس کی سوچوں سے یکسر بے نیاز اسفند بستر کی جانب دیکھ کر طنزیہ انداز میں مسکرا دیا۔یہاں وہ افتنان کو دیکھنا چاہتا تھا مگر یہاں افتنان کی بہن تھی۔قسمت بھی انسان کے لئے کیا،کیا سوچے ہوتی ہے ۔وہ سوچتا کچھ ہے،چاہتا کچھ ہے اور پاتا کچھ ہے۔

www.Novelshub.pk

گہرا سانس بھرتا وہ بستر کی جانب چلا آیا۔انیسہ سے کچھ فاصلے پر بیٹھ کر وہ فرش گھورنے لگا۔

"السلام علیکم"

چند ثانیے بعد انیسہ کو اس کی بھاری آواز سنائی دی۔اس کی پلکیں مزید جھکتی چلی گئیں۔ہتھیلیوں میں پسینہ پھوٹنے لگا۔اسفند نے ہمت کی اور اس کا گھونگھٹ الٹ دیا۔انیسہ یونہی سر جھکائے بیٹھی تھی۔اسفند نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے گہرا سانس خارج کیا۔بے شک اسے خوبصورت عورت کی ہمراہی سے نوازا گیا تھا۔وہ بہت خوبصورت تھی مگر اسفند تو اپنا دل پہلے ہی لٹا چکا تھا۔اس نے ارادہ کر لیا کہ وہ اسے ہر بات سے آگاہ کر دے گا۔

"انیسہ ہم خود کو آپ کے قابل نہیں سمجھتے۔۔۔"

وہ مزید بولنے لگا جب انیسہ اسے ٹوک گئی۔

ہمیں تو آپ نصیب سے ملے ہیں۔ہماری دعاوں کے بدلے میں ملے ہیں !ایسا مت کہیں۔۔۔"
"۔کسی اجر کی طرح،کسی نعمت کی طرح

وہ جذب سے بولی۔ نظریں جھکا رکھی تھیں۔وہ بس اسے دیکھ کر رہ گیا۔کیا انیسہ کی محبت اتنی سچی تھی،کیا اس کی دعاوں میں اتنی شدت تھی کہ خدا نے اس کی دعاوں کو آخری وقت پر قبول کر لیا تھا؟اور اس کی افتتان سے محبت کا کیا۔

www.Novelshub.pk

انیسہ ہم نے افتنان سے بہت محبت کی ہے۔۔۔ہم نے کبھی ایسی زندگی کا تصور بھی نہیں کیا تھا" "۔۔۔ہم نے بہت چاہا ہے انھیں

انیسہ حق دق رہ گئی آنکھوں میں آنسو جمع ہو رہے تھے۔وہ بے دردی سے اس کا دل توڑ رہا تھا ۔اس کی محبت، محبت تھی،تو انیسہ کی محبت کچھ نہیں تھی؟اس سے زیادہ تکلیف دہ بات اور کیا ہو سکتی تھی کہ وہ اس کے جانے کے بعد بھی اس کی محبت میں اسی شدت سے ڈوبا ہوا تھا۔

ہم ابھی راستے میں ہیں انیسہ۔۔۔ہم بھٹکے ہوئے راہی ہیں۔۔۔جن کی منزل گم ہو چکی ہے" "۔۔۔سفر ناتمام ہے اور منزل کی خبر نہیں۔

اس کے لہجے میں گہرا حزن و ملال تھا۔نامکمل خواہشوں کی ٹوٹی کرچیاں تھیں۔انیسہ کو وہ کرچیاں چبھنے لگیں۔

خان سفر تو سفر ہے۔۔۔ایک روز ختم ہو ہی جاتا ہے۔منزل بھی مل جاتی ہے بھلا تمام عمر سفر" میں رہا جاتا ہے۔۔۔؟سفر تو ہوتا ہی طے کرنے کے لئے ہے۔اکیلے کیوں ہیں آپ اس سفر میں؟ تھک جائیں گے،مجھے بھی اپنی ہمراہی میں لے جائیں مجھے بھی اس سفر میں اپنا راہی بنالیں۔آپ "افتنان کو پانے کی چاہ میں نکلیں میں آپ کے ہمراہ آپ کو پانے کی چاہ میں نکلوں گی۔

www.Novelshub.pk

اس کی جھیل سی گہری آنکھیں اسفند کی جانب اٹھی ہوئی تھیں اسفند اس کے لہجے کی سچائی و خلوص کو محسوس کر رہا تھا، اس لمحے اسے شدت سے احساس ہوا کہ وہ اس لڑکی کے ساتھ نا انصافی نہیں کر پائے گا۔

"چل لیں گی میرے ساتھ"

دھیرے سے اس کا نازک ہاتھ تھاما۔ وہ اتنے پر ہی نہال ہو گئی۔ مسکراتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"بس کبھی مجھ میں افتنان دیار خان کو مت تلاشیے گا۔ میں افتنان نہیں ہوں میں انیسہ اسفند خان ہوں۔۔۔ مجھے یہی رہنے دیجیئے گا۔ میں یہ ہر گز برداشت نہیں کر پاؤں گی کہ مجھے افتنان دیار خان کے نام پر محبت بھیک میں ملے۔ مجھے تھوڑی ہی صحیح مگر انیسہ اسفند خان کے نام پر ملنے والی محبت ہی قبول ہو گی۔"

اس کے الفاظ اسفند کے دل کو چھو رہے تھے۔ آنکھیں شدتِ برداشت سے سرخ تھیں اور اس بات کی گواہی دے رہی تھیں کہ وہ ضبط کی آخری منزل پر ہے لیکن اس کی ہمراہی میں دی جانے والی یہ عورت پاکیزہ عورتوں میں سے تھی۔ اس لمحے اسفند نے دماغ و دل سے افتنان کا خیال پہلی

www.Novelshub.pk

بار نکالا تھا۔اپنے ہاتھوں میں تھامے اس کے ہاتھ پر دوسرا ہاتھ دھر کر اس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔انیسہ مسکرادی۔

---***---

وہ صبح اٹھی تو بستر پر تھی۔مگر اس نے اس بات پر خاص دھیان نا دیا۔پہلی نظر گھڑی پر اور دوسری نظر اپنے میلے کپڑوں پر گئی۔

"مجھے حویلی جانا ہے !بہت ہوا۔۔۔"

وہ لحاف ہٹاتی، تن، فن کرتی باہر نکلی۔اس نے دوپٹہ لینے کی زحمت گوارا نا کی۔اسے نہیں معلوم تھا کہ آوالمیر بھی آچکا تھا وہ تو اپنے دھیان میں پھرسے کوشش کرنے باہر آئی تھی مگر باہر آتے ہی اسے شدت سے اپنی غلطی کا اندازہ ہوا۔وہ سامنے ہی سلیب کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا گھونٹ، گھونٹ جوس پینے میں مصروف تھا۔اس کے بال پسینے کے سبب ماتھے پر چپکے ہوئے تھے غالباً وہ جاگنگ سے لوٹا تھا۔اس کی جانب دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا۔پھر سر مدھم سا ہلا کر بولا۔

"مارننگ"

وہ ہوش میں آئی اور اپنے حلیہ پر نظر دوڑائی تو اپنی جگہ اچھل کر رہ گئی۔خفت سے چہرہ سرخ انار ہو گیا۔فوراً سے رخ موڑا اور کمرے میں چلی گئی۔آوالمیر نے کندھے اچکائے اور پھر سے جوس پینے

www.Novelshub.pk

لگا دو منٹ بعد وہ باہر آئی۔خفت سے سرخ ہوا چہرہ اب نارمل ہو چکا تھا۔مگر چہرے پر خفت کی جگہ غصہ لے چکا تھا۔

"بہت ہوا میں حویلی جانا چاہتی ہوں۔"

اس کے قریب آکر اس کے لبوں تک جاتا جوس کا گلاس چھین کر سلیب پر پٹخا کچھ جوس آوالمیر کے ہاتھ پر چھلک گیا بقیہ سلیب پر۔اس نے اپنا ہاتھ کندھے پر رکھے تولیے سے پونچھا۔تولیہ سلیب پر رکھا اور اطمینان سے اس کی جانب دیکھا۔

"فرماؤ؟"

ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔وہ ایک لمحے کو سٹپٹائی پھر گردن اکڑائی۔

"مجھے حویلی جانا ہے ابھی اور اسی وقت۔"

گویا حکم دیا گیا۔وہ مسکرایا پھر کندھوں سے تھام کر اسے اپنے سامنے کیا۔

"وجہ؟"

www.Novelshub.pk

اس کی آنکھوں میں جھانکا۔افتنان نے بوکھلا کر پہلے کندھوں پر دھرے اس کے ہاتھ دیکھے،دوسری نظر اس کی بھوری آنکھوں پر پڑی جو عام سے انداز میں اسے دیکھ رہی تھیں ۔اس نے تھوک نگلا۔

"وجہ تو ایسے پوچھ رہے ہیں جیسے ہمارے درمیان بہت محبت ہے اور مجھے آپ سے کوئی شکایت ہو ہی نہیں سکتی۔"

اس نے ناک سکوڑی۔آوالمیر کی نظر اس کے تیکھے ناک پر آٹھہری۔نظر اس کے لونگ پر ٹک گئی۔شدت سے دل میں خواہش ابھری کہ اسے چھوا جائے مگر سر جھٹک کر اسے دیکھا۔پھر سنجیدگی سے اس کی گہری آنکھوں میں جھانکا۔

"محبت بھی ہو جائے گی فکر کیوں کرتی ہو۔"

اس کا گال کھینچا۔یہاں گال کھینچنے کے دیر تھی اور وہیں افتنان کا پارا آسمان کو جا چھوا۔

"سخت نفرت ہے اس حرکت سے مجھے۔!خبردار جو آئندہ گال کھینچے۔۔۔"

اس نے گال مسلا۔ابھی تک اس کے کندھوں پر آوالمیر کے ہاتھ تھے۔

"اچھا جی؟"

www.Novelshub.pk

آوالمیر نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔انداز للکارتا ہوا تھا۔اس سے قبل وہ کچھ سمجھ پاتی آوالمیر اس کے دونوں گال کھینچ چکا تھا۔وہ بس چلا کر رہ گئی۔

"جنگلی۔۔۔وحشی"

اس نے آوالمیر کو دھکا دیا۔وہ ہنستے ہوئے سنبھلا۔

"مجھے حویلی جانا ہو۔۔۔بس ابھی اور اسی وقت۔"

وہ چلائی۔آوالمیر سنجیدہ ہوا۔

"جب ایک دفع منع کر دیا تو کیا مسئلہ ہے؟بار،بار بات کر،تم مجھے غصہ دلا رہی ہو۔میں آج ہو تمہیں حویلی لے جانے والا تھا مگر تم نے اب خود پلان دو ہفتے تک کے لئے منسوخ کر دیا ہے "۔جتنی بار حویلی جانے کا کہو گی،وہاں جانے کا فیصلہ میں مزید لٹکاتا جاؤں گا۔۔سمجھی

"دو ہفتے؟"

اس نے سن سے انداز میں دہرایا۔

"اب تین ہفتے"

وہ اسی سکون سے بولا۔افتنان کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔

www.Novelshub.pk

"نہیں بس ٹھیک ہے۔"

اس نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکا۔وہ ہنس دیا۔

"میرے پاس کپڑے نہیں ہیں۔ہم حویلی جاتے ہیں کپڑے لے کر آجائیں گے۔کیسا؟"

افتنان نے اپنی جانب سے ہوشیار بنتے ہوئے حل پیش کیا۔آوالمیر نے ابرو اچکائے اسے دیکھا۔وہ دانت پیس کر رہ گئی۔

"کپڑے میں تمہیں لا دوں گا۔تب تک تم میرا کوئی ٹراوزر شرٹ پہن لو۔"

آوالمیر نے کندھے اچکا کر مؤثر حل تلاشا۔افتنان کو بھی یہ بات موزوں لگی۔

"کوئی بھی"

اس نے خوشی سے پوچھا۔ابھی کل ہی اس کا دل آوالمیر کے سفید ٹراوزر شرٹ پر آیا تھا۔

"ہاں کوئی بھی"

وہ مسکرایا۔افتنان نے مسکرا کر اسے دیکھا پھر اس کے کمرے کی جانب بڑھی۔

"ارے رکو تمہیں نہیں پتا چلے گا میں آتا ہوں۔"

وہ اس کے پیچھے لپکا جب اس کی آواز سنائی دی۔

www.Novelshub.pk

"مجھے معلوم ہے میں نے دیکھا تھا۔"

وہ اس کی آخری بات پر قدرے چونکا پھر اندر چلا آیا وہ الماری میں سر دیے کھڑی تھی۔وہ وہیں چوکھٹ سے ٹیک لگائے بازو سینے پر لپیٹے کھڑا ہو گیا۔

"کب دیکھے تھے؟"

وہ ٹراوزر شرٹ لینے کے بعد جب باہر جانے والی تھی تبھی اس کا بازو تھامے اسے روکا۔وہ رکی اور اس کی جانب دیکھا۔

"چھوڑیں بازو۔۔۔ایک تو بات،بات پر بازو پکڑ لیتے ہیں کبھی کندھے،اوپر سے اتنا بھی احساس نہیں ہوتا کہ گرفت خاصی مضبوط اور سخت ہے اگلا بندہ چاہے اس گرفت کی تاب نالاتے ہی دم توڑ جائے"

"بس اتنی سی بات پر ہی دم نکل جائے؟"

آوالمیر نے اس کا گال کھینچا۔وہ تپ گئی۔

"میں اگر کچھ کہہ نہیں رہی تو یہ میری شرافت ہے ورنہ۔۔۔"

اس کی بات کاٹ کر آوالمیر اس کے انداز میں گویا ہوا۔

www.Novelshub.pk

"جانتے نہیں ہیں آپ مجھے۔۔۔افتنان آوالمیر خان ہوں میں۔"

افتنان نے اسے گھورا۔

"جی نہیں افتنان دیار خان ہوں میں۔"

وہ تپ کر کہتی اس کے برابر سے ہو کر اپنے کمرے کی جانب بڑھی۔

"تم مانو یا نا مانو۔۔۔۔یہ تو اب ایک اٹل حقیقت ہے۔"

"اٹل حقیقت ہے۔"

وہ کمرے کا دروازہ بند کرتی اس کی نقل اتارتی بڑبڑائی۔

---***---

جس وقت اس کی آنکھ کھلی صبح کے پانچ بج رہے تھے۔وہ فوراً سے اٹھ بیٹھی۔نظریں ساتھ لیٹے اسفند پر گئیں جس کے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔وہ پر سکون انداز میں سو رہا تھا۔اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالا۔دھیرے سے اس کے قریب جھک کر اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"اسفی۔۔۔اٹھ جائیں۔۔۔نماز کا وقت نکل رہا ہے۔"

www.Novelshub.pk

اسفند نے مندھی، مندھی آنکھیں کھولیں۔

"جاگنا ضروری ہے کیا"

وہ سوئی جاگی کیفیت میں بولا۔

"جی بلکل۔۔۔میں فریش ہو کر وضو کر لوں تب تک تھوڑی بہت نیند پوری کر لیں مگر اس کے بعد نماز پڑھنی ہے"

اسفند نے سر ہلایا تو وہ غسل خانے کی جانب چلی گئی۔پندرہ منٹ بعد وہ باہر نکلی۔بالوں کو تولیہ میں لپیٹ کر بستر کے پاس چلی آئی۔

"اسفی۔۔۔اٹھ جائیں اب"

اسفند گہرا سانس بھرتا اٹھا پھر انگڑائی لی اور بستر سے اتر کر غسل خانے کی جانب چل دیا۔

"آپ میرا سوٹ نکال دیں کوئی"

غسل خانے جانے سے قبل مڑ کر اسے پکارا اور حکم صادر کیا اس نے سر اثبات میں ہلایا اور الماری کی جانب چلی آئی ایک سادہ شلوار قمیض نکال کر اسے تھمایا اور واپس ڈریسنگ کی جانب چلی آئی

www.Novelshub.pk

۔وہ بال سوکھا کر دوپٹہ سر پر اوڑھے اس کی منتظر بیٹھی تھی۔چند لمحوں بعد وہ غسل خانے سے نکلا اس کی جانب سنجیدگی سے دیکھا پھر شیشے کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

"اسفی جلدی کریں نماز کا وقت گزرتا جا رہا ہے"

اسفند نے سر ہلایا اور تیزی سے بالوں میں کنگھی چلانے لگا۔وہ تب تک دو جائے نماز آگے پیچھے بچھا چکی تھی۔اسفند نے ٹوپی سر پر اوڑھی جو انیسہ تھامے کھڑی تھی۔پھر وہ دونوں اپنی، اپنی جگہ پر آ کھڑے ہوئے۔وہ اسفند کی امامت میں نماز پڑھ رہی تھی۔اس کا جی چاہا وہ روئے اور خدا کے شکر میں آنکھ کا سارا پانی بہا دے۔وہ سوچ بھی نا سکتی تھی کہ وہ کریم خدا اسے یہ دن بھی دکھائے گا۔اب شاید ہی کوئی شے تھی جس کی اسکو تمنا رہ گئی ہو۔وہ ایک ساتھ رکوع، ایک ساتھ سجدے کر رہے تھے اور ایک ساتھ ہی دونوں نے سلام پھیرے۔سلام پھیرتے ہی وہ سجدہِ شکر بجا لائی۔

پھر اٹھ کر سامنے شیلف پر سب سے اوپر پڑا قرآنِ پاک اٹھا . اسفند رخ موڑے اسے دیکھ رہا تھا لایا۔صوفے پر بیٹھ کر اسے بھی ساتھ بیٹھے کا اشارہ کیا وہ سجدے سے اٹھی اور نم آنکھوں سے اس کے ساتھ آ بیٹھی۔ہاتھ اس کے بازو کے گرد لپیٹ لیا تھا۔اور سر اس کے شانے سے ٹکا دیا ۔آنکھیں موند ھیں وہ تلاوت سننے لگی۔وہ اپنی خوبصورت آواز میں قرات کر رہا تھا۔سورت

www.Novelshub.pk

التوبہ کی تلاوت سے فارغ ہو کر اس نے سر جھکائے اپنے شانے پر سر رکھے بیٹھی انیسہ کو دیکھا ۔جس کی بند آنکھوں کی پلکوں پر آنسو چمک رہے تھے۔

میں اس دن کا انتظار کروں گی اسفی۔۔۔جب آپ میرے ساتھ بیٹھ کر سورت الرحمٰن پڑھیں" "گے۔

وہ اٹھتے ہوئے مدھم لہجے میں بولی۔اسفند نے اس سے نظریں چرائیں۔وہ مسکرا کر رہ گئی۔اب بس یہی خلش باقی تھی یہ مٹ جائے تو وہ بھی نارمل زندگی گزار پائیں اور انیسہ کو اس دن کا شدت سے انتظار تھا۔

---***---

زنان خانے میں آج خاصی چہل پہل تھی۔مرد حضرات ناشتے کے بعد بڑے لان میں بیٹھے تھے۔اور اب خواتین کیلئے زنان خانے میں ناشتے کا میز سجایا جا رہا تھا۔

پلوشے اور انیسہ سب کے درمیان شرمائی،شرمائی سی بیٹھی تھیں جبکہ چہرے پر زبردستی مسکراہٹ سجائے،انگیزہ ایک جانب بیٹھی اپنے ہاتھوں کی لکیریں کو گھورتی جا رہی تھی۔

www.Novelshub.pk

ولیمہ آج شام میں طے کیا گیا تھا۔ مگر ارمغان کی اچانک غیر موجودگی کے باعث انگیزہ اور ارمغان کا ولیمہ منسوخ کر دیا گیا تھا۔ جب کہ شام میں صرف اسفند اور دریاب کا ولیمہ طے پایا تھا

۔

وہ ارمغان سے ناراض نہ تھی وہ اپنی قسمت سے ناراض تھی ساری عورتیں انیسہ اور پلوشے کی بلائیں لے رہی تھی اور اس سے اظہارِ افسوس کر رہی تھیں، بمطابق ان کے پہلی ہی رات شوہر کا بیوی کو چھوڑ جانا، بہت برا فعل تھا۔ وہ چپ چاپ سب کے طنز، طعنے برداشت کر رہی تھی۔ ان گزرے چار سالوں نے اس میں برداشت کا غضب مادہ پیدا کیا تھا۔

یہ تو شکر تھا کہ ارمغان اس کے منہ دکھائی کا تحفہ ڈریسنگ میز پر رکھ گیا تھا ورنہ نا جانے وہ اس کے بارے میں بھی وہ لوگوں کو کیا، کیا جواب دیتی پھرتی۔ اب تو وہ لوگوں کا منہ یہ کہہ کر بند کروا رہی تھی کہ ارمغان کو اچانک ہی ہیڈ کوارٹر سے فون آ گیا جس کی وجہ سے انہیں جانا پڑا۔

مگر دل کی جو حالت تھی اور رات جو سلوک وہ اس کے ساتھ کر گیا تھا وہ یاد کیے رہ، رہ کر اس کا دل سلگ رہا تھا۔

---***---

www.Novelshub.pk

بھوک سے اس کا برا حال تھا رات بھی وہ بغیر حویلی سے کچھ کھائے سیدھا یہاں آ گیا تھا مگر اب اسے زوروں سے بھوک لگی ہوئی تھی۔

کپڑے تبدیل کرنے کے بعد وہ یونہی کمرے میں ٹہلتا رہا۔ دو، ایک بار کمرے سے نکل کر اس نے ساتھ والے کمرے کا دروازہ دیکھا جو کہ بند تھا، وہ کوفت سے لاؤنج میں چکر کاٹنے لگا۔ تبھی لاک کھلنے کی آواز آئی۔ اس نے شکر کا سانس بھرا اور جلدی سے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ وہ ڈریسنگ کے پاس کھڑی تھی۔ وہ دروازے میں ہی رک گیا اور سانس روکے اس کی جانب دیکھنے لگا جس کی پشت اس کی جانب تھی۔ بھوری زلفیں نم تھی اور اس کی کمر ڈھانپے ہوئے تھیں۔ سفید شرٹ کے آدھے بازو اس کے لئے پورے بازو تھے، شرٹ گھٹنوں سے تھوڑی سی اوپر تھی جبکہ ٹراؤزر اتنا کھلا تھا کہ اسے بار، بار اوپر کی جانب موڑ کر چھوٹا کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ تبھی وہ کنگھا تھامے اس کی جانب مڑی۔ معصومیت سے دو تین بار آنکھیں پٹپٹائیں۔ چھوٹے، چھوٹے قدم اٹھاتے وہ اس کی جانب چلی آئی۔ آوالمیر چونک کر سیدھا ہوا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا جہاں حد درجہ معصومیت تھی۔

"وہ نا۔۔۔"

www.Novelshub.pk

افتنان نے معصومیت سے آنکھیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔وہ اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے کھیل رہی تھی۔

"بولو؟"

وہ سنجیدگی سے گویا ہوا سر جھٹک کر اس نے کچھ دیر پہلے کی کیفیت کو رفع کرنا چاہا۔

"مجھے بال کنگھی کرنا نہیں آتے۔۔۔ "

اس نے سر جھکائے اصل مدعا بیان کیا۔آوالمیر کچھ،کچھ سمجھتے ہوئے سر ہلا گیا۔

"ٹھیک تو کیا چاہتی ہو تم؟ "

لہجہ جانچتا تھا۔

"پلیز میرے بال کنگھی کر دیں"

اس نے برش اس کی طرف بڑھایا۔آوالمیر کو دھچکا لگا۔

"کیا؟؟"

اس نے افتنان کو ایسے دیکھا گویا اس کا دماغ چل گیا ہو۔پھر غصے سے نفی میں سر ہلایا۔

www.Novelshub.pk

مجھے عورتوں کے بال کنگھی کرنا نہیں آتے۔کیا لگتا ہے تمہیں کہ میں باہر ملک سیلون چلاتا رہا"

"ہوں؟

اس نے غصے بھرے لہجے میں پوچھا۔افتتان نے منہ بسورا۔

آپ سے اچھے تو اسفند لالہ تھے۔انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ شادی کے بعد میرے" "بال بنایا کریں گے۔

وہ سر جھکا کر بولی اور ڈریسنگ کی طرف رخ موڑ لیا جب کہ اس کی بات پر آوالمیر کو دھچکا لگا۔جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب موڑا اور اس کی گہری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے ایک،ایک لفظ پر زور دے کر بولا۔

میں اسفند پامیر خان نہیں ہوں۔۔۔اور نا ہی ہو سکتا ہوں۔میں آوالمیر وکدار خان ہوں،تمہارا " "شوہر،آئندہ میں تمہارے منہ سے اسفند کا نام بھی نا سنوں۔۔۔سمجھ گئی؟

اس کے بازو پر گرفت سخت سے سخت تر ہوتی جا رہی تھی۔وہ سسکی تو وہ ہوش میں آیا۔

"نہیں لوں گی نام لیکن اس طریقے سے جانوروں کی طرح تو نا پکڑا کریں۔ "

اس نے آوالمیر کو گھورا۔جسے اس کے گھورنے کا رتی برابر اثر نہ ہوا۔

www.Novelshub.pk

"دو منٹ میں باہر آؤ اور ناشتہ تیار کرو "

حکمیہ انداز پر افتنان آنکھیں گھما کر رہ گئی۔

"جب تک میرے بال کنگھی نہیں ہونگے تب تک ناشتہ نہیں بن سکتا۔ "

وہ ہٹ درمی سے بولی۔ آوالمیر دو منٹ تک اسے گھورتا رہا پھر جھپٹ کر اس کے ہاتھ سے کنگھا پکڑا۔

"آپ تو لالہ سے بھی زیادہ اچھے ہیں۔ "

اس کے بالوں میں چلتا کنگھا رکا تو وہ سٹپٹا کر بولی۔

"کیا ہوا آپ نے اسفند کہنے سے منع کیا ہے۔۔۔لالہ کہنے سے تو نہیں۔"

اور اس بات پر اس نے دانتوں کی نمائش کرنا ضروری سمجھا۔ آوالمیر سر جھٹک کر ہنس دیا۔

"کر دیے کنگھی۔"

پندرہ منٹ تک وہ ان زلفوں کے ساتھ الجھتا رہا۔ وہ سلجھ رہی تھیں اور آوالمیر الجھ رہا تھا۔ بالآخر خود کو اس کیفیت سے نکالے اس نے کنگھا ڈریسنگ پر رکھا۔

"ارے ایسے کیسے ہو گئے؟ چٹیا تو کر دیں "

www.Novelshub.pk

افتنان نے کمر پر دونوں ہاتھ ٹکائے خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے کہا۔وہ دانت پیس کر رہ گیا۔

"اب یہ چٹیا کیسے کرتے ہیں؟ "

وہ بے بسی سے بولا۔

"یوٹیوب پر دیکھ لیں "

افتنان نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے اسے مشورہ دیا۔

"یہ کیا تم نے مجھے ذلیل کرنے کا پہلے سے ہی منصوبہ بنا رکھا تھا؟"

اس نے افتنان کو گھورا۔افتنان مسکرائی اور نفی میں سر ہلایا۔

"کہا تھا نہ کہ آپ خود پچھتائیں گے اب دیکھ لیں۔"

مگر وہ اس کے طنز پر کان دھرے بغیر بستر پر بیٹھ کر یوٹیوب کھول چکا تھا۔کوئی تین دفعہ ویڈیو دیکھنے کے بعد اسے سمجھ آ ہی گئی۔موبائل جیب میں رکھتے ہوئے وہ اٹھا اور ایک دفعہ پھر اس کے پاس آ کر کھڑا ہوا۔اب کی بار وہ سنجیدگی سے سر جھکائے اس کے بالوں کی چٹیا بنا رہا تھا۔افتنان کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس نے پلوشے سے بھی بہتر چٹیا بنائی۔

www.Novelshub.pk

بہت خوب۔۔۔ آہستہ، آہستہ سارے ہیئر اسٹائل سیکھ لیجئے گا۔ پھر میں روز نئے، نئے طریقے "
"سے بال بنوایا کرونگی۔

وہ بچوں کی طرح تالیاں بجاتے ہوئے خوشی سے بولی جبکہ آوالمیر اسے دیکھ کر رہ گیا وہ اسے سمجھ کیا رہی تھی۔ مجال ہے جو اس سے خوف کھا رہی ہو الٹا اسی کو ناک وچنے چبوا رہی تھی۔

"میں نے تمہارے بال بنا دیے ہیں، اب چلو مجھے ناشتہ بنا کر دو۔"

آوالمیر نے اس کا ہاتھ تھاما اور باہر کی جانب چل دیا۔ افنان بھی اس کے ساتھ کھینچی چلی آئی۔

"بھوک تو مجھے بھی بہت لگی ہے۔"

افنان نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

"ہاں تو اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ ناشتہ بنا کر دو۔ "

آوالمیر نے کندھے اچکائے۔

کیسا ناشتہ میں نے تو آج تک انڈا نہیں ابالا، یاد کریں شادی کی پہلی رات بھی کہا تھا کہ مجھے کھانا "
"وغیرہ بنانا نہیں آتا۔

www.Novelshub.pk

اس کی حیران شکل دیکھ کر افتنان نے وضاحت دینا ضروری سمجھا۔ آوالمیر نے سر ہاتھوں میں گرا لیا وہ کیسے بھول گیا۔

"سوچا تھا بیوی آگئی ہے دو دن سکون سے زندگی گزرے گی مگر نہیں۔ "

آوالمیر کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ بیچ میں بات کاٹ گئی۔

"آئی نہیں ہے آپ اٹھا کر لائے ہیں۔"

اس نے ناک سکوڑا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔۔کچھ تو بنانا آتا ہو گا؟ "

افتنان نے سر اثبات میں ہلایا۔ آوالمیر مسکرایا۔

"کیا؟؟؟"

اس نے شکر کا کلمہ پڑھتے ہوئے پوچھا۔

"بیوقوف بنانا ہے اور وہی بنا سکتی ہوں "

افتنان نے کندھے اچکائے۔

"یا اللہ لڑکی تم کتنی ڈھیٹ ہو۔انتہائی پھوہڑ ہو۔ "

www.Novelshub.pk

"!بس۔۔۔۔"

افتنان نے اسے ٹوک دیا۔

"میں چائے بنا سکتی ہوں۔۔۔مجھے چائے بنانا آتی ہے میں بالکل بھی پھوہڑ نہیں ہوں۔ہاں بس ابھی کام سیکھا نہیں ہے سو کچھ آتا نہیں ہے۔۔۔ سیکھوں گی تو سب آجائے گا۔"

غصے سے اس کی ننھی سی ناک پھول گئی۔ آوالمیر محظوظ انداز میں مسکرا دیا۔

"میں نہیں مانتا۔جب تک تم بنا کر نہیں دکھاؤ گی میں مان ہی نہیں سکتا۔"

آوالمیر نے اسے چھیڑا۔وہ اسے کھلم کھلا چیلنج دے رہا تھا۔افتنان نے ٹھان لی کہ آج وہ اسے بہترین چائے بنا کر دے گی۔

"لگی شرط۔۔۔"

افتنان نے اس کی آنکھوں میں جھانکا گویا للکارا۔ آوالمیر نے جھٹ سے سر ہلا دیا۔

"میں کچھ کھانے کو بنالیتا ہوں تم چائے بناؤ۔"

اس نے حکم دیا پھر وہ دونوں ایک ساتھ کچن کی جانب چلے آئے ناشتہ تیار کرتے بھی آوالمیر مسلسل اسے کسی نہ کسی بات پر چھیڑ رہا تھا۔اور وہ بھی جواباً برابری کے وار کر رہی تھی۔

www.Novelshub.pk

بالا آخر آدھے گھنٹے کی خاصی مشقت کے بعد آوالمیر سینڈوچ اور افنان چائے تیار کر چکی تھی ۔ آوالمیر نے میز لگایا۔ افنان نے پانی کا گلاس بھر کر وہاں رکھا۔ پہلے وہ بیٹھی اس کے بیٹھے کے بعد آوالمیر بھی سامنے والی کرسی پر آ بیٹھا۔

وہ ناشتہ کر چکے تھے اور اب آوالمیر اس سے ہلکی پھلکی باتیں کر رہا تھا۔ ان گزرے چار دنوں میں وہ اسے خود سے خاصا مانوس کر چکا تھا اور یہ دونوں کے لئے ضروری تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ باحثیت شوہر اس سے افنان کو کوئی شکایت نا ہو۔ وہ اس سے عمر میں سترہ سال بڑا تھا اس عمر سے گزر چکا تھا تبھی جانتا تھا کہ افنان کے ذہن میں کیا کھچڑی پکتی ہے۔ وہ معصوم تھی۔ حد درجہ معصوم اور آوالمیر کو اس کی معصومیت بھا رہی تھی۔ وہ بچی تھی اور عام طور پر اس عمر میں لڑکیاں میچور بھی نہیں ہوتیں اور وہی اس کی حالت تھی۔ وہ رتی برابر میچور نا تھی۔ بچوں والا ذہن، وہی بچوں والی منصوبہ بندی اور وہی حرکتیں۔ وہ جلد گھل مل جاتی تھی تبھی اس کے ساتھ عام سے انداز میں بیٹھی ہوئی تھی ورنہ اس کی ہم عمر لڑکی ان حالات سے گزرتی تو چیخ، چیخ کر یا تو اسے یا خود کو پاگل کر چکی ہوتی۔ وہ خیالات سے چونکا اور اسے دیکھا جو اسے اپنے کالج کے متعلق بتا رہی تھی ۔ آوالمیر کو یہ جان کر خوشی ہوئی کہ وہ پڑھائی میں بہت دل چسپی رکھتی تھی۔ وہ اس کی جانب دیکھ کر مسکرایا۔

www.Novelshub.pk

جیسے ہی حالات ٹھیک ہوں گے میں وعدہ کرتا ہوں تم دوبارہ کالج جاپاؤ گی۔۔۔۔۔بلکہ میں تمہیں خود پڑھایا بھی کروں گا۔جب تک حالات ٹھیک نہیں ہو جاتے تب تک۔۔۔۔ کہیں تمہاری پڑھائی کا کوئی حرج نا ہو۔"

چٹکی بجا کر آوالمیر نے حل پیش کیا۔وہ نہال ہو گئی۔

"آپ بہت اچھے ہیں اب میں داجی کو آپ کی شکایت تھوڑی کم لگاؤں گی۔"

وہ سر جھٹک کر ہنس دیا۔پھر چائے کے گھونٹ بھرنے لگا جب ایک دم ہی افتنان نے اسے پکارا۔

"یہ شانزے کون تھی؟ !آوالمیر۔۔۔"

اس کا سوال غیر متوقع تھا۔آوالمیر نے چائے کا کپ میز پر دھرا اور اس کی جانب دیکھا۔آنکھوں میں سرد پن اتر آیا۔اس ایک نام سے کتنی تکلیف دہ یادیں وابستہ تھیں۔وہ اسے کیسے بتا سکتا تھا سو خاموشی سے اٹھ کر اندر چلا گیا۔وہ حیرانی سے اس کی پشت تکتی رہی۔

"اب میں نے کوئی ایسی بات بھی نہیں کی تھی"

اس نے سر جھٹکا پھر چائے کی چسکیاں لینے لگی۔ذہن ایک مرتبہ پھر شانزے کی جانب جا رہا تھا۔

---***---

www.Novelshub.pk

ولیمہ کا فنکشن بہت اچھا گزرا۔خواتین کو زنان خانے میں ہی جب کہ مردوں کو مردان خانے کے لان میں دعوتِ ولیمہ کھلائی گئی۔ آوالمیر اس تمام وقت میں حویلی میں ہی تھا۔حویلی کی فضا کچھ سوگوار سی تھی۔افتنان کے اس انتہائی قدم پر سب سے زیادہ دکھ عالمگیر خان کو ہی ہوا تھا مگر جس طرح سب سے چھپ کر وہ اس غم کو پی رہے تھے وہی جانتے تھے۔ آوالمیر اور دریاب سے ان کا رویہ عام سا تھا جبکہ زرمینے سے اب تک ان کی بات تو کیا ملاقات بھی نہیں ہوئی تھی ۔ ۔افتنان کے اس قدم سے سب سے زیادہ دھچکا پلوشے، انگیزہ، بنفشہ اور انیسہ کو ہی لگا تھا

انگیزہ ولیمہ کی دعوت کے بعد کمرے میں چلی آئی۔خاموش نظروں سے در و دیوار دیکھتی رہی ۔اس کے بغیر سب ویران اور خالی، خالی سا تھا۔وہ ہمیشہ یونہی چلا جاتا تھا۔بغیر بتائے، بغیر اطلاع دیے۔اور پیچھے اس کا دل یونہی ویران اور خالی رہ جاتا تھا۔مگر اس سنگدل کو رتی برابر پرواہ نا تھی ۔ایک بار پھر اس کے نار کنے والے آنسوؤں کو نکلنے کا موقع مل چکا تھا۔وصال کے بعد ملنے والا ہجر تو اور بھی زیادہ کرب ناک تھا۔

---***---

وہ برا انسان تھا جس نے اسے اغوا کیا اور اس کے فرار کے تمام راستے بند کیے زبردستی اس سے نکاح کر لیا تھا مگر اس نے رضائے الٰہی سے اسے قبول کیا تھا جانتی تھی کہ اگر وہ دلی طور پر رضامند

www.Novelshub.pk

ناہوئی اور وہ رشتہ آگے بڑھا گیا تو وہی گناہ کی مرتکب ہو گی۔ تبھی اس نے نکاح میں اسے رضا مندی سے قبول کیا۔ اسے لگتا تھا نکاح کے بعد جیسے ہی وہ اسے حویلی لے جائے گا وہ جا کر سب کے سامنے اس کی اصلیت کھول دے گی اور یوں یا تو داجی اسے مار دیں گے اور یہ قصہ ہی ختم ہو جائے گا یا وہ طلاق لے گی۔

وہ اسے وہیں چھوڑ گیا اور پلٹ کر اس کا حال تک نا پوچھا۔ کہنے کو وہ اس کا نام نہاد کزن تھا، بیوی اس نے اپنے !ہونے کے ناتے نا صحیح کزن ہونے کے ناتے ہی اس کا خیال رکھ لیتا مگر نہیں۔۔۔ دل میں بنائے اس کے اچھے خاکے پر کر اس لگا یا وہ اچھا نہیں تھا۔ پھر اسی روز اس نے شانزے کی ڈائری پڑھی۔ کہیں نا کہیں اسے یہ لگا کہ شانزے اور آوالمیر کا آپس میں کوئی گہرا تعلق تھا مگر کیا ؟وہ یہی جان نہیں پائی تھی۔ کبھی اسے خان سائیں، داجی لگتے تو اگلے ہی لمحے وہ سر جھٹک دیتی ۔ بھلا ایسا کہاں ممکن تھا۔

وہ بات، بات پر اس کا بازو مڑوڑ دیتا کبھی سختی سے دبوچ لیتا۔ وہ اس سے سختی برتتا اور اس بات سے وہ مزید برا بن چکا تھا۔ اس کے دل میں اس کی رہی صحیح عزت ختم ہو گئی۔ اس نے اسے آگے پڑھانے کی بات کی تو اس کی عزت کا گراف بڑھا دیا گیا مگر جب وہ اس کی بات کا جواب دیے بغیر چلا گیا اس بات نے تو اسے مزید متنفر کر دیا۔ اب اسے جلد از جلد حویلی جا کر اس آدمی کا راز فاش کرنا تھا اسے وہ راز اور وہ وجہ ڈھونڈھنا تھی جس کے سبب وہ اس کھیل کا حصہ بنی۔ سب کے

www.Novelshub.pk

حوالے سے سوچ، سوچ کر اسے مزید پریشانی ہو رہی تھی۔ حویلی والے اس کے بارے میں ناجانے کیا سمجھ رہے ہوں گے مگر اسے اپنی بے گناہی ثابت کرنا تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اس بات کا تعلق شانزے سے ہے لیکن اب اسے مزید گہرائی میں جا کر تحقیقات کرنا تھیں۔ اسے آوالمیر کے جانے کا انتظار تھا۔

---***---

ایک ہفتہ گزر چکا تھا مگر آوالمیر اس روز کا گیا واپس نا پلٹا مگر جانے سے قبل لاؤنج کے میز پر ایک بیگ اور چند شاپر رکھ گیا۔ شاپروں میں اسے اپنی ضرورت کا سارا سامان مل گیا۔ کچھ جوڑے کچھ جوتے اور دیگر ضرورت کا سامان تھا۔ اس نے ناک سے مکھی اڑائی۔

یہ جان کر افنان کی خوشی کی انتہا نا رہی جب بیگ سے اسے اپنی کتابیں ملیں۔ اسے اور کیا چاہیے تھا۔ مارے خوشی کے وہ جھوم اٹھی۔ ایک ماہ بعد اس کے سالانہ امتحانات تھے اسے ہر صورت اپنی تیاری مکمل کرنا تھی۔ ان چند دنوں میں وہ یا تو کچھ فرائی کر کے کھا لیتی، یا فروٹ کھا لیتی اکثر دل نا کرتا تو بریڈ کھا لیتی۔

اسے یہ قبول کرنا پڑا کہ یہاں انتہا کا سکون تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حویلی میں جو کام وہ دو دن میں یاد کر پاتی یہاں تنہائی میں صرف پانچ گھنٹے میں کر لیتی۔ اس نے ٹارگٹ بنا لیا تھا کہ اسے حویلی جانے

www.Novelshub.pk

سے قبل ایک، ایک مرتبہ ہر کتاب کو یاد کرنا ہے۔ وہ اس ایک ہفتے میں دو کتابیں پڑھ چکی تھی ۔ سارا دن سوائے پڑھنے کے اور کیا کام ہوتا تھا۔

آج بھی وہ لاؤنج میں بیٹھی پڑھنے میں مصروف تھی۔ ٹانگیں سامنے میز پر قینچی کی صورت میں موڑ کر رکھی ہوئی تھیں۔ قلم ہونٹوں میں دبائے وہ کیمسٹری سے سر کھپا رہی تھی جب اسے باہر گاڑی کے رکنے کی آواز آئی۔ اس نے گھڑی کی جانب دیکھا شام کے چار بج رہے تھے۔ دوسری نظر اپنے حلیے پر ڈالی۔ کالی شلوار قمیض میں اس کے بال الجھے ہوئے تھے۔ نہا کر جب اتنی کوشش کے بعد بھی اس سے بال نا سلجھے تو اس نے کھلے چھوڑ دیے۔ دوپٹہ ساتھ والے صوفے پر پڑا تھا، اس نے جلدی سے اٹھا کر خود پر اوڑھا۔ نظریں ارد گرد دوڑایں۔

"افففف۔۔۔"

اس نے سر ہاتھوں میں گرا لیا۔ گھر چڑیا گھر معلوم ہو رہا تھا۔

"آج ہی آنا تھا انھے۔"

وہ بڑبڑائی جب دروازہ کھول کر آوالمیر اندر چلا آیا۔ مسکرا کر اسے دیکھا۔

"السلام علیکم"

www.Novelshub.pk

پھر نظر گھر پر ڈالی تو مارے حیرت کے منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ سنجیدگی سے مڑ کر اسے دیکھا جس نے دانت نکالتے ہوئے کندھے اچکائے اس پر تضاد کتاب اٹھا کر اس کے سامنے لہرا دی۔ اس نے گہرا سانس بھر کر ضبط کرنا چاہا۔ ہاتھ میں پکڑے سودا سلف کے شاپر سلیب پر رکھے پھر صوفے پر اس کے سامنے آ بیٹھا۔ افتنان نے اسے دیکھا وہ بھوری شلوار قمیض میں سفر کے سبب کچھ تھکا ، تھکا معلوم ہو رہا تھا۔ بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔ وہ آرام سے اس کی جانب دیکھتی چپس کا پیکٹ کھول کر اس سے انصاف کر رہی تھی۔

"کیسے آنا ہوا آپکا؟"

چپس کا ایک ٹکڑا منہ میں ڈالا پھر دوسرا ٹکڑا ہاتھ میں تھامے کچھ فاصلے پر لے جا کر اس سے سوال کیا۔ وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔ کیا شانِ بے نیازی تھی جیسے اس گھر کا مالک وہ نہیں، یہ تھی۔ الجھے بالوں اور کالے سوٹ میں وہ اس لمحے آوالمیر کو بدروح معلوم ہوئی۔

"دیکھ کیا رہے ہیں میں نے پوچھا ایسے کیسے آنا ہوا؟"

وہی شانِ بے نیازی۔ آوالمیر آگے کو ہو کر بیٹھا۔

"دماغ خراب ہو گیا تھا اس لئے آ گیا۔ خیر تم بیٹھو، پڑھو اور کھاؤ میں اندر جا رہا ہوں۔"

وہ تن، فن کرتا اندر چل دیا۔

www.Novelshub.pk

"ہننن۔۔۔سڑو"

اس نے ناک سکوڑی پھر سر جھٹک کر کتاب سامنے رکھ لی۔

---***---

کچھ دیر آرام کرنے کے بعد وہ چھ بجے تک کمرے سے باہر نکلا۔اب وہ کچھ تازگی محسوس کر رہا تھا ۔سیدھا کچن کی جانب چلا آیا۔فریج سے پانی کی بوتل نکالی اور گلاس میں پانی ڈالے گھونٹ ،گھونٹ پانی پینے لگا۔ نظریں لاؤنج میں دوڑایں جو خالی پڑا تھا۔

"یہ کہاں غائب ہے؟"

اس نے چونکتے ہوئے ارد گرد دیکھا۔پھر اس کے کمرے کی جانب چلا آیا۔دروازہ کھولے وہ اندر داخل ہوا۔وہ ڈریسنگ کے پاس کھڑی اپنے بالوں سے نبرد آزما ہو رہی تھی۔آہٹ پر مڑ کر دیکھا۔آوالمیر مسکرا دیا پھر قدم،قدم چلتا اس کی جانب چلا آیا۔

"دو مجھے۔"

www.Novelshub.pk

افتنان نے بنا کسی چوں چرا ں کے، کنگھا اسے تھما دیا۔ آئینے میں وہ دونوں ایک دوسرے کے پاس کھڑے نظر آرہے تھے۔ افتنان نے نظریں جھکا لیں۔ نجانے کیوں مگر وہ آوالمیر کی نظروں کی تاب نا لا پائی۔ آوالمیر زیرِ لب مسکرایا۔ پھر دھیرے سے اس کے بال سلجھانے لگا۔

"پڑھائی کیسی جا رہی ہے تمہاری؟"

بالوں پر ہی نظریں جمائے سوال داغا۔ افتنان نے نظریں اٹھا کر آئینے میں دیکھا۔ وہ سنجیدگی سے سر جھکائے اس کے بال سلجھا رہا تھا۔

"اچھی جا رہی ہے۔"

وہ عام سے لہجے میں بولی۔

"ہمم۔۔۔"

آوالمیر نے ہنکارا بھرا۔ چند لمحے یونہی گزر گئے خاموشی سے، گہری خاموشی میں، سنسنی خیز خاموشی میں۔ وہ گھبرا گئی، نظریں اٹھا کر آئینے میں دیکھا تو نامحسوس انداز میں کپکپائی۔ کنگھے پر آوالمیر کی گرفت ہلکی تھی اور وہ اب سکون اور آہستگی سے اس کے بالوں میں کنگھا چلا رہا تھا مگر خاموش نظریں اسی پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کے اچانک دیکھنے پر آوالمیر نظریں ہٹا گیا۔ پھر بوکھلا کر پیچھے ہٹا۔

www.Novelshub.pk

ام۔۔۔میرے خیال۔۔۔سے وہ۔۔۔پہلے صفائی کر لیں گھر کی، تم تو ٹھہری پھوہڑ لڑکی"
۔۔۔اب مجھے ہی صفائی کرنا ہو گی اور تم میری مدد کرو گی۔ آجاؤ بالوں کو ڈھیلا سا باندھ لو بعد میں
"بنادوں گا۔ سلجھ تو چکے ہیں

وہ کنپٹی کو ہلکا سا کھرچتے ہوئے بغیر اس کی جانب دیکھے باہر کی طرف بڑھ گیا۔ افتنان نے کندھے اچکائے۔ جیسے تیسے بالوں کو باندھے وہ بستر پر پڑا دوپٹہ کندھے پر رکھے باہر چلی آئی۔ اپنے پیچھے دروازہ ٹھک سے بند کیا تو رخ موڑے کھڑا آوالمیرا اپنی جگہ پر ہلکا سا اچھلا پھر مڑ کر خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا۔ کچھ دیر قبل کا اثر و کیفیت وہ جھٹلا چکا تھا۔ افتنان نے زبان دانتوں میں دبائے آنکھیں میچ کر رکھیں چند لمحے بعد آنکھیں کھول کر دیکھا وہ کچن کی صفائی میں مصروف ہو چکا تھا۔

"افففف۔۔۔"

وہ ماتھے پر ہاتھ مارتی اس کی جانب چلی آئی۔

"میں کیا کروں؟"

اس نے ارد گرد دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"تم ایسا کرو۔۔۔"

www.Novelshub.pk

وہ بتانے ہی والا تھا جب اس کی بات کاٹ کر وہ بول اٹھی۔

"مجھے کچھ کرنا ہی نہیں آتا اب؟"

پریشانی سے اس کی جانب دیکھا وہ دانت پیس کر رہ گیا۔

"باتیں نہیں سنوں گا تمہاری۔۔شاباش۔۔۔۔وہ جھاڑنے والا کپڑا پڑا ہے۔اٹھاؤ اور جھاڑ پونچھ کرو۔جتنا زور میرا سر کھانے پر لگانا ہے اتنا جھاڑنے پونچھنے پر لگا دو۔"

وہ منہ بسورے،ناک سکوڑتی،کونے میں پڑا کپڑا اچھٹے سارا غصہ فرنیچر پر اتارنے لگی۔

وہ مسکراہٹ دبائے اپنا کام کرنے لگا،گاہے بگاہے وہ اس کی جانب بھی دیکھ لیتا جو کام کم کر رہی تھی اور شور زیادہ مچا رہی تھی مگر آوالمیر جیسے ٹھان چکا تھا کہ آج اس کا کوئی بہانہ نہیں سنے گا۔

اور پھر جتنی دیر میں آوالمیر نے ساری صفائی مکمل کی اتنی دیر میں محض اس نے جھاڑ پونچھ مکمل کی۔

"اف۔۔۔میں تو آج تھک گئی ہوں "

ساری صفائی مکمل ہو چکی تھی یہ دیکھنے کے فورا بعد وہ لاؤنج میں صوفے پر ڈھ گئی۔آوالمیر دانت پیس کر رہ گیا۔

www.Novelshub.pk

"کچھ ہلکا پھلکا۔ !کم از کم اٹھ کر کچھ کھانے کو ہی بنالو۔۔"

کپڑے تبدیل کرنے جانے سے پہلے وہ اسے حکم صادر کر گیا۔اس نے دانت کچکچائے پھر ہمت کیے اٹھی۔ بھوک تو اسے بھی زوروں کی لگ رہی تھی اور آوالمیر کچھ بنا کر دے گا،اس کی اسے امید نا تھی۔

---****---

وہ کھانا کھانے کے بعد اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔ آوالمیر نے برتن سمیٹے۔ پھر کافی تیار کرنے لگا وہ اس وقت کافی لازماً پیتا تھا۔ایک اپنا اور ایک اس کا کپ تیار کیے وہ اس کے کمرے کی جانب چلا آیا۔ دروازہ کھول کر اندر جھانکا۔وہ بستر پر اوندھے منہ لیٹی، ٹانگیں جھلاتی کتاب کھولے بیٹھی تھی۔ آوالمیر نے دروازہ بجایا تو وہ چونک کر سیدھی ہوئی۔خفت سے چہرہ سرخ پڑ گیا۔

"کک۔۔کوئی کام تھا؟"

وہ خود کو نارمل ظاہر کرنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔اس نے کافی کے کپ اس کے سامنے لہرائے۔وہ سرہلاتی بستر سے اتری۔پاؤں جوتے میں اڑسے اور اس کی طرف چلی آئی۔شانوں پر دوپٹہ پھیلا کر لے لیا۔کپ تھامنے کے لئے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا مگر اس نے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا

۔

www.Novelshub.pk

"آؤ باہر بیٹھ کر پیتے ہیں۔"

"باہر کہاں؟"

افنان نے آنکھیں گھمائیں۔

"ارے تم آؤ تو سہی۔ "

افنان کندھے اچکاتی اس کے پیچھے چلی آئی۔ یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب وہ داخلی دروازے کے پاس آ پہنچا۔ مڑ کر کافی کے دونوں کپ اسے تھمائے اور جیب سے چابی نکال کر دروازہ کھولا۔

"ہم باہر کافی پیئیں گے؟ آپ کا مطلب ہے کہ باہر بیٹھ کر "

اس نے پوری آنکھیں کھولے حیرانی سے پوچھا آوالمیر جانتا تھا کہ وہ حیران ہو گی تبھی ہلکا سا مسکرایا اور سر ہلایا۔ وہ چہک اٹھی۔

"اور اگر میں بھاگ گئی؟ "

اس کے ساتھ دروازے کے سامنے موجود سیڑھیوں پر بیٹھے ہوئے اس نے عام انداز میں پوچھا

۔

www.Novelshub.pk

"سامنے ایک اور دروازہ ہے بھاگ کر تو دکھاؤ۔"

آوالمیر نے ہنستے ہوئے اسے للکارا۔افتنان نے اسے کپ تھمایا۔

مجھے چیلنج مت دیں ورنہ آپ ہی پھنسیں گے کیونکہ میں نے کبھی چیلنج ادھورے نہیں چھوڑے "۔"

آوالمیر نے سر جھٹکا اور خاموشی سے آسمان کی جانب دیکھنے لگا۔افتنان بھی کافی کا کپ دونوں ہاتھوں سے تھامے آسمان کی جانب دیکھنے لگی۔

گہری سیاہ رات، ہر سو چھائی گہری خاموشی، چاند اگرچہ مکمل نا تھا مگر ادھورا ہی خوبصورت معلوم ہو رہا تھا۔ آسمان اس پہر محض دو رنگوں سے سجا ہوا تھا، کالی چادر جس پہ کہکشاں بکھیر دی گئی تھی، اور اس کالی چادر پر آسمان کے بیچ و بیچ اپنی مکمل جاذبیت اور روشنی سے چمکتا وہ چاند، وہ ادھورا تھا مگر جاذب نظر تھا، اندھیرا اس کے ادھورے پن کو مکمل کر رہا تھا اور وہ اندھیرے کے ادھورے پن کو مکمل کر رہا تھا سناٹوں میں ڈوبی رات کی مقدس خاموشی اس کے دل میں احاطہ کرتی جا رہی تھی۔ کیا ہی ہوتا اگر اس کے اور افتنان کے درمیان سب کچھ عام ہوتا، حالات عام ہوتے؟

www.Novelshub.pk

مگر عام حالات محض اس کی سوچوں میں ہو سکتے تھے حقیقت میں نہیں۔ چاند اور سیاہ رات کو دیکھتے اسے یوں لگا جیسے وہ اس سیاہ رات کی مانند ہے اور افتنان اس چاند کی مانند، وہ تاریکی میں ڈوبی ایک ایسی کتاب ہے جسے پڑھنے کی کسی کو چاہ نہیں۔ وہ ایسی سیاہ، اندھیروں سے بھری رات ہے جسے کاملیت افتنان ہی بخش سکتی تھی۔ یہ منظر مکمل تھا، کسی مصور کی تخلیق کی صورت، کسی دعا کی صورت، کسی اجر کی صورت۔ وہ، یہ تنہائی، محرم کا ساتھ اور سیاہ رات۔ کیا ہی ہوتا اگر حالات عام ہوتے۔ اسے شدت سے آج اس بات کا احساس ہو رہا تھا۔ وہ خاموش تھے، مگر ان کے درمیان خاموشی بول رہی تھی، بولنے کی وہ صورت جو سب سے خوبصورت ہوتی ہے، جسے بس محسوس کیا جا سکتا ہے، روح میں اتارا جا سکتا ہے۔ وہ ابھی یہ نہیں جانتی تھی کہ آوالمیر نے آسیہ کے ذریعے حویلی میں اس پر کیا الزامات لگوائے ہیں۔ اگر اسے معلوم ہو جائے تو کیا وہ یوں اس کے ساتھ بیٹھ کر کافی پیئے گی؟ ایک کڑوی حقیقت نے دماغ کے پردوں پر دستک دی۔ اس نے چونک کر نفی میں سر ہلایا۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اسے یقین تھا۔ پھر وہ اور افتنان ایک اچھی زندگی گزاریں گے اور سب بدگمانی و نفرت کے سائے دور جا سوئیں گے مگر کیسے؟

اس نے گردن موڑے افتنان کی جانب دیکھا اور اسی وقت افتنان نے بھی اس کی جانب دیکھا۔ گہری آنکھیں بھوری آنکھوں میں اترتی چلی گئی۔ وہ کچھ بے چین سی تھیں اور ان بھوری آنکھوں

www.Novelshub.pk

کا راز پانا چاہتی تھیں۔ بھوری آنکھیں بھی جیسی ان گہری آنکھوں کا مطالعہ کرنے میں مصروف تھیں۔

وہ زیادہ دیر اس کی جانب نہ دیکھ سکی۔ اس کی نظروں کی تاب نہ لاتے ہوئے وہ نظریں جھکا گئی۔ دل پہلی بار عجیب اور نئی لہہ پہ دھڑکا مگر اس نے دل کو ڈپٹ کر خاموش کروادیا۔ آوالمیر کی نظریں وہ خود پر محسوس کر سکتی تھی۔ سر جھٹک کر وہ اپنے ازلی انداز میں واپس لوٹ آئی۔

"کسی کو ایسے نہیں دیکھتے۔ "

"کیوں؟"

وہ سنجیدگی سے بولا۔ جس کیفیت میں وہ دوچار تھا اس سے خود کو باہر نکالا اور اب اشتیاق سے دوبارہ آسمان دیکھنے لگا جب کہ سماعت اسی کی جانب متوجہ تھی۔

"کیوں کہ ایسے دیکھنے سے محبت ہو جاتی ہے۔"

وہ شرارتی انداز میں بولی آوالمیر نے رخ موڑے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"وہی چاہ رہا ہوں۔"

وہ گہرے انداز میں بولا افنان نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

www.Novelshub.pk

"کیا؟"

کافی کا گھونٹ بھر کر دوبارہ اسے دیکھا۔

"محبت کرنا چاہ رہا ہوں"

اس نے فقرہ مکمل کیا تو اس کے چہرے پر شرمگیں مسکراہٹ در آئی۔

"نامحسوس چاہنے سے تھوڑی نا ہوتی ہے محبت؟ محبت تو احساس ہے جسے محسوس کیا جاتا ہے۔ انداز میں اس شخص کو زندگی بنالیا جاتا ہے اور اسی کی ذات کو محور بنائے اس کے گرد گھوما جاتا ہے۔"

آوالمیر خاموشی سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔

"بہت تجربہ ہے تمہیں"

اس نے ماحول کی سنگینی رفع کرنا چاہی۔ وہ ہنسی تو اس نے گردن موڑے اسے دیکھا۔

"نہیں۔۔۔ نہیں یہ تو میں نے شانزے کی ڈائری سے پڑھا تھا۔"

www.Novelshub.pk

بات مکمل کیے وہ کافی کے گھونٹ بھرنے لگی مگر اس نے محسوس کیا کہ شانزے کے ذکر پر ایک دم ہی آوالمیر کے مسکراتے ہوئے لب سکڑ گئے اور وہ سنجیدگی سے آسمان کی جانب دیکھنے لگا۔ چند ثانیے بعد اسے آوالمیر کی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

"جانتی ہو اصل بے بسی کیا ہے؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا اور اس کی جانب دیکھنے لگی جو چند لمحے آسمان کو خالی و ویران نظروں سے دیکھتا رہا پھر گردن موڑے اسے دیکھا اور گہرا سانس بھر کر بولا۔

"ایک ماں۔۔۔ایک ماں ہوتی ہے، بے بس، وہ عورت ہوتی ہے بے بس، جو محبت کی راہ میں اپنا سب کچھ لٹا چکی ہو، جو تہی دامن رہ چکی ہو جس کے پاس اپنی اولاد کے سوا کچھ نہ بچا ہو۔ وہ ہوتی ہے حقیقت میں بے بس۔"

وہ پھر سے آسمان کی جانب دیکھنے لگا۔ افنان کو لگا کہ وہ آنسو چھپا رہا تھا۔

اس نے اپنا کافی کا کپ ایک جانب رکھا پھر اس کے ہاتھ سے خالی کافی کا کپ پکڑا اور اسے اپنے وہ قدرے آگے ہو کر بیٹھی۔ کپ کے برابر میں رکھ دیا۔ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم پھنسائے دھیرے سے اپنا کانپتا ہاتھ اس کے چوڑے شانے پر رکھا۔ وہ چونکا اور پلٹ کر اسے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں واقعی آنسو تھے۔ افنان نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

www.Novelshub.pk

"آپ کی ماں تھیں وہ ہے نا؟"

افتنان جیسے اسے آگاہ کر رہی تھی۔اس کی جانب اپنی سرخ آنکھوں سے دیکھتے وہ ہونٹ دانتوں تلے دبائے، ضبط کی آخری منزل پر تھا۔

"!وہ ماں ہی تھیں آپ کی۔۔۔"

اس کے ضبط کے تمام بند ٹوٹ گئے، اپنے اور اس کے درمیان کا فاصلہ مٹاتا وہ اسے گلے لگائے، زار و قطار روتے ہوئے اپنی ہر محرومی، اپنی ہر کمی، اپنے ہر آنسو نکال رہا تھا۔وہ آنسو جب پچھلے چوبیس برس سے اس کے دل میں جمع تھے۔وہ آنسو جو غبار بن رہے تھے، انہیں آج بہنے کا موقع مل گیا تھا۔

وہ سن سی بیٹھی تھی آوالمیر کے آنسوؤں سے اسے اپنا کندھا بھیگتا محسوس ہوا۔ تسلی دینے کو اس کے پاس کوئی الفاظ نہ تھے۔وہ اسے رونے کے لیے اپنا کندھا فراہم کئے ہوئے تھی، اسے یہ موقع دے رہی تھی کہ وہ اس کے کندھے پر سر رکھ کر اپنے سارے آنسو بہادے، سارا غبار نکال لے وہ اس کا ستمگر تھا جس نے اس کی عزت داؤ پر لگادی تھی۔اس کی عزت ختم کرنے میں کوئی کسر باقی نا چھوڑی تھی۔ آج وہاں سے جھٹک سکتی تھی اسے رد کر کے جا سکتی تھی لیکن نہ جانے کیوں اس کا گرتا ہر آنسو اس کے دل پر گر رہا تھا، شانزے کے غم کو اگر اس نے لفظوں کے

www.Novelshub.pk

ذریعہ پڑھا تھا، تو اس نے اپنی آنکھوں سے یہ غم دیکھا اور محسوس کیا تھا۔ اگر وہ پڑھتے ہوئے اتنا رو رہی تھی تو نا جانے جب شانزے پر یہ سب بیتی ہو گی تو وہ کیسے سہتا ہو گا اور وہ اس کی ماں تھی یہ بات اسے جتنا حیران کرتی کم تھا۔ اس کا مطلب وہ علی تھا؟ وہ گوں مگوں کیفیت میں سوچ رہی تھی۔ وہ اس سے الگ ہوا اور اسے دیکھا مگر وہ اس کی جانب متوجہ نہیں تھی شائد وہ اسے شرمندہ نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔

"میری ماں۔۔۔"

وہ سپاٹ سے انداز میں بولنے لگا۔ افتنان نے اسے دیکھا۔ وہ اس سے نظریں ہٹائے آسمان کو دیکھ رہا تھا۔ شائد ابھی اس میں اتنی ہمت نا تھی کہ اس کی آنکھوں میں دیکھ سکتا۔

بلکل تمہاری طرح" رکا اور اس کی جانب دیکھا۔" وہ بہت اچھی تھیں۔ بہت معصوم تھیں۔" ، دل کی صاف اور معصوم، یہ تمہارے اندر کی اچھائی ہے جو مجھے تمہاری جانب مائل کر رہی ہے پھر گہرا سانس بھرے اپنے دائیں ہاتھ کی لکیروں پر بائیں ہاتھ کی انگلی پھیرنے لگا۔ افتنان"۔ خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

پامیر خان کی محبت اور ضد لے ڈوبی انھیں۔ عالمگیر خان نے ان سے جینے کا حق ہی چھین لیا" ۔ پامیر خان زندگی جی رہا ہے۔ ہنسی، خوشی مگر میری ماں سسک، سسک کر مری۔ میری آنکھوں

www.Novelshub.pk

جب میری ماں بستر پر لہولہان پڑی تھی۔میں کچھ نہیں کر !سے وہ منظر محو نہیں ہوتا افی۔۔۔

"سکتا تھا میں بے بس تھا۔میری ماں۔۔۔۔وہ

اس نے کرب سے آنکھیں میچیں،کتنا کچھ ایک ساتھ یاد آیا تھا۔وہ اس سے زیادہ خود پر بند نہیں بیٹھا سکتا تھا جانتا تھا یہاں ایک بھی پل کو رکا تو اس کے سامنے پھر سے رو دے گا۔اس کی جانب دیکھتی افتنان نے دونوں ہاتھ منہ پر جمائے سسکی روکی۔وہ سرخ آنکھوں سے اسے ایک نظر دیکھتا اٹھا اور اندر کی جانب چل دیا۔افتنان نے رخ موڑے اس کی پشت تکی۔یہ آدمی خود میں، اپنی ذات میں اتنے غم سمیٹے ہوئے تھا،اس کا افتنان کو اندازہ نا تھا۔اس نے گہرا سانس بھرا اور ہاتھ کی پشت سے گال پر بہتے آنسو پونچھ ڈالے۔ہر سو ابھی بھی خاموشی تھی۔گہری،کالی خاموشی۔دروازہ اس کے سامنے تھا وہ چاہتی تو بھاگ سکتی تھی،اس سے پیچھے چھڑوا سکتی ہی مگر کیا کرتی۔اب تجسس کے ہاتھوں مجبور تھی۔اسے شانزے کی مکمل کہانی جاننا تھی۔دونوں کپ اٹھائے ایک نظر کچھ فاصلے پر موجود دروازے کو دیکھ وہ اندر چلی آئی۔کپ میز پر رکھے اس نے مڑ کر دروازہ بند کیا پھر کپ اٹھائے کچن میں چلی آئی۔کپ دھونے کے بعد وہ لاؤنج میں آئی ۔کچھ دیر یونہی کھڑی خاموشی سے اس بند دروازے کو دیکھتی رہی پھر گہرا سانس خارج کیے اپنے کمرے میں چلی آئی۔

---***---

www.Novelshub.pk

وہ اگلے روز عام انداز میں باہر آیا جیسے وہ پہلے ہوتا تھا۔ سادہ، خاموش اور سنجیدہ، کل رات ہونے والے کسی بھی واقع کا اس کے چہرے پر شبہ نا تھا۔ وہ نارمل نظر آرہا تھا۔ افنان نے چائے کے ساتھ ٹوسٹ بنالئے تھے۔ وہ ناشتے کے میز پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تھے۔ منہ چلاتے افنان مسلسل اس کی جانب دیکھ رہی تھی جیسے جانچ رہی ہو۔ جبکہ وہ نارمل انداز میں بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔ وہ سادے بلیک ٹراوزر شرٹ میں سر جھکائے ناشتہ کر رہا تھا۔ غالباً نہا کر سیدھا یہاں آگیا تھا تبھی نم بال ماتھے پر چپکے ہوئے تھے۔ وہ بکھرے بالوں میں بہت خوبرو لگتا تھا۔ افنان کا معصوم سا دل دھڑک اٹھا۔ تبھی آوالمیر نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا وہ جو ناشتہ چھوڑے ٹھوڑی تلے ہاتھ رکھے اسے دیکھ رہی ہی سٹپٹائی اور سیدھی ہو کر بیٹھی۔

"کیا ہوا ہے؟"

آوالمیر نے سوالیہ انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"کک۔۔کچھ نہیں۔"

اس نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پانا چاہا اور کافی حد تک کامیاب بھی رہی۔

"تو اتنا گھبرا کیوں رہی ہو؟"

وہ ٹیک لگائے بیٹھ گیا آنکھیں سکیڑے سوالیہ انداز میں اسے دیکھا۔

www.Novelshub.pk

"ایویں ایسا تو کچھ نہیں ہے۔ آپکو ہی غلط فہمی ہوئی ہے"

اس نے نظریں گھمائیں۔ افففف حد ہے یہ بندہ کتنی جلدی زخم چھپالیتا ہے۔ وہ اس کے صبر کو داد دے کر رہ گئی۔

"وہ نا مجھے کچھ پوچھنا ہے۔۔۔"

چند ثانیے بعد چائے پیتے آوالمیر کو اس کی آواز سنائی دی۔ اس نے ابرو اچکائی جیسے اسے بولنے کا اشارہ دے دیا۔

"مجھے آگے کی کہانی جاننی ہے۔۔۔"

اس نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم پھنسائیں اور میز کے قدرے پاس ہو کر بیٹھی۔ آوالمیر نے اچھنبے سے اسے دیکھا پھر چہرے پر سرد مہری چھا گئی۔ ایک جھٹکے سے کرسی دھکیل کر وہ اٹھا اور اس کے ارد گرد ایک ہاتھ میز پر اور ایک کرسی پر جمائے جھکا۔ افتنان حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ جس کی سرخ ڈوروں والی آنکھوں میں سرد مہری تھی۔

میری ماں کی کہانی کوئی ایسی نہیں کہ میں سب کو" اس نے دانت پیسے۔" !مس افتنان۔۔۔" سناتا پھروں اور ہمدردیاں سمیٹتا پھروں۔ مقابل میری ذات کے بارے میں صرف اتنا ہی جان "جتنے کی اجازت میں دیتا ہوں۔ نا اس سے زیادہ، نا اس سے کم !پاتا ہے

www.Novelshub.pk

پھر دور ہٹا، اس کی گہری آنکھوں میں جھانکا جو حق دق تھیں۔ لمحوں میں غصہ جھٹکتے ہلکا سا مسکرایا

۔

"دوپہر میں کہیں گھومنے چلیں گے۔"

اس کا گال کھینچا تو وہ ہوش میں آئی، پھر گال پر ہاتھ رکھے اس کی پشت تکتی رہی۔ عجیب تھا یہ آدمی، کبھی پہنچ سے بہت دور اور کبھی سانسوں سے بھی زیادہ قریب۔

---***---

آج پھر بارش برس رہی تھی اور آج اسفند کو اس بارش سے زیادہ ظالم کوئی محسوس نہیں ہو رہا تھا ۔آج اسے اس بارش سے جتنی نفرت ہو رہی تھی، اتنی کبھی نا ہوئی تھی۔اس کا سر پھٹتا جا رہا تھا ۔باہر جانے کی اس میں ہمت نا تھی تبھی جرگے میں بھی حاضر نا ہوا۔انیسہ صبح سے باہر تھی۔اسے چائے اور دوائی دینے کے بعد وہ جا چکی تھی۔وہ بستر پر نیم دراز تھا آنکھوں پر بازو دھرے ہوئے تھے۔جب دروازہ کھلا۔مہک نے بتا دیا کہ وہ انیسہ تھی۔وہ یونہی خاموش لیٹا رہا بازو ہٹانے کی زحمت بھی نا کی۔

وہ کمرے میں داخل ہوئی تو اندھیرے نے اس کا استقبال کیا۔دبیز پردے کھڑکی پر گرے ہوئے تھے جس کے سبب باہر کے خوش گوار موسم کا بھی احساس نا ہو پا رہا تھا۔اس نے

www.Novelshub.pk

اندھیرے میں سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارا اگلے ہی لمحے کمرہ روشنی میں نہا گیا۔اسفند نے بازو آنکھوں سے ہٹایا دو تین بار آنکھیں جھپکائیں تب جا کر منظر واضح ہوا۔وہ کاسنی رنگ کا جوڑا پہنے ہوئے ۔چہرہ ہر طرح کے میک اپ سے پاک تھا۔گلے میں اس کی دلائی چین،ہاتھوں میں چوڑیاں پہنے وہ سادگی میں بھی کمال لگ رہی تھی۔کاسنی ہی دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا ساتھ ایک اضافی چادر بھی لپیٹی ہوئی تھی۔اسفند نے نظریں ہٹائیں اور اٹھ بیٹھا۔

"اسفی۔۔۔"

وہ اس کے پاس چلی آئی اور اس کے برابر میں ٹک گئی۔اس کا ہاتھ اسفند کے کندھے پر تھا جبکہ نظریں اسفند کے چہرے پر۔

"سر ابھی بھی درد کر رہا ہے؟"

اس نے نرمی سے پوچھا۔اسفند نے مسکرا کر کندھے پر رکھے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا اور نفی میں سر ہلایا۔

"مجھے کام نا ہوتا باہر تو سر دبا دیتی لیکن ابھی آپ کہتے ہیں تو دبا دیتی ہوں۔"

وہ اس کی آنکھوں میں جھانک رہی تھی اسفند نے گھبرا کر چہرے کا رخ موڑا۔وہ اس کے لئے یونہی فکر مند رہتی تھی۔روز صبح وہ ایک ساتھ نماز پڑھتے تھے،وہ بہت وفا شعار، سمجھدار اور کم

www.Novelshub.pk

گو تھی۔اکثر اسفند پریشان ہو تا تو کچھ لمحے اسے اس کے حال پر چھوڑے وہ اپنا کام کرتی رہتی پھر واپس آکر اس کے برابر میں بیٹھ کر دو لفظ تسلی کے بول کر اپنی محبت کا احساس دلا کر اسے ہر غم سے رہا کرنے کی کوشش کرتی۔اس نے اب تک افتنان کو لے کر اسفند سے کوئی شکایت نا کی تھی ۔بلکہ جب وہ افتنان کو یاد کرتا تو وہ بھی اس کے ساتھ بیٹھ کر افتنان کو یاد کرتی۔ان بیس روز میں اسفند اس کی برداشت کی داد دے کر رہ گیا۔کوئی اور ہوتی تو کبھی برداشت نا کرتی مگر وہ انیسہ دیار خان تھی برداشت کا مادہ اس میں کوٹ، کوٹ کر بھرا تھا۔صبر جیسے اسے وارثت میں ملا تھا۔وہ آپ نہیں جانتے اسفند جب افتنان اور آپ کی شادی کی "اس سے پوچھتا تو وہ ہنس کر کہہ دیتی۔ بات حویلی میں چلی تو میری کیا حالت تھی۔اس لمحے میں دعائیں کر سکتی تھی مگر میں نے برداشت "اور حوصلے سے ہی تو کام لیا تھا میرا صبر ہی تھا جس کے اجر میں مجھے آپ کی ہمراہی سے نواز دیا گیا وہ اس کے حوالے سے مختلف سوچوں میں گم تھا جب انیسہ نے اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی۔

"کہاں گم ہیں؟ افتنان یاد آرہی ہے؟"

انیسہ ضبط سے مسکراتے ہوئے نرم لہجے میں پوچھ رہی تھی۔ایک طرف بہن تھی اور دوسری طرف شوہر، من چاہا شوہر۔

www.Novelshub.pk

اسفند اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا خاموشی سے۔انیسہ نے گہرا سانس بھرا اور مسکرائی اسے جواب مل چکا تھا۔

"باہر چلیں؟"

اس نے سر جھٹک کر پوچھا۔

"نہیں ہمارا دل نہیں ہے"

اسفند نے نفی میں سر ہلایا۔

جانتے ہیں میری بچپن سے خواہش تھی کہ میں حویلی کی چھت پر !خان۔۔۔ چلیں نا پلیز۔۔۔"

"جاؤں۔وہاں اس آزاد فضا میں گھوم کر دیکھوں کبھی وہاں جانے کا اتفاق ہی نہیں ہوا۔

وہ آنکھوں میں امید کے کئی دیے جلائے اس سے التجا کر رہی تھی۔مگر اس کے دل میں موجود افتنان کی بارش سے محبت جوش کھا رہی تھی۔

"آپ جائیں ہم نہیں جانا چاہتے۔"

اسفند نے نفی میں سر ہلایا۔انیسہ کی آنکھیں بج سی گئیں وہ جبراً مسکرائی۔

"آپ کے بغیر کیسے جا سکتی ہوں جبکہ۔۔۔"

www.Novelshub.pk

اس کی بات بیچ میں ہی کاٹے وہ تیز لہجے میں بولا۔

"آپکو ایک بار کہی بات کی سمجھ نہیں آرہی؟ کیا بار، بار کہنا پڑے گا"

اس کا لہجہ خاصا تیز تھا جو انیسہ کا دل، اس کی حسرت کرچی، کرچی کر گیا تھا۔ وہ جبراً اس کی جانب دیکھ کر مسکرائی۔

"کوئی بات نہیں۔۔۔"

اس کے کندھے پر رکھا آہستہ سے پہلو میں آگرا۔ پھر ایک نظر اس پر ڈالے وہ خاموشی سے اٹھ کر چلی گئی۔ اسفند کو ملال سا ہوا مگر سر جھٹک کر وہ اس ملال کو کم کر چکا تھا۔ ذہن میں ایک بار پھر افتنان کا خیال عود آیا تھا۔ ابھی تک دل کو یقین نہیں آیا تھا۔ کیا حقیقت میں؟ کیا واقع سب بدل چکا تھا؟ کیا جو حق افتنان کا تھا وہ انیسہ کے نام واقعی ہو چکا تھا؟ مگر اس کے پاس خاموشی کے سوا کوئی جواب نا تھا۔

---***----

پلوشے کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ دریاب اتنی محبت کرنے والا شوہر ثابت ہو گا۔ یہاں تک کہ اسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ اتنا اچھا، اتنا خیال رکھنے والا آدمی تھا۔ اس بات کا احساس اسے دریاب کی سنگت میں ہوا۔ اب اسے دریاب کی عادت ہو گئی تھی اکثر وہ افتنان کو یاد کیے

www.Novelshub.pk

اداس ہو جاتی مگر دریاب اپنی باتوں سے اسے بہلا لیتا تھا۔ دریاب طوطوں کو وقت دیتا تو پلوشے یہ برداشت نا کر پاتی۔ اکثر اس سے لڑ، جھگڑ لیتی مگر وہ صلح صفائی سے کام لینے والا آدمی تھا۔ اس کی سنتا رہتا اور آخر میں خود معافی مانگ کر اسے منع لیتا۔ پلوشے جانتی تھی کہ وہ اسے مناتا رہے گا تبھی جان بوجھ کر اسے تنگ کرتی اور اس سے ناراض ہو جاتی۔ اب تو دریاب کو بھی اسے منانے کی عادت ہو چکی تھی۔

---***---

سب زندگی میں آگے بڑھ چکے تھے۔ اسے سمجھانے والی پلوشے بھی اور وہ انیسہ بھی۔ افتتان کا ذکر حویلی میں نا ہونے کے برابر تھا کبھی درخنے کر لیتی مگر بی جان اسے گھرک دیتیں تو وہ اتنا سا منہ لے کر رہ جاتی۔

وہ گیا تو جیسے ساری خوشیاں ایک ساتھ سمیٹے لے گیا۔ وہ بے رنگ سی رہ گئی۔ کیا وہ فون نہیں کر سکتا تھا؟ کیا وہ محض اسے کچھ بتا کر نہیں جا سکتا تھا؟ کچھ اتنا کہ وہ سب کو جواب دے پاتی۔۔۔ مگر وہ تو ہمیشہ کی طرح اسے لاجواب چھوڑ گیا تھا۔

----***---

www.Novelshub.pk

وہ کیسے اس سے تیز لہجے میں بات کر سکتا تھا۔وہ اس کا کتنا خیال رکھتی اور اس نے کیا کیا۔اس نے بظاہر اسے کچھ نا کہا مگر اس کا رویہ اسے سب بتا رہا تھا۔وہ اس کے تمام کام کر رہی تھی، مگر خاموشی سے۔لبوں پر چپ کا لبادہ اوڑھے وہ اسفند کو اپنی خاموشی کی مار، مار رہی تھی۔اسفند نے اب تک اس کا چہکتا انداز ہی پایا تھا یہ بجھا، بجھا سا انداز اسے تکلیف سے دوچار کر رہا تھا۔نجانے کیوں مگر وہ خاموش ہوئی تو اسفند کو سب برا لگنے لگا۔یہ شاید اس انسیت کے سبب تھا جو اسے انیسہ سے ان گزرے چند دنوں میں ہو چکی تھی۔

اس نے کہا ہی کیا تھا۔شادی کے بعد پہلی فرمائش کی تھی جسے وہ افنان کی محبت میں پورا ہی نا کر پایا ۔انیسہ کی خاموشی نے اسے جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔اب تک انیسہ نے کہا ہی کیا تھا؟اس کی خوشی کی خاطر اس کی ہر ہاں میں ہاں ملاتی گئی اور اسفند نے کیا کیا تھا محض شراکت داری۔لاتعداد سوچیں اس پر حملہ آور ہو رہی تھیں۔

"کہیں کا نہیں چھوڑا آپ کی محبت نے ہمیں۔۔۔"

اس نے سر نفی میں ہلایا۔کھڑکی کے پار اب بھی باہر بارش ہو رہی تھی۔بارش کی بوندیں کھڑکی سے ٹکرا رہی تھیں۔وہ بارش کی جانب دیکھنے لگا۔ان بوندوں کو دیکھنے لگا جو کھڑکی پر گرتیں اور پھر کھڑکی پر نشان چھوڑتی نیچے جا پھسلتیں۔پھر نظریں گھڑی کی جانب گئیں۔رات کے دس بج

www.Novelshub.pk

رہے تھے۔ نجانے وہ کہاں تھی؟ آج کل وہ کمرے میں اس کے سو جانے کے بعد آتی تھی۔ وہ گھنٹوں اس کا انتظار کرتے، کرتے اکتا کر سو جاتا تھا۔ لحاف ایک جانب کرتا وہ دھیرے سے بستر سے اترا۔ جوتے پاؤں میں اڑسے پھر چلتا ہوا دروازے تک پہنچا، گہرا سانس بھرے اس نے دروازہ کھولا اور باہر نکل آیا۔ راہداری میں خاموشی تھی، انتہا سے زیادہ لمحہ بعد بدل گرجنے اور ٹپ، ٹپ گرتی بوندوں کی آواز آتی۔ اونچے روشن دانوں سے دو ایک بار بجلی کے چمکنے سے راہداری میں روشنی چھا جاتی اور پھر سے اندھیرا۔ وہ مردان خانے سے نکل کر زنان خانے آیا وہاں بھی یونہی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اس نے ارد گرد نظریں گھمائیں تو باغ کے داخلی دروازہ پر اسے کسی سائے کا گمان ہوا۔ بجلی چمکی تو وہ پشت پر بکھرے ہوا کے دوش پر اڑتے ان بالوں سے پہچان گیا کہ وہ انیسہ ہی تھی۔ وہ نپے تلے قدم اٹھاتا اس کے قریب چلا آیا۔ آہٹ پر اس نے چونک کر سر اٹھایا۔ اسفند کو دیکھا پھر نظریں ہٹالیں۔ اسفند کو برا محسوس ہوا۔

"!اٹھیں۔۔۔"

اس نے حکم صادر کیا تھا وہ فوراً سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ نظریں جھکا رکھی تھیں۔ اسفند نے پلکوں پر ٹھہرے ان آنسوؤں کو دیکھا۔ وہ غالباً یہاں بیٹھ کر رونے کا شغل پورا فرما رہی تھی۔

"چلیں۔۔۔"

www.Novelshub.pk

اسفند آگے بڑھا تھا جب اس کی مدھم، آنسوؤں سے بھاری ہوتی آواز سنائی دی۔

"پپ۔۔۔پر کدھر؟"

پلکیں کبھی اٹھتیں تو کبھی جھک جاتیں۔۔۔لہجہ کانپ رہا تھا۔

"!چھت پر۔۔۔"

انیسہ نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"پر۔۔۔مجھے نہیں جانا"

اسے لگا اسفند اس سے ہمدردی جتا رہا ہے۔

ہم نے "رکا پھر اس کی آنکھوں میں جھانک کر مسکرایا۔"ہم نے آپ سے پوچھا نہیں ہے۔۔۔"

"حکم دیا ہے آپکو۔۔۔اور۔۔۔

وہ بولنے لگا جب وہ اس کی بات کاٹ گئی۔

اور خان حویلی کی عورتوں کی مجال جو اپنے سائیں کو انکار کر دیں۔۔۔اور میں بھی انہی میں سے"

"ہوں۔۔۔چلیں اب؟

www.Novelshub.pk

اسفند مسکرایا وہ یہی بات کرنے والا تھا۔وہ آگے بڑھا پھر کچھ یاد آنے پر رکا اور مڑ کر اس کا ہاتھ تھاما۔

"بھول جاتا ہوں کہ اس سفر میں ایک راہی بھی میرے ساتھ ہے"

انیسہ نے رخ موڑے آنسو چھپائے،وہ اس کا ہاتھ تھامے اسے چھت پر لے آیا۔

"!دیکھ لو حویلی کی چھت۔۔۔ !لو۔۔۔"

اس کا ہاتھ چھوڑا اور مسکرا کر بولا۔انیسہ نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"اب یہاں کیا نظر آرہا ہے؟مجھے تو دن کے وقت دیکھنا تھی۔"

اس نے منہ بسورا۔وہ دونوں سیڑھیوں کے اوپر بنے ہلکے سے شیڈ کے نیچے کھڑے تھے،جہاں ہوا کے دوش سے بارش پھوار کی صورت ان پر پڑ رہی تھی۔انیسہ نے مسکراتے ہوئے ہاتھ باہر نکالا بارش کے قطرے اس کے ہتھیلی پر گر رہے تھے اور انیسہ کو یہ احساس دنیا کے ہر احساس سے قیمتی محسوس ہو رہا تھا۔خالی ہتھیلی پر گرتی وہ پھوار اتنی ہلکی تھی کہ اسے اپنا آپ ویسے محسوس ہو رہا تھا۔ہلکا پھلکا۔اسفند دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا بازو سینے پر لپیٹے محویت سے اسے تک رہا تھا جو بارش کی بوندوں کے ساتھ کھیلنے میں مگن تھی۔بارش کا احساس محسوس کرتی انیسہ اسفند کی نظروں کی تپش کے حصار میں آئی تو آنکھیں کھولیں،رخ موڑے اسے دیکھا۔جو آنکھوں میں

www.Novelshub.pk

عزت، انسیت سمیٹے اسے دیکھ رہا تھا۔اس کے اپنی جانب دیکھنے پر ہلکا سا مسکرایا۔دھیرے سے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھاما۔

"کیا ہے نا بہت محتاط بندے ہیں۔۔۔نہیں چاہتے کہ جو ہمارا ہے اس پر کسی کی نظر پڑے۔کیسے برداشت کریں کہ ہماری بیوی کو کوئی دیکھے۔۔۔کوئی ملازم دن کی روشنی میں دیکھ لے تو ہم تو پاگل ہو جائیں گے۔تھوڑے جنونی بندے ہیں اس معاملے میں ہم"

وہ اس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا،اس کا وہ صبیح چہرہ تک رہا تھا جو گل و گلنار ہو چکا تھا۔چند ثانیے یونہی بیت گئے۔بارش کی بوندیں زمین پر گرتے ہوئے ابھی بھی ایک دھن سی بنا رہی تھیں۔اسفند محویت سے اسے تک رہا تھا جب اس کی آواز سنائی دی۔

"اور افتنان؟اسے تو چاہا تھا آپ نے؟اسے کسی اور کا ہوتا دیکھ کیسے برداشت کر لیا آپ نے؟"

بے اختیار اس کے منہ پھسلا تھا۔وہ تلخی سے مسکرایا پھر چلتے ہوئے چھت کے وسط میں پہنچا اور وہیں زمین پر بیٹھ گیا۔انیسہ بھی وہیں اس کے ساتھ آ بیٹھی۔چند لمحوں بعد اسے اسفند کی آواز سنائی دی۔

"وہ ہم سے محبت نہیں کرتی تھیں،انیسہ۔۔۔لیکن آپ کرتی ہیں۔۔۔اور بے لوث کرتی ہیں۔ہمیں آپ کی محبت کی قدر ہے،دل و جان سے ہے۔یہ آپ کی محبت ہے جس نے ان چند روز

www.Novelshub.pk

میں ہمیں سنبھالا ورنہ باخدا ہم تو پاگل ہو جاتے۔جانتی ہیں انیسہ۔۔۔جنھے آپ سے محبت نا ہو انھیں چھوڑ دینا چاہیے ان کے قدموں کی خاک بننے سے بہتر ہے، انھیں جانے دیا جائے "۔محبوب کی خوشی میں خوش ہونا بھی محبت ہے۔

بارش انھے بھگو رہی تھی۔ان کے دل دھل رہے تھے۔یہ بارش مناظر نکھار رہی تھی۔انیسہ نے گہرا سانس بھرا پھر اس کی جانب دیکھا۔

"یوں تو آپ بھی مجھ سے محبت نہیں کرتے تو کیا میں بھی۔۔۔"

اس کی بات ختم ہونے سے قبل ہی اسفند نے اسے کندھوں سے تھامے اپنے نزدیک کیا۔وہ بوکھلا گئی اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے خود کو سنبھالا۔ورنہ اس کے چوڑے سینے سے ٹکرا کر اس کی ناک پھوڑی جاتی۔اسفند جنونیت سے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔اس کی انگلیاں نا نرمی سے اور نا سختی سے اس کے کندھوں میں پیوست تھیں۔بارش کے قطرے لگاتار گر رہے تھے۔اسفند کے بال ماتھے پر چپک چکے تھے۔بارش کی بوندیں اس کے وجیہہ چہرے پر پھسل رہی تھیں اور یہی حالت انیسہ کی تھی وہ آنکھیں پھاڑے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔اسفند کا یہ روپ اس کے لئے نیا تھا۔اس کے کانوں کے قریب وہ غرایا۔

www.Novelshub.pk

!ہم نے کہا ہے کہ آپ کی محبت نے ہمیں سنبھالا ہوا ہے ورنہ ہم پاگل ہو جاتے، خبر دار۔۔۔۔"
کبھی ہمیں چھوڑ کر جانے کی بات کی تو۔ہم مر جائیں گے۔ہم مزید دکھ نہیں سہہ سکتے۔ایک
"جدائی ہمیں توڑنے کو کافی تھی تو دوسری جدائی ہمیں مارنے کو کافی ہو گی۔

انیسہ اس کے شانے پر سر ٹکائے رو دی۔اسفند نے اس کے گرد بازوؤں کا گھیرا بنا کر اسے خود میں چھپا لیا۔

"آپ کو مجھ سے محبت کب ہو گی اسفند"

اس نے بے پناہ دکھ لہجے میں سموئے اس سے پوچھا۔

"ابھی سے تھک گئیں؟"

اسفند نے جھک کر اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"آپ نے یہ سفر ابھی شروع کیا ہے جبکہ میں تو لڑکپن سے اس سفر میں ہوں۔"

اسفند نے رخ موڑے آنسو صاف کیے۔

کس سے چھپا رہے ہیں یہ آنسو میں تو آپ کی محرم ہوں۔مجھے تو حق ہے آپ کو، آپ کے غم کو"
"سمیٹ لینے کا۔

www.Novelshub.pk

اسفند نے اسے دیکھا پھر نفی میں سر ہلایا۔

"ہمیں آپ سے محبت تو نہیں ہے انیسہ مگر۔۔۔ہم آپ کی عزت بہت کرتے ہیں"

اسفند نے عقیدت سے اس کے ماتھے کو چھوا۔وہ آنکھیں موندھ گئی۔

"عزت کرتے ہیں میری؟"

انیسہ نے سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"دل و جان سے"

وہ دھیمے سے مسکرایا۔انیسہ نے اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں تھاما۔

"بس اس عزت کو کبھی کم مت ہونے دی جیئے گا۔کوشش کریے گا یہ مزید بڑھتی جائے۔میری آپ سے محبت اور آپ کا میری عزت کرنا اس رشتے کے لئے کافی ہے۔جانتے ہیں۔۔۔عزت محبت کی پہلی شرط ہے۔مرد محبت کے بغیر نہیں رہ سکتا اور عورت عزت کے بغیر"

اسفند نے سر اثبات میں ہلایا۔اس کی باتیں مرہم ہوتی تھیں۔ہوتے ہیں کچھ ایسے لوگ جو کسی کا نعم البدل تو نہیں ہوتے مگر کسی اجر کی صورت میں آپ کو نواز دیے جاتے ہیں۔بارش اب نا

www.Novelshub.pk

ہونے کے برابر تھی۔شاید بادلوں کو محسوس ہو گیا تھا کہ اب یہاں مزید برسات کی ضرورت نہیں ہے۔

---***---

آج نا جانے آوالمیر کو کیا ہو گیا کہ صبح، صبح ہی اس نے گھومنے جانے کا پلان بنالیا۔وہ صبح ہی پہنچا تھا اور ناشتے کے بعد اسے تیار ہونے کا حکم دے دیا تھا۔

اب گاڑی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی۔ سڑک کی دونوں اطراف گھنے جنگلات تھے، جو سوات کی خوبصورتی کا سبب تھے۔ دونوں جانب بلند و بالا چیڑ درخت تھے۔ جن کی شاخیں بادلوں کے ساتھ اٹکیلیاں کر رہی تھیں۔

سر سبز و شاداب وادیاں، بلند و بالا پہاڑ، بہتے دریاان دریاؤں کی روانی، خوبصورت آبشار و جھیلیں ،بلند و بالا و گھنے درخت سوات کی خوبصورتی اپنی مثال آپ تھی۔وہ بہت کم باہر نکلی تھی مگر آج وہ یہ مناظر پہلی بار دیکھ رہی تھی۔وہ مبہوت رہ گئی تھی۔

سوات کی وادی میں قدرت اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر تھی۔وہ خوبصورتی جو سیاحوں اور مقامی لوگوں کو اپنی جانب کھینچے رکھتی ہے۔ حویلی کی اونچی فصیلوں کے باہر دنیا اتنی خوبصورت تھی اس کے وہم و گمان میں بھی نا تھا۔سوات سے چالیس کلو میٹر کے فاصلے پر شمال

www.Novelshub.pk

میں موجود مھوڈنڈ جھیل اپنی قدرتی خوبصورتی کا منہ بولا ثبوت ہے۔ دشوار راستوں کے سبب یہاں آنے جانے کے لئے جیپ کا ہی استعمال موثر رہتا تھا، تبھی وہ جیپ میں تھے۔ سڑک کچی اور خستہ تھی، تبھی بار، بار جیپ کو جھٹکے لگ رہے تھے۔ جھیل سے کچھ کلو میٹر کے فاصلے پر سڑک ایسی تھی کہ یہاں جیپ کو نہایت احتیاط سے چلانا پڑ رہا تھا، آوالمیر کوشش کر رہا تھا کہ جیپ آرام سے چلائے مگر راستے کے سامنے جیپ کی کیا چلنی تھی۔ افتنان تو ڈیش بورڈ تھام کر آیت الکرسی کا اونچی آواز میں ورد جاری کر چکی تھی۔ آوالمیر اس کی اس حرکت پر ہنس کر رہ گیا جبکہ خفت سے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ وہ محض اسے گھور کر رہ گئی۔ یہ بے زاری کی کیفیت محض چند لمحوں کی تھی جیسے ہی وہ بھرپور انداز میں مناظر میں گم ہوئی ہر بے زاری و خفت دور جا سوئی۔ چہرے پر ٹھنڈی ہوا پڑ رہی تھی وہیں ارد گرد موجود خوبصورت پہاڑ، نیچے بہتی نیلی جھیل اور آسمان پر اڑتے بادل و پرندے وہ کچھ عرصے کے لئے سب بھول چکی تھی۔ برابر میں بیٹھا آوالمیر، یہاں تک کہ اپنی ذات بھی۔ پہاڑوں کے ساتھ جاتی، بل کھاتی سڑک بہت ہی خوبصورت مناظر کی امین تھی۔ مھوڈنڈ کے راستے میں کچھ مقامات ایسے تھے جو بہت خوبصورت تھے۔ وہ جیپ کے رکنے پر ہوش میں آئی اور رخ موڑ کر آوالمیر کو دیکھا۔

"کیا ہم پہنچ گئے؟"

www.Novelshub.pk

اس نے سوئی جاگی، گوں مگوں کیفیت میں سوال کیا۔ آوالمیر کو وہ اس لمحے دل کے بہت قریب محسوس ہوئی۔ وہ حجاب کے ساتھ نقاب کیے ہوئے تھی۔ گول گھیرے والی سفید موتیوں سے لیس فراک پہنے وہ کندھوں پر بھوری شال ڈالے ہوئے تھی۔ گہری آنکھوں میں اسے پہلی بار خوشی و اشتیاق نظر آیا۔ کیا سب ایسا رہ پائے گا۔ اس نے خود سے سوال کیا پھر سر جھٹکا۔ کم از کم آج وہ کچھ نہیں سوچنا چاہتا تھا۔ پھر دھیرے سے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں یہ مقام بہت خوبصورت ہے یہ دیکھ کر آگے جائیں گے۔"

وہ جیپ سے اترا۔ اور اس کی جانب کا دروازہ کھولا اور اس کی جانب ہاتھ بڑھایا اس نے جھجھک کر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا پھر گاڑی سے اتر آئی۔ وہ آج کالا کرتا شلوار پہنے ہمیشہ کی طرح خوبرو لگ رہا تھا اس نے نظریں چرائیں۔ پھر جھجھک کم کرتے بول اٹھی۔

"ماشاءاللہ۔۔۔ اس جگہ کا کیا نام ہے؟"

کھو جاؤ گی" رکا اور اس کے برابر آنے کا انتظار کیا۔ پھر سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ "آبشار۔۔۔"

"اس کے بارے میں بہت سنا تھا میں نے !۔۔۔ خیر۔۔۔

وہ مبہوت سی اس کی سنگت میں آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ آبشار واقعی بہت خوبصورت مقام تھا ۔جہاں پہاڑوں کے درمیان آبشار بہہ رہی تھی۔ وہ کچھ دیر وہاں ٹھہرے، افتنان نے آوالمیر کے

www.Novelshub.pk

فون میں ڈھیروں ڈھیر تصویر بناڈالیں۔کچھ اپنی، کچھ اس کی اور کچھ ایک ساتھ۔اسے چائے کی شدید طلب ہو رہی تھی۔آوالمیر شاید اس کی دل کی بات جان گیا تبھی سفر دوبارہ شروع کرنے سے قبل اسے جیپ میں بیٹھا کر چلا گیا۔دو چائے کے ڈسپوزل کپ لئے اور جیپ کی طرف چلا آیا ۔اس کے ہاتھ سے اپنا کپ تھامتی افتنان نے تشکر سے اسے دیکھا تو اس نے سر کو خم دیا۔ایک بار پھر وہ سفر کا آغاز کر چکے تھے۔پتھریلے میدان سے ہوتے ہوئے ایک بار پھر وہ گھنے جنگلات میں داخل ہوئے۔ جھیل سے ایک کلو میٹر کے فاصلے پر اب جیپ فراٹے بھرتی جا رہی تھی اور یہ سفر اسے نئے راستوں اور منزلوں سے روشناس کروا رہا تھا۔درختوں کے درمیان گاڑی چلتی رہی اور پتھروں سے ٹکراتے اپنی موجوں میں بہتے پانی کا شور اس کی سماعت میں رس گھولتا رہا۔وہ نظاروں میں بہتی جا رہی تھی اور آوالمیر اس کی خوشی دیکھ کر۔شاید یہ ان کا آخری سفر ہو۔۔۔کسے پتا کہ اس کی حقیقت جان کر وہ اسے چھوڑ دے تو پھر؟وہ اس سے آگے کچھ سوچنا نہیں چاہتا تھا۔ان چند دنوں میں اسے افتنان سے دھواں دار قسم کی محبت ہونا شروع ہو گئی تھی۔وہ جو محبت کو بیکار سمجھتا تھا اب خود محبت جیسے جذبے سے روشناس ہو رہا تھا۔اسے افتنان کی اچھائی سے محبت ہو رہی تھی۔جبکہ وہ تو اسے سوچتی بھی نہیں ہو گی۔وہ سر جھٹک کر ہنس دیا ایک گاؤں کی حدود سے نکل کر وہ جنگلوں کے بیچ و بیچ بہتے ایک نالے پر سے گزرے جو پتھروں پر سر پھٹکتا شور مچاتا جا رہا تھا۔

www.Novelshub.pk

جگہ، جگہ رکنے اور دشوار راستے کے سبب وہ تین گھنٹے بعد وہاں پہنچے۔ ایک دم ہی افتنان کو سردی کا احساس ہونے لگا۔ آوالمیر نے جیپ روک کر پیچھے پڑی دو جیکٹ اٹھائیں، ایک اس کی جانب بڑھائی اور ایک خود تھام کر جیپ سے اترا۔ وہ جیکٹ جیپ میں ہی پہن چکی تھی جب کہ آوالمیر نے نیچے اتر کر پہلے جیکٹ پہنی پھر اس کی جانب کا دروازہ کھولا وہ اب کی بار بنا مزاحمت کیے اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ تھما گئی۔

چاروں طرف پھیلے پہاڑ ان کے درمیان وادی، ہر جانب درخت اور ساتھ بہتی جھیل، پہاڑوں کے درمیان صدیوں سے چھپی یہ جھیل قدرت کے انمول موتیوں میں سے ایک تھی۔ جھیل کے اطراف میں بلند و بالا و خوبصورت پہاڑ پوری شان و شوکت سے کھڑے تھے۔ جن کے بلکل سامنے جھیل کے اطراف میں قدرے خوبصورت درخت کھڑے تھے جن کی شاخیں اطراف میں سایہ مہیا کیے ہوئے تھیں، وادی میں تاحدِ نگاہ گھاس کا بچھونا بچھا ہوا تھا جس پر سیاحوں کے خیمے لگے ہوئے تھے۔ کہیں دور، دور تک پالتو گھوڑے چر رہے تھے، کہیں چمنیوں سے دھواں نکل رہا تھا۔ گھوڑے دیکھ کر وہ آوالمیر کے پیچھے چھپی تو آوالمیر نے قہقہ لگاتے ہوئے اسے سامنے کیا۔

"بس یہی تھی بہادری؟"

www.Novelshub.pk

اسے گویا چیلنج کیا وہ تن کر سامنے آئی۔

"لو میں تو پیچھے رہ گئی تھی۔۔۔ بھلا۔۔۔ بھلا گھوڑے بھی ڈرانے والی چیز ہیں"

وہ اس کے ساتھ چلتی اعتماد سے گویا ہوئی تو آوالمیر نے سر ہلایا۔اس کی یہی بات آوالمیر کو حد درجہ پسند تھی۔

اکثر سیاہ کشتی کے ذریعے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک جا رہے تھے اور وہاں ان درختوں کے سائے تلے بیٹھ کر گھنٹوں سستاتے رہتے۔ جھیل کا کشتی سے سفر کیا جاتا تو یہ قابل رسائی تھی۔ تاحدِ نگاہ قدرت اپنی مکمل جاذبیت و خوبصورتی سے سیاحوں، مقامی لوگوں کو تفریح کا سامان مہیا کیے ہوئے تھی۔ جھیل کا پانی ایسا شفاف تھا کہ اس میں ہر شے کا عکس نظر آ رہا تھا۔

وہ یہاں طویل سفر کے بعد پہنچے تھے۔ آوالیر چاہتا تھا کہ یہ سفر نہایت خوبصورت یادوں سے پر ہو ۔قدرت سے زیادہ خوبصورت یادیں کوئی نہیں دے سکتا تبھی وہ یہاں آئے تھے۔

ان کے قدم جھیل کی جانب اٹھ رہے تھے۔وہ قدم سے قدم ملائے جھیل کے کنارے ہاتھوں میں ہاتھ دیے چل رہے تھے۔ ساری دنیا کہیں دور رہ گئی تھی ان کی رسائی سے دور۔ بس وہ دونوں تھے یہ مناظر تھے اور تنہائی تھی۔ آوالمیر نے افتتان کو رکنے کا اشارہ کیا پھر کشتی رانی کے لئے پیسے دیے، اس تک آیا جو خوشی سے تالی بجائے اس کے ہمراہ ہو لی۔وہ کشتی میں سوار ہو کر

www.Novelshub.pk

پوری جھیل کا نظارہ کرنے لگے۔ آوالمیر کو لگا تھا وہ دوسری لڑکیوں کی طرح ڈر جائے گی مگر ایسا نہیں ہوا وہ آوالمیر سے بھی پہلے کشتی میں جا بیٹھی۔ ان کی منزل جھیل کے اس پار موجود وہ گھنا سر قدرت میں کھونے کے بعد انسان سبز جنگل تھا۔ اس کنارے درختوں کی چھاوں میں بیٹھ کر سب غم پریشانیاں بھول جاتا تھا اور یہی ان کے ساتھ ہوا۔ ان دونوں نے گھنٹہ وہاں بیٹھ کر باتیں کیں۔ وہاں بیٹھے آوالمیر کی کیفیت عجیب ہونے لگی اسے لگا جو ماہ و سال بلند عمارتوں کے درمیان دوڑتی زندگی کی نظر کیے، انھیں یہاں بیٹھے وقف کر دیا جاتا۔ ہر انسان کے اندر ایک خانہ بدوش رہتا ہے جس کا یہی جی چاہتا ہے کہ وہ ویرانوں میں زندگی گزار دے وہیں کا ہو کر رہ جائے۔ وہ ہو ، تنہائی ہو اور قدرت و ویرانہ ہو۔

وہاں کچھ دیر گھومنے کے بعد وہ دوبارہ جیپ میں چلے آئے۔ افتنان کو اب بھوک کا احساس ہونے لگا تھا، اس نے پیچھے پڑی پانی اور جوس کو بوتل اٹھائی۔ آوالمیر کی جانب پانی کی بوتل بڑھا دی جب کہ خود مزے سے جوس کی بوتل اٹھا کر پینے لگی۔ آوالمیر اسے گھور کر رہ گیا پھر اس کے ہاتھ سے بوتل چھین کر ادھ پی پانی کی بوتل پکڑا دی۔ وہ منہ بسورے رہ گئی جب کہ شدید حیرت کا دھچکا تب لگا جب وہ اسی کا چھوڑا جوس آرام سے پینے لگا، وہ یک ٹک حیرانی سے اسے دیکھنے لگی آوالمیر جانتا تھا وہ کیوں دیکھ رہی ہے تبھی اسے نظر انداز کیے دوبارہ سے جیپ واپسی کے راستے پر ڈال دی۔ وہ چپس کے پیکٹ سے انصاف کرتی آوالمیر سے نظریں چرائے باہر دیکھنے لگی۔ اب

www.Novelshub.pk

واپسی پر اس کا دل اداس سا تھا۔ وہ یہاں لوٹ کر آنا چاہتی تھی۔ وہیں ایک مقامی ریستوران پر جیپ روکے وہ دونوں فریش ہوئے اور کھانا کھایا پھر ناچاہتے ہوئے بھی افنان کو واپسی کے لئے گامزن ہونا پڑا۔ جب وہ گھنٹے کا سفر طے کر چکے تھے تبھی تھکن کے مارے افنان کو نیند آنے لگی پھر لاکھ جاگنے کی کوشش کرتے کرتے بھی وہ سو ہی گئی۔

وہ صبح سے گاڑی چلا رہا تھا اب تو ہمت بھی جواب دینے لگی تھی۔ بمشکل آنکھیں کھولے وہ گاڑی چلا رہا تھا۔ وہ جاگ رہی تھی تو کچھ نا کچھ بول کر اسے بھی جگائے ہوئے تھی اب سو گئی تھی، تو آوالمیر کو بھی بوریت ہونے لگی تھی۔ اس نے پانی کی بوتل زور سے ڈیش بورڈ پر ماری۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ آوالمیر اپنی کوشش میں کامیاب ٹھہرا تبھی فوراً چہرے پر سنجیدگی سجائے منہمک انداز میں ڈرائیونگ کرنے لگا وہ دانت پیسے اسے گھورنے لگی اور باقی کا سارا راستے اس سے لڑتے ،اسے طعنے مارتے گزارا۔

---***---

واپس آکر وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔ آوالمیر کچھ دیر اس کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھتا رہا پھر گہرا سانس بھرے اپنے کمرے میں چلا آیا۔

www.Novelshub.pk

وہ فریش ہو کر سادہ سا سوٹ پہن کر باہر آئی تو لاؤنج خالی پڑا تھا۔اس نے ٹی وی چلایا پھر کچن کی جانب چلی آئی پانی کا گلاس بھرا اور واپس لاؤنج میں آ گئی۔صوفے پر بیٹھنے ہی والی تھی جب دروازہ کھول کر آوالمیر اپنے کمرے سے نکلا۔وہ خاکی شرٹ اور نیلا ٹراوزر پہنے ہوئے تھا۔اس کی جانب دیکھ کر مسکرایا۔

پھر کچن کی جانب چلا گیا۔

"تم کافی پیو گی؟ "

ایک دم ہی اس نے پوچھا تو ٹی وی دیکھتی افنان چونکی اور اس کی جانب دیکھا پھر اثبات میں سر ہلایا اور دوبارہ سے سکرین کی جانب متوجہ ہو گئی۔وہ خود پر آوالمیر کی نظریں محسوس کر سکتی تھی، تبھی خوامخواہ چینل سرفنگ کرنے لگی۔گھبراہٹ کے مارے اس کی ہتھیلیوں میں پسینہ پھوٹنے لگا۔بلا آخر جی اکڑا کر اس نے آوالمیر کی جانب دیکھا۔

"نہیں آپ مجھے بتا دیں کہ آخر آپ کے ساتھ مسئلہ کیا ہے؟جب دیکھو تو آپ لوفروں کی طرح گھور رہے ہوتے ہیں"

آوالمیر کے ہاتھوں میں تھاما کپ گرتے، گرتے بچا۔

"واٹ؟؟؟"

www.Novelshub.pk

وہ مارے حیرت کے اس کی جانب حیرانگی سے دیکھنے لگا، اس کے محبت سے دیکھنے کا انداز اسے لوفروں کا انداز لگتا تھا؟

وہ سکتے کی کیفیت میں اسے دیکھ رہا تھا۔

"لو جی اثر پھر نہیں ہوتا"

وہ اونچی آواز میں بڑبڑائی۔

"میں اپنی بیوی کو دیکھ رہا ہوں تمہیں بل آتا ہے؟"

سوالیہ انداز میں اسے رعب سے ڈانٹا۔ افنان نے آنکھیں گھمائے اس کی نقل اتاری۔ وہ سر پیچھے کو پھینکے ہنس دیا۔

"باتیں نا بنائیں۔۔۔کافی بنائیں"

اس نے نخوت سے ناک چڑھاتے ہوئے کہا۔

"جو حکم"

وہ سر اثبات میں ہلاتے ہوئے بولا۔ پھر کافی بنائے کپ لئے لاؤنج میں چلا آیا۔ اسے کپ تھما کر اس کے برابر میں بیٹھ گیا۔ سکرین پر گانا چل رہا تھا۔

www.Novelshub.pk

منم مانیاز مندی کی بھی تو نیاز داں

غمِ چوں تو نازنی

غمِ چوں تو نازنی

دونوں کے درمیان چند ثانیے خاموشی کی نظر ہوئے۔

"اب آپ کو وعدے کا پاس رکھنا ہے یاد ہے نا آپکو ! تین ہفتے گزر گئے ہیں۔۔۔"

وہ سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھنے لگی۔اسے یاد نہیں دلا رہی تھی اسے آگاہ کر رہی تھی۔ آوالمیر کو ہر چیز اداس نظر آنے لگی۔وہ چلی جائے گی؟ یہ گھر اداس ہو جائے گا؟ نجانے وہ اپنے مستقبل کے حوالے سے کیا فیصلہ کرے؟ نجانے کل سب جان کر اس کا ردعمل کیا ہو؟ وہ اس بات سے انجان تھا۔ پیچھے گانا چل رہا تھا۔

یار کو ہم نے جابجا دیکھا

کہیں ظاہر کہیں چھپا دیکھا

یار کو ہم نے جابجا دیکھا

کہیں ممکن ہوا کہیں واجب

www.Novelshub.pk

کہیں فانی کہیں بقا دیکھا

یار کو ہم نے جابجا دیکھا

کہیں ظاہر کہیں چھپا دیکھا

کہیں ممکن ہوا کہیں واجب

وہ اس کی گہری آنکھوں میں کھویا ہوا تھا نہیں جانتا تھا کہ پھر وہ موقع دے یا نہیں۔افتنان اس کی جانب منتظر آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔وہ اس کا جواب جاننا چاہتی تھی مگر وہ آنکھوں میں ان گنت جذبات لئے اسے دیکھ رہا تھا۔افتنان آنکھیں جھکا گئی جب چند ثانیے بعد افتنان کو اس کی آواز سنائی دی۔

افتنان ان تین ہفتوں میں ایسا لگتا ہے پوری زندگی گزار لی ہے۔پہلا ہفتہ تو تمہیں جانتے سمجھتے" ہی گزر گیا، دوسرے ہفتے میں جیسے تم سے انسیت سے ہو گئی اور اب تیسرا ہفتہ ہے دل ہی نہیں چاہ رہا کہ اس رات کی صبح ہو۔۔۔دل ہی نہیں چاہ رہا کہ ہجر کا دور آئے۔کل حویلی تمہیں ساتھ لے جا کر مجھے عالمگیر خان اور پامیر خان کے سامنے تن کھڑے ہونا ہے اپنی محرومی کا بدلہ لینا ہے، کہیں اگر تمہیں لگے میرے الفاظ تمہیں مجروح کر رہے ہیں تو بے شک مجھے خاموش کروا دینا مگر

www.Novelshub.pk

میں دل سے یہ چاہتا ہوں کہ تم کل مجھے بولنے دو۔کچھ ایسی باتیں ہے جو تم نہیں جانتی۔۔۔میں خوفزدہ ہوں کہ۔۔۔!"

وہ رکا اور گہرا سانس بھر کر اسے دیکھا۔

"میں خوفزدہ ہوں کہ انھیں سن کر تم مجھے چھوڑ نا دو۔۔۔"

اس نے اپنا خدشہ بیان کیا۔

"میر صاحب۔۔۔ہمارے درمیان ساتھ رہنے کی بات تو کبھی ہوئی ہی نا تھی۔آپ اور میں، میں اور آپ ایک مجبوری کے رشتے میں تھے آپ کو میرے ذریعے بدلہ لینا تھا، آپ نے لے لیا۔میری عزت داو پر لگنی تھی، لگ گئی۔"

وہ سنجیدہ لہجے میں ہر لفظ پر زور دے رہی تھی۔

"اپنے دل سے پوچھو کیا اب بھی تم مجھ سے علیحدگی چاہتی ہو۔۔۔کیا کل جا کر تم مجھ سے طلاق مانگ لو گی؟"

www.Novelshub.pk

افتنان کچھ لمحے خاموش رہی۔ کتنا کچھ یاد آیا تھا یہ تین ہفتے اور بے شمار یادیں۔ مانا اس نے بدلے کے لئے شادی کی تھی۔ شروع سے وہ بھی یہی سوچتی آرہی تھی کہ وہ علیحدگی لے لے گی مگر اب ناجانے اس دل کو کیا ہو گیا تھا۔ پھر وہ ایک فیصلے پر آ پہنچی۔ نظریں اٹھا کر آوالمیر کی جانب دیکھا۔

"کل آپ سب کے سامنے مجھے اپنی بیوی تسلیم کر کے مجھے میری عزت واپس لوٹائیں گے۔ اس کے بعد میں کچھ سوچوں گی اس سے قبل نہیں"

کافی کے کپ یونہی ان چھوئے پڑے رہ گئے وہ اس کے برابر سے اٹھ کر کمرے میں چلی گئی ۔ آوالمیر نے دکھتا سر صوفے کی پشت سے ٹکا دیا۔ کل جو ہونے جارہا تھا اسے یقین تھا اس کے بعد کبھی بھی وہ اس کا ساتھ دینے پر آمادہ نا ہو گی۔ اس نے دکھتے دل پر مکے برسائے۔

کتنا روکا تھا اسے، کتنا منع کیا تھا اسے کہ باز آجا خانزادی سے محبت نا کر بیٹھیں مگر یہ دل؟ اس نے آج تک کسی کی سنی ہے جو اس کی سنتا؟

---***---

اور بلا آخر وہ دن آگیا، جب وہ حویلی لوٹ آئی تھی۔ دور سے ہی حویلی دیکھ کر اس کی خوشی دیدنی تھی۔ اس نے ساتھ بیٹھے، کچھ خاموش آوالمیر کو دیکھا۔ اس کے دیکھنے پر وہ زبردستی مسکرایا۔

www.Novelshub.pk

مجھے لگ رہا ہے جیسے میں خواب دیکھ رہی !میں بتا نہیں سکتی میں کتنی خوش ہوں۔۔۔یا اللہ۔۔۔"

"ہوں

اس کی آواز میں حد سے زیادہ خوشی تھی جو قابل دید تھی۔

"کاش یہ کوئی خواب ہوتا۔۔۔کاش محبت کوئی خواب ہوتی۔۔کاش شانزے کوئی خواب ہوتی"

وہ بڑبڑایا۔اگر وہ خوشی منانے میں نالگی ہوتی تو شاید اس کی بات سن پاتی۔گیٹ کھلنے پر گاڑی پتھریلی روش پر دھیمے انداز میں چلتی اندر آئی۔منزل آگئی تھی آوالمیر کا جی چاہا کاش اس سفر کی شروعات نا ہوئی ہوتی کاش کہ یہ سفر اگر شروع ہو ہی گیا تو ختم نا ہوتا۔گاڑی سست روی سے پارک کی گئی۔حویلی میں ناشتے کا وقت تھا شائد اب تک سب ناشتے سے فارغ ہو چکے ہوں گے ۔اس نے دل میں سوچا۔وہ گہری سانس بھرتا گاڑی سے نکلا،اس کی جانب کا دروازہ کھولا تو وہ تیزی سے اتری۔وہ اندر کی جانب بڑھنے لگی تو آوالمیر نے اس کا بازو تھام کر اسے روکا۔

"عزت سے نہیں آرہی تم۔۔۔یہاں تو بہتر ہے میرے ساتھ چلو"

اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے گاڑی لاک کیے وہ اندر کی جانب بڑھا۔

"میرا ہاتھ چھوڑیں۔۔۔بی جان دیکھ لیں گی۔۔۔کوئی اور دیکھ لے گا"

www.Novelshub.pk

اس نے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی۔ مگر آوالمیر نے ایک جھٹکے سے اسے قریب کیا۔

"خاموش"

وہ غرایا وہ سن سی رہ گئی اسے لگا جس آوالمیر کے ساتھ وہ تین ہفتے رہی وہ اور یہ دو الگ انسان ہیں ۔پھر وہ اسے زبردستی ساتھ لئے سیدھا مردان خانے میں آدھمکا۔صوفے پر عالمگیر خان بیٹھے تھے۔چہرے پر کروفر و خستگی تھی۔برابر میں پامیر خان بیٹھے اخبار پڑھ رہے تھے ملیار خان بھی وہیں بیٹھے تھے۔دیار خان اپنے کمرے سے نکل رہے تھے مگر دروازے کی جانب دیکھ کر وہیں رک گئے۔وہ آوالمیر ہی تھا اور ساتھ موجود لڑکی کون تھی انہوں نے اندازہ لگانا چاہا۔عالمگیر خان ایک جھٹکے سے اٹھے۔

"یہ کیا طریقہ ہے خاناں؟"

انہوں نے اسے گھورا۔وہ خاموشی سے اس لڑکی کو لئے ان کے برابر آکھڑا ہوا۔

"سلام نہیں کروگی اپنے داجی کو؟"

جھٹکے سے افتنان کو عالمگیر خان کے سامنے کیا۔عالمگیر خان نے عالَم حیرت میں اس کی جانب دیکھا پھر آوالمیر کو دیکھا۔

www.Novelshub.pk

"کہاں سے لائے ہو اس بدبخت کو؟"

انہوں نے کروفر سے پوچھا۔

"سنبھل کر عالمگیر خان۔۔۔"

اس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں۔عالمگیر خان تھم گئے اور ان کے ساتھ ہی پامیر خان بھی۔دیار خان فوراً سے نیچے چلے آئے دوسری جانب زنان خانے کی جالیوں کے پار آوازیں سن کر سب آہستہ، آہستہ جمع ہونے لگیں۔واحد زرمینے اور بی جان تھیں جو مردان خانے چلی آئیں۔زرمینے نے تنفر سے عالمگیر خان اور پامیر خان کی جانب دیکھا۔آج ان کا غرور پاش پاش ہونے جارہا تھا۔

ہننن۔۔۔آپ کے اعلی نسب کی لڑکی مجھ جیسے کمی کمین کی بیوی بن گئی !میری بیوی ہے یہ۔۔۔"
"ہے کیا کہیں گے اب آپ؟

افنان تو ابھی تک حالات کو سمجھنے کی کوشش کررہی تھی کہ اس نے پے درپے اسے مزید جھٹکے دے ڈالے۔وہ حیرانی کے سمندر میں غوطہ زن تھی اور باقی سب کی حالت تو ایسی تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔اسفند بھی اپنے کمرے سے نکل آیا۔افنان کو دیکھ کر وہ سن رہ گیا،اس کی محبت وہ بے وفا وسنگدل آوالمیر کے پہلو میں کھڑی رہی۔اس کا دل شدت غم سے پھٹ رہا

www.Novelshub.pk

تھا۔حالت ایسی تھی کہ نااس سے محبت تھی نا نفرت مگر سب سے زیادہ حیرانی اسے آوالمیر کی بات پر ہوئی۔وہ آج ایک نیا آوالمیر تھا جس کا یہ روپ پہلی بار دیکھا جارہا تھا۔لفظ بیوی نے درد کی نئی تعریف سے متعارف کروایا تھا۔

کک۔۔کیا بکواس کر رہے ہو۔۔۔وکدار اور زرمینے کا بیٹا،عالمگیر خان کا نواسا کیسے کمی ہو سکتا تھا"۔"

ان کا لہجہ پل بھر کو ڈگمگایا۔

یاد ہے آپ کو وہ بے بس عورت؟وہ عورت جو اولاد کی خاطر خاموشی سے لوٹ گئی !ہننن۔۔۔" تھی؟وہ عورت جو اس حویلی کی اونچی دیواروں سے سر پٹخ،پٹخ کر مر گئی،جس کے پاؤں میں ایسی بیڑیاں ڈالی گئیں کہ ناوہ ادھر کی رہی نا ادھر کی۔وہ جو محبت میں ماری گئی،اولاد کو بچاتے،بچاتے "ماری گئی۔۔۔

عالمگیر خان الجھن سے اسے دیکھ رہے تھے جبکہ وہ ان کے گرد چکر کاٹ رہا تھا۔لہجہ بے انتہا سرد تھا۔کسی کو خاموشی کی موت مار دینے کی حد تک خطرناک اور برف لہجہ۔پل بھر کو سب کپکپا کر رہ گئے۔زرمینے کی آنکھوں میں آنسو تھے۔وہ پامیر خان کی جانب نہیں دیکھ رہا تھا۔وہ شخص اس کے لئے اجنبی تھا اور اجنبی سے بات تو دور اس کی طرف دیکھنا بھی آوالمیر کو قبول نا تھا۔

www.Novelshub.pk

میں۔۔۔ آوالمیر وکدار خان اس باہمت عورت کا بیٹا ہوں۔۔۔ دیکھو مجھے آج میں مجسم حقیقت" بن کر سب کے سامنے کھڑا ہوں۔ مجھے مار دینے کی دھمکی دی تھی نا میری مجبور ماں کو۔۔۔ لو مارو مجھے۔۔۔ مجھ میں لہو کا ایک قطرہ نا چھوڑو۔ اس وقت تک مارتے رہو جب تک آخری قطرہ نا بہہ "جائے۔۔۔

پامیر خان حیرت سے وہیں قریبی صوفے پر ڈھ گئے۔ اسفند نے جلدی سے جگ سے گلاس میں پانی انڈیلا اور پامیر خان کی جانب بڑھایا جنہوں نے نفی میں سر ہلا کر اسے منع کر دیا۔ بی جان کو زرمینے نے گرنے سے بچایا۔ انہوں نے زرمینے کو کینہ توڑ نگاہوں سے دیکھا مگر زرمینے نے کوئی خاص رد عمل ظاہر نا کیا۔ وہ کرتی بھی کیوں؟

" !ہننن۔۔۔"

آوالمیر نے تنفر سے سر جھٹکا۔

اب !کوئی کمی کمین آپکی وارثت میں حق دار نہیں ہو سکتا تھا۔ چچ۔۔۔ !ارے عالمگیر خان۔۔۔" آپ کے ان سب پوتوں سے زیادہ میں، آوالمیر وکدار خان، وارثت میں زیادہ !؟ دیکھو مجھے۔۔۔ حق دار ہوں۔ دستار میرے چھوٹے لالہ اسفند کے نام چلی گئی تو کیا ہوا۔۔۔ وارثت میں تو سب سے زیادہ میرا ہی حصہ نکلا ہے۔ میں آوالمیر وکدار خان ہوں، آپ کا پوتا اس جائیداد کا مالک، اس

www.Novelshub.pk

"آپ" خان حویلی کا بڑا بیٹا۔ میری ایک ماں تو ماری گئی اور دوسری کو بے موت مارا آپ نے۔ کہہ کر عزت دینے پر مجبور ہوں کیا کروں؟ میری دوسری ماں نے بڑوں کا ادب کرنا سکھایا ہے "۔ایک دھوکہ مدتوں پہلے آپ کے بیٹے نے دیا ایک دھوکہ مدتوں بعد میں نے دے دیا۔

آج انکشافات کا دن تھا، آج کٹہرے میں کھڑے ہونے کا دن تھا، آج مکافات عمل خود کو دہرانے واپس آ گیا تھا۔ عالمگیر خان کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ ماضی کا وہ باپ جو انہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے بڑی مہارت سے بند کر دیا تھا، وہ یوں کھلے گا۔ قدموں کے نیچے سے زمین جیسے کھسک گئی تھی۔ غرور گھمنڈ ایک لمحے میں ڈھ گیا تھا۔ کبھی، کبھی کوئی غرور ٹوٹ جانے کے لئے ایک لمحہ بھی کافی ہوتا ہے اور وہ تو جیسے ایک لمحے میں صدیاں گزار آئے تھے۔

" !اور یہ افتنان آوالمیر خان۔۔"

مڑا اور بازو سے تھام کر افتنان کو ان کے سامنے کیا۔ پل بھر کو آنکھوں میں نرم تاثر آیا مگر جلد سرد مہری چھا گئی۔

"!چاہوں تو ابھی چھوڑ دوں اسے۔۔"

افتنان نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا مگر وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔ دیکھ تو زرمینے بھی اسے حیرت سے رہی تھیں۔ ایسی کسی بات کا ذکر اس نے ان سے نا کیا تھا۔ پہلی بار اس نے ان سے کچھ

www.Novelshub.pk

چھپایا تھا یہ سب۔۔۔؟ یہ اس کے منصوبے کا حصہ تو کبھی نا تھا۔نا جانے کیوں وہ افنان کو بیچ میں لے آیا تھا۔

میں اسے نہیں چھوڑوں گا،ناطلاق دوں گا،ناساتھ رکھوں گا۔۔۔یہ ایک اور !مگر نہیں۔۔۔"
"شانزے بن کر اسی حویلی میں تاعمر پڑی رہے گی

افنان سن سی ہو گئی۔قدموں تلے زمین نا تھی اور آسمان ایک جھٹکے میں کھینچ لیا گیا تھا۔وہ کیا کہہ رہا تھا؟وہ کیسے بدل گیا تھا؟یہ تو طے ہی نا تھا؟اس کی زبان سے نکلتا ایک،ایک لفظ افنان کو اپنی عزت کی دھجیاں اڑاتا محسوس ہوا۔اس نے جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑا تو وہ لڑکھڑاتی ہوئی عالمگیر خان کے قدموں میں آگری۔وہ اتنی بے دم ہو چکی تھی کہ اب کہاں گرے اسے پروانا تھی۔وہ شخص جو اس کے دل میں آہستہ،آہستہ جگہ بنانے لگا تھا وہ کیسے اس کا دل توڑ چکا تھا۔وہ کیسے سنگدل ہو چکا تھا۔اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو نگاہ سیدھی اسفند پر جا پڑی جس نے اسے اٹھانے کے لئے ہاتھ آگے بڑھا رکھا تھا۔اس کے ہاتھ کو نظر انداز کیے وہ خود اٹھ کھڑی ہوئی۔جب عزت دینے والے نے چادر کھینچ لی تھی تو کیا فرق پڑتا تھا اب ہاتھ کوئی بھی بڑھاتا۔اتنی عزتِ نفس اس میں تھی۔اسفند نے نامحسوس انداز میں خاموشی سے ہاتھ واپس کھینچ لیا۔مگر جالیوں کے پار کھڑی انیسہ کا دل بری طرح دکھا تھا۔کتنا کچھ یاد آیا تھا۔

www.Novelshub.pk

آوالمیر نے تنفر سے سب کو ایک نظر دیکھا۔

"جو مجھ پر بیتنا تھا بیت گیا اب تم سب کی باری ہے"

کہہ کر وہ رکا نہیں، لمبے، لمبے ڈگ بھرتا حویلی کا دروازہ عبور کر گیا۔ پیچھے سب کو حق دق چھوڑ گیا۔

کیا مکافات عمل یوں لوٹتا ہے؟ دستک تو تین ہفتے قبل ہی دے چکا تھا مگر اب جب ہر دروا کیے آچکا تھا تو ایسی مار، مار گیا تھا کہ ماضی کے وہ ورق جنھے عالمگیر خان اور پامیر خان نے وثوق سے بند کر دیا انھی سے لہو ٹپکنے لگا تھا۔ ضرب اور وار بہت ہی کاری تھے۔ ایسا وار کہ کوئی بھی نا بچ پایا ۔عالمگیر خان، پامیر خان اور زرمینے کے علاوہ سبھی سکتے میں تھے۔ یہ یقین کر پانا بہت کھٹن تھا کہ شانزے کا ایک بیٹا بھی تھا؟ بی جان کو تو اس بات سے لاعلم ہی رکھا گیا تھا مگر زرمینے، پامیر اور عالمگیر خان اس سب سے آشنا تھے۔ دریاب، نوفیل ارحم اور حویلی کی لڑکیاں نا سمجھی سے بڑوں کے دھواں دار اور لٹھے کی مانند سفید پڑتے چہروں کو حیرانگی سے دیکھ رہے تھے۔ وہ ہر بات سے لا علم تھے۔ انھیں زرمینے کی حویلی سے دوری داجی سے ہوئی کوئی بحث لگتی تھی مگر آج آوالمیر وکدار خان کتنی پہیلیاں ان کے لئے چھوڑے جا چکا تھا۔

www.Novelshub.pk

پامیر خان خاموشی سے کسی سے نظر ملائے بغیر اپنے کمرے میں جا چکے تھے۔ سب اپنی اپنی جگہ چور بن چکے تھے، کسی میں ہمت نہیں تھی کہ وہ ایک دوسرے سے نظریں ملاتا۔ جبکہ افتنان سپاٹ سے انداز میں زنان خانے کی جانب بڑھ گئی۔ کون اسے گلے لگا رہا تھا، کون رو رہا تھا، کون اسے پکار رہا تھا، اسے کچھ معلوم نہ تھا وہ بس خاموش کھڑی تھی، جو اسے گلے لگا رہا تھا اس کے گلے لگتی جا رہی تھی، پلوشے رو رہی تھی، بنفشہ رو رہی تھیں انیسہ کے پاس کہنے کو کچھ نہ تھا مگر وہ سن ہی کہاں رہی تھی؟

وہ تو پل بھر میں ایک بت بن چکی تھی۔ ایسا بت جو ایک ہی ٹھوکر میں پاش، پاش ہو جائے۔ کیا کچھ نہیں سوچا تھا اس نے اس دن کے لئے اور یہ دن آیا تو ایسے؟ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ شخص جسے اس نے چاہنے کا آغاز کر دیا تھا وہ اس طرح کرے گا؟ اس نے تو چاہا تھا کہ حالات کے ٹھیک ہو جانے کے بعد وہ آوالمیر کو چھوڑے گی نہیں بلکہ اسے اپنا لے گئی اور اسے معاف کر دے گی۔ مگر اب؟ سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ عالمگیر خان اور پامیر خان کے ایک فیصلے نے، ان کی ایک غلطی نے اس کی زندگی تباہ کر دی تھی۔ اسے عرش سے فرش پر پٹخ دیا تھا۔ وہ خاموشی سے اپنے کمرے میں چلی آئی۔ دروازہ بند کرتے ہی اس کے ضبط کا پیمانہ چھوٹ گیا، زندگی میں پہلی بار اس کا جی چاہا کہ وہ اتنا چیخے کہ اس کا گلا بیٹھ جائے، وہ اتنا روئے کہ اس کے آنسو ختم ہو جائیں۔ اس نے پنکھا چلایا، اپنی چادر اتار کر وہیں پھینکی، دوڑ کر غسل خانے میں

www.Novelshub.pk

گئی، ہر نل کھول دیا، پانی بہہ رہا تھا، شور میں اس کی سسکیوں کی آواز دب گئی، دروازہ بند کرتی وہ زمین پر آ بیٹھی۔ بیٹے چند دن اس کی آنکھوں کے سامنے سے گزرنے لگے۔ آوالمیر کا اسے اغوا کرنا، زبردستی اس سے نکاح کرنا، اس کا شانزے کی ڈائری کو پڑھنا، آوالمیر کا اس کے بال بنانا، اس کیلئے کافی بنانا، ان کا ناشتہ بنانا، ان کی ہنسی مذاق، اس کا آوالمیر کو انتہا سے زیادہ ذلیل کرنا ان کا وہ سفر۔

اس کی آنکھ سے ایک آنسو بہا، پھر دوسرا اور پھر اس کی سسکیاں گونجنے لگیں، وہ بے تحاشا رو رہی تھی۔ ٹوٹے اعتماد کی کرچیاں اسے چبھ رہی تھیں وہ لہولہان ہو رہی تھی۔ چوٹ دل میں لگی تھی یا روح پر اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ اسے بس اتنا معلوم تھا کہ کوئی تکلیف ہے، کوئی بہت گہری تکلیف جو اسے کاٹ رہی تھی، اسے مار رہی تھی۔

---***---

وہ واپس لوٹ آیا تھا۔ دل میں ہوتی تکلیف حد سے سوا تھی۔ وہ جانتا تھا ایسا ہی ہو گا۔ افتنان کی آنکھوں کی وہ بے اعتباری اسے رہ، رہ کر یاد آ رہی تھی۔ زرمینے کی بے یقینی۔ وہ ایک ان دیکھی آگ میں جھلس رہا تھا۔ اس نے پانی کی بوتل فریج سے نکالی اور ایک ہی سانس میں خالی کر گیا۔ سینے میں ابھی بھی تکلیف تھی۔ باہر کسی گھر سے قوالی کی آواز آ رہی تھی۔

www.Novelshub.pk

فنا گشتم فنا گشتم نمی دانم کجا رفتم

میں کھو گیا ہوں مٹ گیا ہوں، نہیں جانتا کدھر جا رہا ہوں

اس نے ہاتھ مارے میز پر پڑا واس زمین بوس کیا۔وہ زمین پر گرے کرچی، کرچی ہو گیا۔اس کی طرح؟ یا شاید افتنان کی طرح؟

بالوں میں ہاتھ چلائے وہ اضطرابی حالت میں ادھر، ادھر گھومنے لگا۔پھر افتنان کے کمرے کی جانب بڑھا جہاں وہ تین ہفتے رہ گئی تھی۔کمرے میں اس کی خوشبو رچ بس گئی تھی۔ڈریسنگ پر پڑا کنگھا اسے کیا، کیا یاد کروا گیا۔

بہت خوب۔۔۔ آہستہ، آہستہ سارے ہیئر اسٹائل سیکھ لیجئے گا۔پھر میں روز نئے، نئے طریقے " "سے بال بنوایا کرونگی۔

ایک آنسو اس کی آنکھوں سے نکلا تھا۔وہ بستر کی جانب چلا آیا۔بستر پر چت لیٹا اور چھت گھورنے لگا۔

کل آپ سب کے سامنے مجھے اپنی بیوی تسلیم کر کے مجھے میری عزت واپس لوٹائیں گے۔اس" "کے بعد میں کچھ سوچوں گی اس سے قبل نہیں۔

www.Novelshub.pk

معصومیت سے پر سنجیدہ لہجہ اس کی سماعت سے ٹکرایا اس نے کروٹ بدلی۔

چاہنے سے تھوڑی نا ہوتی ہے محبت؟ محبت تو احساس ہے جسے محسوس کیا جاتا ہے۔نا محسوس" انداز میں اس شخص کو زندگی بنا لیا جاتا ہے اور اسی کی ذات کو محور بنائے اس کے گرد گھوما جاتا ہے ۔"

پھر سے کھنکتا لہجہ سنائی دیا۔کتنے مجبور تھے وہ سب اپنی، اپنی جگہ، نا کوئی کچھ کہہ سکتا تھا، نا بتا سکتا تھا ۔

"!افتنان۔۔۔"

وہ بے بسی کی انتہاوں کو چھو رہا تھا۔آنکھوں سے نکلتے آنسو کنپٹی میں جذب ہو رہے تھے۔خود اس کا اعتبار توڑ آیا تھا جو اب کیسے جڑ سکتا تھا۔دل کو روکا تھا پر دل محبت کر بیٹھا تھا۔دل بے بس ہو بیٹھا تھا۔اس کی معصومیت اس کی اچھائی کا گرویدہ ہو بیٹھا تھا۔اس کی نم آنکھوں میں اس کا عکس تھا۔

---***---

کمرے میں گہری خاموشی تھی وہ کھڑکی کے پاس کھڑے باہر دیکھ رہے تھے آنکھوں میں ماضی کی یادوں کے سائے لہرا رہے تھے۔پامیر کا ان کو اپنی شادی کے متعلق بتانا، ان کا پامیر کو طلاق دینے کا کہنا ہے، شانزے کا ان کی حویلی آنا، انکا شانزے حویلی سے بے عزت کر کے رخصت کر دینا،

www.Novelshub.pk

اس کی ممتا پر وار کر کے اسے بے بس بنا دینا۔زر مینے کا حویلی چھوڑ جانا۔ان کا اپنی زندگی میں مصروف ہو جانا اور اب چوبیس سال بعد شانزے کے بیٹے کا لوٹ آنا،ان کا نواسہ بن کے لوٹنا،وہ جائیداد کا مطالبہ کرنا،افتنان کا شادی سے محض دو دن قبل اغوا ہونا،ان کی عزت کا خاک میں ملنا اور افتنان کا تین ہفتے بعد واپس لوٹ آنا۔

ہمارے خون کی یہی تاثیر ہے کہ جتنا مرضی منہ باہر مار لیا جائے لیکن ہم اپنی خاندانی عورتوں کے وارثوں کو ہی وارث تسلیم کرتے ہیں،کسی کی کمین کی اولاد ہماری جائیداد میں وارث نہیں ہو سکتی۔"

کروفر اور خستگی اس لہجے کا خاصہ تھی۔عالمگیر خان کے کانوں میں اپنے ہی لہجے کی بازگشت ہونے لگی۔

"اچھا ہوا کہ تمہاری اس سے کوئی اولاد نہیں ہے ورنہ ہم خود اسے مروا دیتے"

دیکھا نہیں تھا تم نے،وہ چھوکری محبت کے ہاتھوں مجبور ہو کر نہیں۔۔۔ممتا کے !ہاہاہا۔۔۔" ماں کے لئے اولاد سے اہم کوئی نہیں ہوتا۔۔۔کوئی بھی نہیں !ہاتھوں مجبور ہو کر آئی تھی۔۔۔ ۔۔۔میں نے بلکل صحیح جگہ وار کیا تھا۔۔کہ وہ بے بس ہو کر خاموشی سے چلی گئی تھی۔اب میں

www.Novelshub.pk

جانتا ہوں وہ زندگی بھر یہاں لوٹ کر واپس نہیں آئے گی۔۔۔نا کبھی بھولے سے اس بچے کے سامنے ہمارا ذکر کرے گی۔۔۔تو اس موضوع کو تم بند سمجھو۔"

بازگشت بہت ہی ظالم تھی، اور وہ جاری تھی۔

"نہیں۔۔۔ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔یہ۔۔۔یہ"

دماغ اور اس کی نسیں پھٹتی محسوس ہو رہی تھیں، اچانک انہیں اپنے پٹھوں میں مروڑ محسوس ہوا ایک عجیب سا درد جو پورے بدن پر چھانے لگا، انہیں یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے ان کے پٹھوں کو سخت شکنجے میں جکڑ لیا ہے، تکلیف کا احساس ایسا تھا کہ ان کے حلق سے ایک بھی لفظ نہیں نکل پایا۔ اگلے ہی لمحے وہ پورے قد سے زمین بوس ہو گئے۔

---***---

قصور کسی اور کا تھا اور سزا اسے ملی تھی، اتنے برے طریقے سے ملی تھی کہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ کل سے اس کی رگ و جان میں حشر برپا تھا۔

پلوشے، انیسہ، انگیزہ اور فرح خانم اس کے کمرے کا دروازہ بجا، بجا کر تھک گئیں اور یوں ہی مایوس پلٹ گئیں مگر اس نے دروازہ نا کھولا۔ دن سے رات اور رات سے دوبارہ دن چڑھ گیا مگر وہ اسی حالت میں بیٹھی تھی آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے۔ بکھرے ہوئے بال، عارضوں پہ آنسوؤں

www.Novelshub.pk

کے نشان، رو رو کر اس کا گلا بیٹھ چکا تھا اور آنسو خشک ہو چکے تھے مگر اسے پرواہ ہی کہاں تھی۔ کہاں وہ ہنستی کھیلتی لڑکی تھی اسے ایک ہی لمحے میں برباد کر دیا گیا تھا۔ اس کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ حلق میں کانٹے چبھ رہے تھے۔ آنکھیں گہرے حزن و ملال کی داستان سنا رہی تھیں۔

وہ کب سے ایک ہی نقطے پر آنکھیں جمائے بیٹھی تھی، پھر ایک مضبوط فیصلہ کئے وہ اٹھی۔ گھٹنوں یوں ہی شاور چلائے کپڑوں سمیت بھیگتی رہی۔۔۔ اسے آج آخری بار رونا تھا اور جی بھر کے رونا تھا، اسے اپنا وقار اور عزت دوبارہ حاصل کرنی تھی۔ گیلے لباس کے ساتھ وہ غسل خانے سے باہر آئی باہر منجمد کر دینے کی حد تک ٹھنڈ اپڑ رہی تھی مگر وہ بے نیاز بنی ہوئی تھی اس نے الماری کھولی اور ایک سادہ سا جوڑا نکالے دوبارہ غسل خانے میں گھس گئی۔ کچھ لمحوں بعد وہ لباس تبدیل کیے وضو کیے باہر آئی۔ ظہر کی اذان ہو چکی تھی اس نے جائے نماز بچھا کر نماز ادا کی۔ پھر سجدے میں گرے آنسو بہانے لگی اسے ایک دفعہ کسی دوست نے بتایا تھا کہ اپنا غم رب کو سنا دو تو وہ ہلکا ہو جاتا ہے، آج وہ بھی رو رہی تھی اور بے انتہا رو رہی تھی۔ ہر گرتے آنسو کے ساتھ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے دل سے غم اتر رہا ہے، جیسے دل ہلکا ہو رہا ہے جیسے اللہ رب العزت اس کے دل سے غم کو کھرچ کر اتار رہے ہیں۔

!اور یہاں اس سجدے میں افتنان دیار خان آخری بار روئی تھی۔۔۔

www.Novelshub.pk

وہ موم کا دل پتھر کا ہو چکا تھا۔ کوئی دروازہ پیٹ رہا تھا۔ اس نے جائے نماز سلیقے سے واپس رکھا اور دوپٹہ اتار کر گلے میں ڈالا۔ چہرے پر سکون ہی سکون تھا۔ آگے بڑھ کر دروازہ کھولا جہاں پلوشے کھڑی تھی۔ اسے دیکھ کر اس کے گلے لگ گئی۔

"!افتنان داجی کو فالج کا اٹیک ہو گیا ہے۔۔۔"

اس نے روتے ہوئے کہا۔ افتنان کے دل میں پل بھر کو غم اترا پھر آنکھوں میں بے گانگی آ گئی۔

"یہ تو ہونا تھا۔ آخر ظالم کو کب تک چھوٹ ملتی ہے"

پلوشے جھٹکے سے اس سے دور ہوئی اور شاکی انداز میں اسے دیکھا۔

"تم۔۔ کیا۔۔۔ کیا کہہ رہی ہو افتنان؟"

وہ بے یقین نظر آ رہی تھی۔

"میں ٹھیک کہہ رہی ہوں۔ ایسا تو ہونا تھا آج نہیں تو کل۔۔۔"

جس شخص کی شہ پر تم اتنا بول رہی ہو مت بھولو کہ کل وہ کیسے تمہاری عزت خاک میں ملا کر گیا" ہے، ساری حویلی والوں کے سامنے، ملازمین کے سامنے۔۔۔ ارے تم تو جانتی ہی نہیں ہو کیسے اس نے تمہیں یہاں بدنام کروایا تھا، سب نے اس کے ذریعے لکھا تمہارے نام کا خط پڑھا تھا

www.Novelshub.pk

۔تمہاری اس ایک دن کی غلطی کی سزا انیسہ تاسو کو ملی ان کی شادی اسفند لالہ سے کروادی گئی۔نا "تم نکلتی نا یہ قیامت آتی۔

افتتان کمال اطمینان سے اسے سن رہی تھی۔جو بول،بول کر بھڑاس نکال رہی تھی۔اس کا ہر لفظ بلاشبہ اس کا دل توڑ رہا تھا۔نئے انکشافات تکلیف دہ تھے۔

میں کسی کو جواب دہ نہیں ہوں۔یہ طے تھا۔ایسا ہونا تھا۔عزت میری خراب ہوئی۔برباد میں ہو" گئی اور تم مجھے ہی باتیں سنا رہی ہو۔۔۔ایک بات میں آج واضح کر دوں۔۔۔اب میرے راستے "میں کوئی بھی آیا تو میں باخدا اسے بلکل نہیں بخشوں گی۔

انگلی واپس نیچے کی اور اسے حق دق چھوڑے نیچے کی جانب چل دی۔اس کے چہرے کا اطمینان ،آنکھوں کی خاموشی دیکھ کر پلوشے سن رہ گئی تھی۔

---***---

عالمگیر خان کو ہفتے بعد حویلی واپس لایا جا چکا تھا۔وہیل چیر پر سر ایک جانب پھینکے وہ زندہ لاش بن چکے تھے۔اسفند اس تمام وقت میں ان کے ساتھ ہسپتال رہا تھا۔

www.Novelshub.pk

عالمگیر خان اب چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے، بولنے سے قاصر ہو چکے تھے۔ان کے لیے مردان خانے میں ہی ایک میل نرس کا انتظام کر دیا گیا تھا جو ہمہ وقت ان کی دیکھ بھال میں مصروف رہتا۔

حویلی میں اس روز سے گہری، کان پھاڑ خاموشی تھی۔افنان زیادہ تر وقت کمرے میں گزارتی، نا وہ ہسپتال گئی تھی نا اس نے خیریت معلوم کرنے کی کوشش کی تھی۔وہ خود کو اپنی پڑھائی میں مصروف کر چکی تھی ہفتے بعد اس کے سالانہ امتحانات تھے جن کی اسے تیاری کرنا تھی۔ارحم کے ذریعے وہ کالج سے اپنی رول نمبر سلپ منگوا چکی تھی۔

وہ کھانے کے میز پر بھی خاموش رہتی۔کسی سوال کا جواب ہوں، ہاں میں دے دیتی۔زرمینے ایک بار پھر شرمندہ تھیں وہ اس سے نظریں نہیں ملا پا رہی تھیں، انہیں لگا کہ انہوں نے ایک اور شانزے حویلی میں لا کھڑی کی ہے۔فرح خانم اس کی یہ حالت دیکھ کر اندر ہی اندر کڑھتی رہتیں۔بی جان کو تو ایسی چپ لگی تھی کہ وہ اس روز کے بعد دوبارہ بول ہی نہ پائیں، وہ زرمینے سے بھی بات نہیں کر رہی تھیں۔

---***---

www.Novelshub.pk

اس کے تمام امتحانات ہو چکے تھے اور اس کی سوچ سے بھی زیادہ اچھے ہوئے تھے اس تمام وقت میں اس نے صرف اللہ سے لو لگایا اور اپنی پڑھائی پر زیادہ سے زیادہ دھیان دیا، وہ اکثر رات دیر تک جاگتی پڑھتی رہتی ہے، یہاں تک کہ صبح کی اذان ہونے لگتی۔

دو ہفتے بعد ہی اس کے پریکٹیکلز کا آغاز ہو گیا۔ وہ ارحم کے ساتھ ہی آتی، جاتی تھی۔ یہ وقت اس کے لئے بہت ہی اہم تھا تبھی وہ سارا، سارا دن اپنے کمرے میں بند رہتی۔ اپنا غم بھلائے وہ اپنا کل بنانے کی تیاریوں میں مصروف تھی۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے اس کا حویلی والوں سے رابطہ کٹ گیا ہو۔ گھنٹے دنوں میں اور دن مہینوں میں بدل گئے۔ امتحانات اور پریکٹیکل سے فارغ ہو کر جو وقت سے ملا اس میں اسے انٹری ٹیسٹ کی تیاری کرنی تھی جو اس نے خوب دل لگا کر کی تھی۔

---***---

!پانچ ماہ بعد---

اس واقعے کو پانچ ماہ بیت چکے تھے۔ اس کا رزلٹ آ چکا تھا اور ضلع بھر میں اس نے پہلی پوزیشن حاصل کی تھی۔ اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا، یوں لگا کے جیسے گزرے ماہ کے زخموں پر کوئی مرہم رکھ دی گئی ہو، کوئی ٹھنڈی سکون دہ مرہم۔ اسے بہت سے میڈیکل کالج سے فون آنے

www.Novelshub.pk

لگے۔جب بھی وہ لاؤنج میں بجتا فون اٹھاتی تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہتی۔بنفشہ کے ہاں بیٹا ہوا تھا اور پلوشے امید سے تھی،کچھ اس بات نے بھی خوشی دوبالا کر دی تھی۔وہ اب فارغ ہوئے گھنٹوں پلوشے کے ساتھ مل کر آنے والے مہمان کے بارے میں سوچتی رہتی۔پلوشے خوش تھی کہ وہ زندگی کی طرف واپس لوٹ رہی ہے ورنہ پانچ ماہ سے وہ زندگی خود پر تنگ کئے کمرے کی حدود میں بند تھی۔

بات پر وہ خاموشی سے پلوشے اب بھی وہ لاؤنج میں پلوشے کے ساتھ بیٹھی تھی جب پلوشے کی کو دیکھنے لگی۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو افی؟ پانچ ماہ ہو گئے ہیں، داجی کو بستر پر پڑے مگر تم ان سے کبھی ملنے نہیں" گئی،ان کی خیریت تک نہیں پوچھی تم نے، تم تو ان سے بہت محبت کرتی تھی۔افی میں نے ان کی آنکھوں میں انتظار کے آنسو دیکھے ہیں،جب بھی ہم ان سے ملنے جائیں تو ان کی منتظر نگاہیں "دروازے پر ہی رہتی ہیں جیسے وہ تمہارا انتظار کر رہے ہوں۔

وہ سپاٹ سے انداز میں پلوشے کو دیکھنے لگی۔افتنان نے خاموشی سے گود میں رکھا بھالو اٹھا کر پلوشے کے سامنے رکھا اور اپنے کمرے کی جانب چل دی۔کمرے میں داخل ہونے سے قبل اسے دروازے پر کھڑی زرمینے نظر آئیں وہ انھیں نظر انداز کیے اندر چلی گئی۔چند ثانیے بعد

www.Novelshub.pk

اس کے کمرے کا دروازہ کھولے زرمینے اندر آئیں۔وہ بستر پر لیٹی بازو آنکھوں پر رکھے ہوئے تھی۔زرمینے نے دروازہ بند کیا اور اس کے پاس چلی آئیں۔بستر پر کچھ فاصلے پر بیٹھے وہ الفاظ جوڑنے لگیں۔

" !افتنان بچے۔۔۔"

خاموشی،ان کا دل دکھا مگر انہوں نے ہمت ناہاری۔

"مجھے معاف کر دو میرے جڑے ہاتھوں کی لاج رکھ لو۔"

افتنان جھٹکے سے اٹھی اور ان کے بندھے ہاتھ کھول دیئے پھر سر نفی میں ہلایا۔

"ایسا مت کریں۔۔۔"

اس نے منت آمیز لہجہ اپنایا۔دل پر چھریاں چل رہی تھیں زرمینے کی آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے۔

بیٹا تم پریشان مت ہو میں اس سے۔۔۔اس۔۔اس سے بات کروں گی۔وہ میری بات نہیں" ٹالے گا وہ تمہیں طلاق دے،دے گا۔پھر تم اپنی پڑھائی مکمل کرنا اور کسی ایسے شخص سے شادی

www.Novelshub.pk

کر لینا جو تمہیں۔۔۔جو تمہیں خوش رکھ سکے، تمہارا خیال رکھ سکے، تمہاری پرواہ کر سکے اور تمہاری عزت کر سکے۔"

ان کے لہجے میں آنسو کی آمیزش تھی۔افتنان طنزیہ انداز میں مسکرائی۔

"ہنن۔۔۔جو شخص ان پانچ ماہ میں واپس لوٹ کر نہیں آیا جس نے ایک دفعہ بھی فون کرنا گوارا نہیں سمجھا، جس نے آپ کو اپنے مکمل منصوبے سے بھی آگاہ نا کیا، آپ کو فون نہیں کیا آپ اس سے امید کرتی ہیں کہ آپ اسے ایک دفعہ طلاق کا کہیں گی اور وہ طلاق دے دے گا؟"

اس نے طنزیہ انداز میں پوچھا تو زرمینے سر جھکا گئیں۔

"یہ آپ بھی جانتی ہیں اور یہ میں بھی جانتی ہوں کہ ایسا ممکن نہیں۔۔۔"

وہ بستر سے اتری اور دروازے کی جانب بڑھی۔ہینڈل پر ہاتھ رکھے وہ کچھ لمحے کے لئے رکی پھر بغیر رخ موڑے ٹھنڈے لہجے میں بولی۔

"اور اب اگر وہ لوٹ بھی آئے تو میں اسے معاف نہیں کروں گی۔میں کچھ بھی بول سکتی ہوں مگر اپنی عزت پر لگایا ہوا داغ کبھی نہیں بھول سکتی، اپنی ذات کی نفی نہیں بھول سکتی، کبھی بھی نہیں"

www.Novelshub.pk

اس کا لہجہ سخت تھا کسی بھی رعایت سے پاک۔ان کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی خیز لہر دوڑ گئی ۔دروازہ ٹک سے بند ہوا تو انہیں ہوش آیا۔

"!یہ تم نے کیا کر دیا۔۔۔"

گہرا سانس بھرتے ہوئے افسردہ لہجے میں بولیں۔

---***---

ان گزرے پانچ ماہ میں وہ زندہ لاش بن چکے تھے ہر گزرتا دن ان کے لئے درد کی نئی تعریف ہوتا اور ہر رات عذاب ہوتی۔انہیں رہ،رہ کر شانزے یاد آرہی تھی،اس پر کیا ستم یاد آرہا تھا،وہ لڑکی جو ان کی ضد میں ماری گئی۔جسے طلاق دے کر وہ بھی ایک دن سکون سے نہ رہ سکے۔یہ محبت نہیں تھی،پچھتاوا تھا،جو انہیں گزرے چوبیس سالوں سے اندر ہی اندر کھا رہا تھا۔نا جانے کتنی بار اس در پر واپس لوٹے مگر انہیں وہ دروازہ بند ہی ملا وہ بہت خوددار تھی شاید وہ یہاں سے جا چکی تھی مگر انہیں خبر نہ تھی کہ وہ دنیا سے ہی جا چکی تھی۔وہ ہجر کا کاری وار سہہ ہی نا پائی اور آوالمیر وکدار خان کی صورت میں ایک اور پامیر خان چھوڑ گئی۔انھیں خبر ہی نا ہو سکی کہ ان کا اپنا خون حویلی میں لوٹ آیا تھا مکافات عمل بن کر،جس لڑکے کا انداز انھیں شروع دن سے برف محسوس ہوا وہ ان کا اپنا بیٹا تھا؟زندگی کیسے،کیسے رنگ دکھاتی ہے؟ان میں کسی کا سامنا کرنے کی

www.Novelshub.pk

ہمت نہ تھی، نہ شفق کا، نہ بی جان کا، نا عالمگیر خان کا ان کا غرور ایک جھٹکے میں خاک میں ملا تھا۔ وہ عرش سے فرش پر آ گئے تھے۔ کچھ ظالم و جابر لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی رسی اللہ دراز کیے رکھتا ہے اور پھر جب اس رسی کو ایک ہی جھٹکے سے کھینچتا ہے تو ان کی تمام کس بل نکال دیتا ہے وہی حالت ان کی تھی۔ اتنا دھوکہ، اپنی ضد، اپنی بے وفائی، اپنی غلطیاں، اپنے گناہ انہیں رہ، رہ کر یاد آ رہے تھے۔ ساری ساری رات وہ شفق خانم سے کروٹ بدلے رونے میں گزار دیتے۔ شفق سب جانتے ہوئے بھی لاعلم ہو جاتی اور پامیر خان اپنی ہی لگائی ضد کی آگ میں جل رہے تھے۔ ان کی ضد نے سارے خاندان کو برباد کر دیا تھا۔ آوالمیر نے بہت گہرا بدلہ لیا تھا اور ایسی چوٹ پہنچائی تھی کہ سب بلبلا کر رہ گئے تھے۔

---***---

وہ صبح سویرے بغیر کسی کو اطلاع کئے، خاموشی سے گاڑی لے کر نکل گئے۔ ان کی منزل وہ گھر تھا ۔وہ گھر جہاں سے اس کہانی کا آغاز ہوا تھا۔۔۔ وہ جانتے تھے کہ آوالمیر وہیں رہتا ہے۔ وقت آ گیا تھا کہ وہ اپنی غلطیوں کا مداوا کرتے، وقت آ پہنچا تھا کہ وہ معافی مانگتے، ندامت کا وقت آ پہنچا تھا۔ انہیں اپنی غلطیوں کا مداوا کرنا تھا۔ انہیں آوالمیر سے معافی مانگ کر اسے حویلی واپس لانا تھا۔

www.Novelshub.pk

انہوں نے گاڑی اس گھر کے سامنے روکی تو کتنی ہی یادیں ان کی آنکھوں کے سامنے آئیں ۔انہوں نے سر جھٹکا اور گاڑی سے نکلے۔ چھوٹا سا گیٹ لکڑی کا تھا جسے کھول کر وہ اندر آئے۔ چھوٹا سا لان اب بھی ویسا ہی تھا، اس میں اب بھی پھول کھلے ہوئے تھے، انہیں اپنا جوانی کا دور یاد آنے لگا تھا انھیں یاد آیا کہ شانزے کو یہ لان بہت پسند تھا اکثر پہروں یہاں بیٹھی رہتی، شانزے کی معصوم سی صورت انکی آنکھوں کے سامنے گھومی۔ انہوں نے سر جھٹکا۔

بیرونی دروازے پر رک کر انہوں نے گہرا سانس بھرا۔ پھر گھنٹی پر ہاتھ رکھ دیا۔ چند لمحے بعد انہیں دروازے کے قریب آتے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ کچھ لمحے بعد دروازہ کھلا۔ انہوں نے ملامت و آنسو بھری آنکھیں اٹھا کر دیکھا جہاں ان کا بیٹا، ان کا اور شانزے کا بیٹا کھڑا تھا۔ سادہ کالی شلوار قمیض میں بکھرے بالوں کے ساتھ سنجیدہ چہرہ لیے وہ ان کی جانب دیکھ رہا تھا چہرے پر خاموشی اور تمسخر تھا۔

"بڑے لوگ چھوٹے لوگوں کے در پر آگئے؟"

وہ طنزیہ انداز میں بولا۔ اس کا انداز مذاق اڑاتا تھا۔ انہوں نے گہرا سانس بھرا۔

"اندر آنے دو"

www.Novelshub.pk

انہوں نے التجا کی۔ آوالمیر چند لمحے انہیں دیکھتا رہا پھر بھی ایک جانب ہو کر اندر آنے کا راستہ دیا ۔وہ اندر چلے آئے اور دروازہ بند کر دیا۔ آوالمیر سامنے صوفے پر جا بیٹھا تھا۔ جبکہ پامیر خان ارد گرد دیکھ رہے تھے۔یہ جگہ اب بھی ویسی ہی تھی جیسے برسوں پہلے ہوتی تھی بس چند ایک چیزوں کا اضافہ نیا تھا۔ارد گرد دیکھتے ان کی نظریں سیدھی آوالمیر پر آجمیں۔جو تمکنت سے کسی بادشاہ کی طرح بیٹھا تھا۔پامیر کو اپنا آپ کمتر محسوس ہوا جو کہ واقع کمتر تھا۔وہ اسکے سامنے آ کھڑے ہوئے۔

"مجھے۔۔۔معاف کر دو۔حویلی لوٹ آؤ بابا سائیں کی حالت بہت خراب ہے، سب بہت پریشان ہیں، واپس لوٹ آؤ، جو ماضی میں تھا وہ ماضی میں رہ گیا، کم از کم حال کو تو تباہ نہ کرو۔مجھے معاف کر دو، میں تمہارا باپ ہوں، اتنا تو حق۔۔۔مم۔۔۔"

سکون سے ان کی بات سنتا آوالمیر ایک جھٹکے سے اٹھا۔ آنکھوں میں سرد تاثر آ گیا۔پھر وہ بولا، تو لہجے میں چٹانوں سی سختی تھی۔

"بس۔۔۔۔ اس کے بعد ایک لفظ اور نہیں۔۔۔ نہیں ہو تم میرے باپ اور نہ کبھی ہو سکتے ہو ! میرا باپ وکدار خان تھا جس نے مجھے پالا میرا خیال رکھا، مجھے محبت دی اور دو برس بیت گئے ہیں انھیں وفات پائے، میرا ایک ہی باپ تھا، اور وہ مر چکا ہے۔اس کے علاوہ میرا کوئی باپ نہیں تھا

www.Novelshub.pk

اور نا ہو سکتا ہے۔اس لئے جاؤ اور جا کر بول حویلی والوں کو کہ مکافاتِ عمل تو جان نکال کر لے جاتا ہے۔۔۔۔اتنے سستے میں کیوں چھوڑوں ان کی جان"

اس کا لہجہ سخت ترین تھا۔پامیر خان کے دل میں انتہا سے زیادہ تکلیف ہوئی۔انھے چھ سال کا وہ فرماں بردار سا بچہ یاد آیا جو یہیں اس لاؤنج میں بیٹھا ان کا انتظار کرتا تھا اور ان کے آنے پر، ان کی ٹانگوں سے لپٹ جاتا۔ان کی توجہ پانے کے لیے گھنٹوں ان کے پیچھے پھرتا رہتا۔مگر اب وہ ان کا دل پاش، پاش کیے جا چکا تھا۔شاید وہ اسی کے حق دار تھے، گھر کی دہلیز چھوڑتے ہوئے انہوں نے آسمان کی جانب دیکھے گہرا سانس بھرا۔برسوں قبل انہوں نے کسی کی محبت کو ٹھکرایا اور اب برسوں بعد ان کی انسیت، اور ان کی اپنائیت کو ٹھکرا دیا گیا تھا۔

---***---

اب اگر کسی نے میری شانزے کو کمی کمین کہا تو باخدا میں اس کا حشر برا کر دوں گی۔میں اس پر جینا حرام کر دوں گی۔ارے کمی نچلی ذات کے لوگ نہیں نچلی سوچ والے لوگ ہوتے ہیں جو کہ آپ سب ہیں۔۔۔۔اور یہ گھٹیا انسان"

زرمینے کا لہجہ اس کے کانوں کے پردوں پر بازگشت کرنے لگا۔

"آپ میری بات کیوں نہیں سن رہے پامیر؟"

www.Novelshub.pk

کوئی ہیولہ ان کے پیچھے دوڑتا آرہا تھا۔کوئی انھیں روک رہا تھا۔

"کس بات نے ناراض کیا ہے آپ کو !پامیر رکیں تو۔۔۔"

اس کی ذراسی ناراضگی پر وہ پریشان ہو جاتی تھی۔

"آپ کا بچہ ہے،میں ہوں آپ کے لئے،پھر آپ کو کیا ضرورت۔،میں کمی تھی اس میں میرا کیا قصور؟ آپ نے مجھے خود سے محبت کرنے پر مجبور کر دیا،اس میں میرا کیا قصور تھا،اب آپ کہہ رہے ہیں۔۔۔آپ"

کوئی سسکی ابھری تھی۔شانزے کی متورم آواز۔پامیر نے آنکھیں میچیں۔

"مجھ سے جڑ کر تمہاری حثیت نہیں بدل !تم کمی تھی نہیں تم ہو۔۔۔ !بات سنو۔۔۔میری۔۔۔ جائے گی۔ تمہیں تو میرا احسان مند ہونا چاہیے کہ میں نے تمہیں چھت دی، تمہیں دنیا جہاں کی خوشیاں دیں، حلانکہ تم ان کے لائق نا تھی۔"

ان کا اپنا دل توڑتا سنگدل لہجہ۔۔۔ان کے کانوں میں بازگشت کرنے لگا۔لہجہ انتہا سے زیادہ سنگدل تھا اس کا اندازہ انھیں اب ہو رہا تھا۔

www.Novelshub.pk

نہیں بناتے پامیر خان۔۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔۔۔ورنہ وہ زخمی شیرنی عورت کو اتنا بے بس کبھی "بن جاتی ہے"

باہمت لہجہ جس میں چٹانوں کی مضبوطی تھی۔

"آپ کو میری بھی عمر لگ جائے سائیں۔۔۔ خدانا کرے آپ کو کچھ ہو۔۔۔ آپ کی آئی مجھ ناچیز پر آجائے۔ خدا گواہ ہے سائیں۔۔۔ آپ نے مجھے اتنی محبتیں دے ڈالیں ہیں کہ میں انہی کے سہارے یہ زندگی گزار لوں گی۔"

کیسی عورت تھی وہ، محبت کی خاطر اس پر سب وارتی جارہی تھی۔ انہیں سڑک دھندلی نظر آرہی تھی۔ آنکھوں میں آنسو اتنے جمع ہو چکے تھے کہ ہر منظر دھندلا ہو رہا تھا۔

"دستار پر میرا حق ہے اور میرا حق ہی رہے گا"

جب طاقت کا نشہ سر چڑھ کر بولنے لگے تو محبت بھی کہیں دور جا سوتی ہے۔ انہوں نے برسوں قبل اسے ٹھکرایا تھا اور اب برسوں بعد وہ ٹھکرائے گئے تھے تو اس ٹھکرائے جانے کا احساس کیسا تھا وہ اس سے روشناس ہو سکے تھے۔ وہ گہری سوچوں میں گم تھے اسی اثنا میں سامنے سے آتی گاڑی نا دیکھ پائے بوکھلاہٹ میں سامنے والی گاڑی بچاتے، بچاتے انہوں نے سٹیرنگ گھمایا تو

www.Novelshub.pk

گاڑی لمحوں میں اختیار سے باہر چلی گئی پلٹیاں کھاتے، کھاتے وہ سڑک سے نیچے کھائی میں جا گری

۔

پل بھر میں وہاں لوگوں کا ہجوم اکھٹا ہو چکا تھا۔لوگ گردن اٹھا،اٹھا کر نیچے کھائی کی جانب جھانک رہے تھے۔

"سنو تمہیں کیا لگتا ہے کہ بچا ہو گا؟

ہجوم میں موجود ایک آدمی دوسرے آدمی سے بولا تو اس آدمی نے نفی میں سر ہلایا۔

"پہلے تو گاڑی نے پلٹیاں بہت کھائی ہیں فرض کرو،اگر وہ ان سے بچ جاتا تو نیچے کھائی میں گر کے بچنا ناممکن ہے۔"

پہلے آدمی نے افسوس میں سر ہلایا۔

"گاڑی بڑی تھی اور مہنگی لگتی تھی،شاید اس آدمی کا تعلق بڑے گھر سے تھا۔"

کچھ لوگ سنبھل، سنبھل کر پتھروں پر پاؤں رکھے نیچے کھائی میں اترنے لگے۔ گاڑی سے دھواں نکل رہا تھا۔اور اس آدمی کی لہولہان لاش شیشے توڑ کر باہر آئی ہوئی تھی۔ ہجوم سے ہی کسی آدمی نے پہچان کر اونچی آواز میں پکارا۔

www.Novelshub.pk

"ارے یہ تو ساتھ والے گاؤں کے سردار عالمگیر خان کا بڑا بیٹا ہے۔پامیر خان۔۔۔"

ہجوم میں چہ مگوئیاں ہونے لگیں۔

"توبہ توبہ۔۔۔اللہ بری موت سے بچائے ان کی امارت دیکھو اور موت دیکھو کیسے آئی"

لوگوں کی باتوں کا شور بڑھتا جا رہا تھا۔

---***---

سردار پامیر خان کو گزرے چار روز بیت چکے تھے حویلی میں اب تک سوگ کا سماں تھا۔بی جان بستر سے جا لگی تھیں عالمگیر خان کی خشک آنکھوں میں آنسو جمع رہتے۔زرمینے کو اللہ کے انصاف پر رشک آیا۔اللہ نے اسے اس کے انجام تک پہنچا دیا تھا۔اب وہ کون ہوتی تھی معاف نا کرنے والی سو خاموشی سے اسے معاف کر دیا کہ اس کی قبر کی منازل آسان ہو جائیں۔وہ اسی قابل تھا ۔آخر کب تک رب فرعونوں کی رسیاں ڈھیلی چھوڑتا ہے۔یہ وہ آدمی تھا جسے موت نے معافی مانگنے کی گنجائش بھی نہ دی۔جسے اچانک موت آئی تھی۔جب اسے پامیر خان کے مرنے کی اطلاع ملی تو اسے رتی برابر فرق نا پڑا۔دنیا کے لئے وہ شخص آج مرا تھا مگر اس کے لئے تو چوبیس سال قبل ہی مر چکا تھا۔

---***---

www.Novelshub.pk

وہ آج ہی واپس لوٹا تھا۔اسے ارحم ہی ائیر پورٹ سے لے آیا تھا۔شاید ارحم کی یہ ڈیوٹی بن چکی تھی۔حویلی پہنچ کر گہری خاموشی اور اندھیرے نے اس کا استقبال کیا۔وہ ارحم سے اپنے بیگ لئے کمرے میں داخل ہوا۔کمرے میں گہرا اندھیرا تھا۔داخل ہوتے ہی زنانہ پرفیوم کی خوشبو آئی۔شائد پانچ، چھ ماہ کافی تھے کہ وہ خوشبو یہاں رچ بس جاتی۔وہ دھیمے سے مسکرایا۔پہلی بار ڈیوٹی سے واپس لوٹ کر اس کا کمرہ صرف اس کا نہیں تھا۔ان چھ ماہ میں اسے رہ، رہ کر انگیزہ کے ساتھ شادی کی رات برتا اپنا سخت سلوک یاد آتا رہا۔ان چھ ماہ میں اس کی بے پناہ یادیں ہمہ وقت اس کے ساتھ رہیں۔اس کا دل ربا روپ اس کے سامنے رہا۔

بستر کے بیچ و بیچ نیم اندھیرے میں اسے کوئی وجود لیٹا نظر آرہا تھا۔وہ مسکرایا پھر شادی کی رات برتا اپنا رویہ یاد آیا تو مسکان کی جگہ سرد مہری نے لے لی۔اپنا بیگ میز پر رکھے اس نے الماری سے آرام دہ سوٹ نکالا اور غسل خانے کی جانب بڑھ گیا۔

رات کا نا جانے کون سا پہر تھا جب اسے بستر پر اپنے ساتھ کسی کے لیٹنے کا احساس ہوا۔اس نے نیند میں ہی ہاتھ مارے ٹٹولنا چاہا۔ارمغان جو ابھی لیٹا ہی تھا اسے اپنے بازو پر، پھر سینے پر انگیزہ کے ٹٹولتے ہاتھ محسوس ہوئے۔وہ خاموشی سے یونہی سانس روکے لیٹا رہا۔

انگیزہ کو جب احساس ہو گیا کہ ساتھ کوئی لیٹا ہے تو ایک دم ہی آنکھیں کھولیں۔

www.Novelshub.pk

"کون ہو تم۔۔۔؟ میں شور۔۔۔"

اس کی تیز آواز پر وہ بوکھلا گیا اور جلدی سے اٹھ کر اس ہونٹوں پر اپنا ہاتھ جمائے اس کے کان کے قریب جھکا سختی سے بولا۔

"خاموش رہو میں ہوں۔۔۔۔ارمغان۔۔۔اب آواز نا نکلے تمہاری۔سو جاؤ اور سونے دو"

انگیزہ نے حیرت سے آنکھیں پھاڑے خود پر جھکے سختی سے بولتے ارمغان کو دیکھا۔جو ایک نظر اسے دیکھ کر واپس کروٹ بدل چکا تھا۔

وہ کب آیا؟ کیوں آیا؟ اس سے انگیزہ کو فرق نہیں پڑتا تھا۔اسے بس ہر صورت اس بار ارمغان کو رضامند کرنا تھا۔وہ پاس، پاس ہوتے بھی صدیوں کے فاصلے پر تھے۔ان کے درمیان بے اعتباری کی وہ رات آ ٹھہری تھی۔

۔۔۔***۔۔۔

اگلی صبح وہ جاگنگ سے لوٹا اور سیدھا دا جی سے ملنے ان کے کمرے میں چلا آیا۔اسے ارحم نے تمام صورت حال سے آگاہ کر دیا تھا وہ جتنا حیران ہوتا کم تھا۔آوالمیر سے وہ اب تک ایک بار بھی نا مل سکا مگر یہ جان کر وہ حیران رہ گیا کہ وہی خان حویلی کا سب سے بڑا سپوت تھا۔آوالمیر کے بارے میں جان کر اسے اب اس سے ملنے کا اشتیاق تھا۔

www.Novelshub.pk

وہ لاتعداد سوچوں میں گم کمرے میں داخل ہوا۔ سامنے ہی بستر پر اس کے لئے ایک بھورا کڑکڑاتا کرتا، شلوار پڑا تھا۔ ساتھ اس کا تولیہ بھی سلیقے سے رکھا گیا تھا وہ جتنا حیران ہوتا کم تھا ۔ تبھی ڈریسنگ سے انگیزہ نکلی۔ وہ نیلے آسمانی رنگ کا کلیوں والا فراک اور چوڑی دار پاجامہ پہنے ہوئے تھی۔ بھورے بالوں کی چٹیا کندھوں پر ڈال رکھی تھی۔ اور دوپٹہ دوسرے کندھے پر تھا۔ اس کی آنکھوں میں خوشی کے دیپ جل رہے تھے۔ وہ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ اس سے نظریں ہٹانا ارمغان کو دوبھر لگ رہا تھا۔ مگر وہ ارمغان تھا، مضبوط اعصاب کا بندہ تبھی نظریں بے رخی سے پھیر گیا۔ وہ مایوس سی ہو گئی۔ پھر سنگھار میز کی جانب چلی آئی۔ ارمغان نے جبڑے بھینچے۔

"یہ کیا ہے؟"

اس نے بستر کی جانب اشارہ کیا۔ انگیزہ مڑی اور پہلے اس کی جانب دیکھا پھر بستر کی جانب۔

"یہ بیڈ ہے"

اس نے سادگی سے کندھے اچکائے۔ ساتھ ہی مسکراہٹ بھی ضبط کی۔ ارمغان نے رخ موڑے مسکراہٹ چھپائی پھر سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"یہ بیڈ پر کیا ہے؟ اس کا پوچھا ہے"

www.Novelshub.pk

اس نے سنجیدگی سے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔انگیزہ نے سر اٹھا کر شیشے میں دیکھا۔چوڑیاں پہنتے ہاتھ تھمے۔شیشے میں پیچھے اس کا عکس نظر آرہا تھا۔ماتھے پر بکھرے گیلے بال اس کے دل میں گدگدی ہوئی۔شدت سے دل چاہا انھیں ماتھے سے ہٹائے مگر پھر نظر اس کے سنجیدہ تاثرات پر گئی تو فوراسے بول اٹھی۔

"اس پر تو میٹرس ہے اور اس کے اوپر چادر۔۔۔"

وہ مزید اسے تنگ کرتی مگر وہ فوراسے اس کے قریب آیا ایک جھٹکے سے اس کا بازو پکڑے اس کا رخ اپنی جانب کیا۔کئی چوڑیاں کلائی میں ٹوٹ گئیں۔کچھ اسے چبھیں تو وہ سسکی، مگر ارمغان کو پروانا تھی۔

"کس نے کہا تھا تمھے میرے کپڑے نکالنے کو؟"

انگیزہ کی نیلی آنکھوں میں مارے درد و تکلیف آنسو جمع ہونے لگے، جنھے اس نے سختی سے روکے رکھا۔

"مم۔۔۔میرا فرض تھا۔۔۔میں بیوی ہوں آپ کی"

اس نے کانپتے لہجے میں کہا۔پل بھر کو ارمغان کا جی چاہا سب بھول جائے مگر کیسے؟

www.Novelshub.pk

میرے کام کرنے کی جرت "رکا اور اس کی کلائی پر گرفت سخت کی۔وہ سسکی۔"آئندہ۔۔۔"
"مت کرنا۔یہ حق تم کھو چکی ہو

اسے ایک جھٹکے سے چھوڑا۔پشت سنگھار میز سے ٹکرائی۔اسے اتنی تکلیف کلائی کا زخم نہیں دے رہا تھا جتنی تکلیف اس کے لہجے اور بات نے دی۔وہ منہ پر ہاتھ جمائے اپنی سسکیاں روکنے کی کوشش کرنے لگی۔وہ یونہی اس کے نکالے سوٹ کو بستر پر چھوڑے الماری سے اپنے لئے نیا سوٹ نکالنے لگا۔غسل خانے جانے سے قبل رکا اور اسے دیکھا جو سسک رہی تھی۔پل بھر کو دل میں ملال اترا۔اس نے سر جھٹکا۔

اب یہ رونا دھونا بند کرو اور دراز سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر مرہم کر لو۔۔۔مجھ سے امید"
"مت رکھنا

وہ سنگدل اس کا دل ریزہ،ریزہ کیے جا چکا تھا۔اسکے الفاظ اس کا دل جلا رہے تھے۔مگر یہ تو آغاز تھا۔

---***---

www.Novelshub.pk

وہ کمرے کے باہر کھڑی تھیں۔ان کا دل بھاری ہو رہا تھا۔ابھی کل بی جان نے انھیں بتایا تھا کہ عالمگیر جان اس سے ملنا چاہتے ہیں۔وہ کبھی نہ آتیں مگر بی جان کے آنسوؤں کا بھرم رکھتے ہوئے کہ اندر جائیں یا نہیں۔ یہاں تک آگئی تھیں۔دروازے پر کھڑیں وہ اس کشمکش میں تھیں

انہوں نے گہرا سانس خارج کیا پھر کمرے میں داخل ہوئیں مگر اندر داخل ہوتے ہیں انہیں دھچکا سالگا۔جو میل نرس عالمگیر خان کی تیمارداری کے لئے متعین کیا گیا تھا،وہ پر سکون انداز میں صوفے پر نیم دراز تھا۔عالمگیر خان کے پاس بستر پر پڑی گھنٹی جسے وہ کوئی کام ہوتا تو بجا کر بلانے کے لیے استعمال کرتے،اس کا سیل نکالا گیا تھا۔ تبھی وہ بار،بار گھنٹی بجاتے تو کسی کو سنائی نہ دے رہا تھا۔زرمینے کو گہرے افسوس نے آگھیرا۔وہ شخص جو کبھی پورے کروفر سے حکمرانی کرتا تھا آج خود بستر پر معذور پڑا دوسروں کا محتاج ہو چکا تھا۔انہیں شاید پانی پینا تھا۔نیند میں بے زاری محسوس کرتے میل نرس کی پشت دروازے کی جانب تھی تبھی وہ زرمینے کو دیکھ نا پایا۔

"لگا رکھی ہے؟چپ کر کے لیٹ جاؤ،پانی نہیں ملے گا۔ابھی پانی دے دیا چپ کر کیا غوں،غوں تو پھر سے پیمپر گیلا کر دے گا،اور پھر وہ بھی بدلو سرکار کا۔"

وہ سخت لہجے میں بول رہا تھا،زرمینے کے دل کو کچھ ہوا،وہ جیسے بھی تھا اس کا باپ تھا،اس نے عالمگیر خان کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں گہری بے بسی کی داستان رقم تھی اور اسی وقت

www.Novelshub.pk

عالمگیر خان نے اس کی جانب دیکھا آنکھوں میں ایک دم ہی خوشی کے دیپ جل اٹھے اور منہ سے زور، زور سے غوں، غوں کرنے لگے۔ میل نرس کو بھی اندازہ ہو گیا کہ کوئی آچکا ہے تبھی فوراسے اٹھا۔

"میڈم آپ۔۔۔میں تو بس"

وہ بوکھلا گیا۔زرمینے نے اسے سخت نظروں سے دیکھا۔

"ابھی کے ابھی باہر جاؤ۔دیار خاناں باہر بیٹھے ہیں، ان سے اپنی تنخواہ لو اور یہاں سے چلتے بنو"

نے نقاب اتارا۔رخ موڑ کر اس کے سخت لہجے پر بغیر کچھ کہے وہ سر جھکائے باہر چلا گیا۔زرمینے آنسو صاف کیے پھر دروازہ بند کرتیں بستر کی جانب چلی آئیں۔سائیڈ ٹیبل پر پڑا پانی کا جگ اٹھا کر گلاس میں پانی انڈیلا۔عالمگیر خان کو بازو کے سہارے اٹھا کر بٹھایا جو کہ ان کے لئے زیادہ مشکل نہ تھا کیونکہ فالج ان کی تمام طاقت کو نچوڑ چکا تھا اور اب وہ سوکھ کر کانٹا ہو چکے تھے۔زرمینے نے انہیں پانی پلایا چند گھونٹ پینے کے بعد انہوں نے منہ موڑ لیا۔

"کھانا کھا چکے ہیں؟"

اس کے سوال پر عالمگیر خان نے بے بسی سے اس کی جانب دیکھا اس نے سمجھ کر سر ہلایا پھر پاس پڑے سیل اٹھا کر گھنٹی میں ڈالے اور گھنٹی بجا کر ملازمہ کو بلایا۔جو پانچ منٹ میں ہی چلی آئی۔

www.Novelshub.pk

"جی بی بی جی"

اس نے سر جھکائے عقیدت سے پوچھا۔

"بابا سائیں کا کھانا لے کر آؤ"

اس کے بابا سائیں کہنے پر عالمگیر خان کی آنکھیں یکلخت چمک اٹھیں۔

"جی بہتر"

ملازمہ سر جھکائے وہاں سے چلی گئی۔ پھر زرمینے خود کو لاتعلق ظاہر کرتیں ان کی دوائیوں کی پرچیاں دیکھنے لگیں۔ کچھ دوائیاں انھیں پلائی تک نا گئی تھیں۔ انھیں افسوس ہوا۔ جب تک وہ اقدار میں تھے سب ان کی قدر کرتے تھے اور اب؟ وہ بس ایک زندہ لاش بنے ہوئے تھے ۔عالمگیر خان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور وہ اسی کی جانب دیکھ رہے تھے۔ جس سے اب تک وہ بات نا کر پائے تھے اور اب ان سے بولنے کی طاقت ہی چھین لی گئی تھی۔ کیسے بے بس باپ تھے وہ۔

ملازمہ دلیہ دے گئی تو زرمینے نے انھیں اٹھا کر دوبارہ بیٹھایا۔ ان کی آنکھوں میں دیکھنے سے گریز برتتی وہ انھیں آہستہ، آہستہ دلیہ کھلانے لگیں، دلیہ کھلانے کے بعد ان کا منہ صاف کیا۔

www.Novelshub.pk

وہ برتن سمیٹ رہی تھیں جب اچانک نظر عالمگیر خان پر پڑی، وہ زار و قطار رو رہے تھے، منہ سے غوں، غوں کی آوازیں بھی نکل رہی تھیں۔ ان کا ایک جانب کا دھڑ تو مکمل طور پر کام چھوڑ گیا تھا اور ناکارہ ہو گیا تھا۔ انہوں نے کانپتا سیدھا ہاتھ اٹھا کر ناکارہ پڑے بائیں ہاتھ پر دھر دیا، زرمینے کی آنکھوں میں دیکھتے، وہ معافی کے طلبگار تھے، آنسو آنکھوں سے رواں تھے۔ زرمینے کے دل کو کچھ ہوا، انھوں نے برتن ایک جانب رکھے، اپنے کانپتے ہاتھ ان کے ہاتھوں پر جما دیے۔ وہ احساسِ ندامت میں ڈوبے ہوئے تھے اور زرمینے جو چاہتی تھیں وہ ہو چکا تھا، اب ان سے مزید ناراض رہ کر وہ اپنی آخرت کو تباہ نہیں کرنا چاہتی تھیں وہ شرمندہ تھے اور اس کے لیے یہی کافی تھا۔ وہ دونوں باپ بیٹی زار و قطار رو رہے تھے، چوبیس سال کے جمع شدہ آنسو آج بہنے تھے ، نفرتیں دھل رہی تھیں، دلوں سے میل اتر رہی تھی۔ ندامت کے آنسو بہہ رہے تھے۔

زرمینے نے اوپر کی جانب دیکھا اور احساسِ تشکر سے آنکھیں میچ لیں اور بلاشبہ وہ رب بہترین انصاف کرنے والا ہے۔ شانزے پر ظلم کرنے والے آج اپنے انجام کو پہنچ گئے تھے، ایک دنیا چھوڑ گیا تھا اور بہت بدترین موت مرا تھا اور دوسرا زندہ لاش بن چکا تھا۔ شاید اسے اپنی آنکھوں سے اپنی بے بسی کی انتہا کو دیکھنا تھا مگر زرمینے نے جو دل سے دعا کی کہ اللہ انھیں سکون عطا کر دیں اور انہیں اس بے بسی بھری زندگی سے نجات دے دیں۔

---***---

www.Novelshub.pk

وہ اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑا نیچے لان میں جھانک رہا تھا۔خاموش نظریں اطراف کا جائزہ لینے میں منہمک تھیں۔ تبھی دروازہ بند ہونے کی آواز آئی اور اس کے ساتھ ہی قدموں کی چاپ سنائی دی جو اس کی جانب بڑھ رہے تھے۔بغیر مڑے بھی وہ جانتا تھا کہ پیچھے انیسہ ہی ہے۔گزرے چند دنوں میں انیسہ نے اس کا اس طریقے سے خیال رکھا کہ اسے ہر غم بھولتا گیا ۔وہ ٹھیک کہتی تھی اور اس کے وعدے سچے تھے۔اگر اس نے اسفند کی ہمراہی کا وعدہ کیا تھا تو اس میں اس کا بھرپور ساتھ دے رہی تھی۔وہ واقعی اس تنہا سفر میں بہترین راہی ثابت ہوئی تھی۔

وہ لاتعداد سوچوں میں گم تھا جب وہ اس کے برابر میں آ کھڑی ہوئی ہاتھوں میں بھاپ اڑاتی کافی کے مگ تھامے ہوئے تھے۔اسفند نے مسکرا کر اسے دیکھا اور اس کے ہاتھ سے کافی کا کپ پکڑ لیا۔وہ کالی شلوار قمیض میں نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی،سادگی میں بھی وہ بہت کمال لگتی تھی یا شاید وہ جس حالت میں تھی اس حالت میں ہر مرد کو اپنی بیوی بہت خوبصورت لگتی ہے۔ابھی پرسوں ہی اسے باپ بننے کی خوشخبری ملی تھی۔اور اس کا دل چاہا کہ انیسہ کے قدموں میں دنیا جہان کی خوشیاں ڈھیر کر دے۔

"کیا سوچ رہے ہیں آپ؟"

www.Novelshub.pk

وہ مدھم سے لہجے میں پوچھ رہی تھی، اسفند چونکا اور اسے دیکھا۔

"نہیں کچھ نہیں بس ویسے ہی۔۔۔"

وہ نظریں چرا گیا۔ انیسہ کے دل میں تکلیف سی ہوئی۔

"افنان کو اب بھولنے کی کوشش کریں وہ آپ کے لالہ کی بیوی ہے اب"

اسفند مسکرایا۔ دل میں ایک پل کو درد ابھرا۔ پھر کمال اطمینان سے اسے دیکھا۔

"آپ کو ایسا کیوں لگا کہ ہم انہیں یاد کر رہے ہیں؟"

وہ نرم لہجے میں بولتا کافی کے گھونٹ بھر رہا تھا۔

"ظاہر سی بات ہے آپ جب اتنے خاموش ہوتے ہیں تو اسے یاد کر رہے ہوتے ہیں"

انیسہ نے کندھے اچکائے اور گھونٹ بھرا۔

"جانتی ہیں انیسہ۔۔ اب میں انہیں یاد نہیں کرتا کیونکہ اب میں جان چکا ہوں کہ مجھے کوئی حق نہیں انھیں یاد کرنے کا۔۔۔ شاید وہ میرے لئے بنی ہی نہیں تھی، تقدیر نے تو ازل سے آپ کو میرے مقدر میں لکھ دیا تھا۔ شاید آپ کی محبت بہت سچی تھی تبھی تو آپ کو میرے ساتھ سے نواز دیا گیا آپ کی دعاؤں کو قبولیت کا شرف حاصل ہوا شاید میری محبت میں، چاہت میں وہ

www.Novelshub.pk

شدت نہ تھی جو آپ کی محبت میں تھی تبھی تو اللہ نے آپ کو میرے اور مجھے آپ کے ساتھ سے نوازا، کیوں کہ وہ رب دلوں میں محبت کی شدت کو ناپتا ہے اور جس کی شدت جتنی گہری ہوتی ہے "اسے نواز دیا جاتا ہے۔

وہ سادگی سے بول رہا تھا اور اس کا ہر لفظ انیسہ کے دل میں اتر رہا تھا۔

ایسا نہیں ہے کہ ہم ان سے محبت کرنا چھوڑ چکے ہیں مگر ہم محبت کو اپنے دل کے گہرے" قبرستان میں دفن کر چکے ہیں۔۔۔اور اس قبرستان کے باہر کی دنیا، دل کی دنیا میں آپ ہی کی "محبت لبالب بھر چکی ہے۔

انیسہ کی آنکھوں سے تشکر کے آنسو ٹوٹ کر گرے۔بلا آخر اسے صبر کا پھل مل ہی گیا تھا۔وہ جو پھانس دل میں رہ گئی تھی وہ نکل چکی تھی اور اسے یقین تھا کہ اولاد کے آنے کے بعد اس کا اور اسفند کا رشتہ مزید مضبوط ہو جائے گا۔اس نے مسکراتے ہوئے خالی کافی کا مگ ایک جانب رکھا اور اس کے آنسو محبت سے صاف کیے۔

"چلیں آئیں اذان ہو چکی ہے۔وضو کریں"

کچھ لمحوں بعد وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے جائے نماز بچھائے امامت میں نماز پڑھ رہے تھے۔سجدہ شکر بجالانے کے بعد انیسہ نے سر اٹھا کر دیکھا تو اسفند صوفے پر قرآن پاک لیے بیٹھا

www.Novelshub.pk

تھا۔اسے اپنی جانب آنے کا اشارہ کیا تو وہ جائے نماز سمیٹتی اس کے ساتھ آ بیٹھی۔ہمیشہ کی طرح اپنا سر اس کے شانے پر ٹکائے اور ہاتھ اس کے بازو کے گرد لپیٹے اس نے آنکھیں موند ھیں،جب اچانک اسفند کی قرآت پر آنکھیں کھولے اسے دیکھا۔وہ سورت الرحمن کی تلاوت کر رہا تھا۔اس نے دوبارہ سر اس کے شانے پر ٹکا دیا۔آج اس کی آخری خواہش بھی پوری ہو چکی۔اسفند کی تلاوت جاری تھی۔اسفند نے آخری آیت پڑھی پھر قرآن کو عقیدت سے بند کیے ساتھ پڑے میز پر رکھ دیا۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝

اس نے کہتے ہی انیسہ کی بے داغ پیشانی کو چوما۔وہ آنکھیں موند گئی۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝

اس نے انیسہ کے پیٹ پر ہاتھ رکھے محبت سے کہا۔انیسہ کی آنکھوں سے تشکر کے موتی بہنے لگے ۔وہ رب کی بے انتہا شکر گزار تھی۔

---***---

آج سوات میں اس کا آخری دن تھا وہ لاہور میڈیکل اینڈ ڈینٹل کالج میں داخلہ لے چکی تھی۔شام کی فلائٹ سے اسے لاہور روانہ ہونا تھا۔اب چاہے کچھ بھی ہو جائے اسے اپنا مقام

www.Novelshub.pk

حاصل کیے بغیر اس جگہ واپس نہیں لوٹنا تھا جہاں سے اس کی بے شمار تکلیف دہ یادیں وابستہ تھیں۔

وہ اپنا سامان پیک کر رہی تھی جب دروازہ بجا۔

"آجائیں"

اس نے مصروف سے انداز میں کہا تبھی دروازہ کھلا اور انیسہ اندر داخل ہوئی۔

"کتنا سمجھایا تھا تمہیں میری جان۔۔۔تم یہیں سوات کے کسی میڈیکل کالج میں پڑھ لیتی۔اتنی دور کیوں جانا چاہتی ہوں؟

وہ پیکنگ چھوڑ کر بستر پر بیٹھ گئی تھی انیسہ بھی اس کے برابر میں آ بیٹھی،اس کے کندھے پر ہاتھ دھرے وہ نرمی سے پوچھنے لگی۔

"تاسو شاید یہی ہم سب کے لئے بہتر رہے گا۔آپ بس دعا کیجئیے گا کہ میں اپنا خواب پورا کر سکوں۔کسی کو تو روایت قائم کرنی تھی اور میں نے کر دی،میں حویلی سے باہر جا کر پڑھنے والی پہلی لڑکی ہوں گی۔اور سوچیں ذرا آگے آپ سب کی بیٹیاں بھی پڑھ سکیں گی۔کتنا اچھا لگے گا۔گاؤں کی ہر لڑکی پڑھ سکے گی۔میرے ساتھ اتنا کچھ ہو گیا۔میری حسرتیں مر گئیں،مگر میرے خواب نہیں۔کچھ برس بعد میں آپ کو یہیں ملوں گی۔"

www.Novelshub.pk

مسکراتے ہوئے اس نے انیسہ کے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے بہت کچھ باور کروایا۔انیسہ جانتی تھی اب وہ کچھ بن کر لوٹے گی اس سے قبل نہیں۔انیسہ نے آنسو بھری آنکھوں سے سر اثبات میں ہلایا،افتنان مسکرا کر اٹھی اور دوبارہ سے پیکنگ میں مصروف ہو گئی۔

"ایک بات مانو گی میری"

انیسہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"جی بولیں"

وہ رکی اور اس کی جانب دیکھا۔

"داجی سے مل کر جانا۔۔۔نجانے وہ۔۔۔زندہ رہیں یا نہیں۔۔ان کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔"

افتنان کچھ لمحے ہونٹ چباتی رہی۔انیسہ اٹھ کر اس کے پاس آ کھڑی ہوئی اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ دھرا۔

"اپنا خون اتنا سفید مت کرو انہوں نے بہت محبت دی ہے تمھے۔وہ جیسے بھی ہیں ہمارے داجی ہیں ۔۔۔یہی سوچ کر چلی جاؤ۔۔۔پلیز"

www.Novelshub.pk

انیسہ کی آنکھوں میں التجا تھی۔افنان چند لمحے فرش کو گھورتی رہی پھر دھیرے سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"شکر ہے"

انیسہ نے پر سکون ہو کر اسے گلے لگایا۔اسے ہوش تب آیا جب دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی۔

"شاید وہ زندہ نا رہ سکیں۔۔۔"

"وہ جیسے بھی ہیں ہمارے داجی ہیں"

بازگشت جاری تھی اس نے کتابیں بستر پر رکھیں۔شال اٹھا کر خود پر لپیٹی۔کمرے سے نکلی اور نیچے کمرے کی جانب بڑھی۔ہر اٹھتے قدم کے ساتھ اسے خود پر بیتا سب یاد آرہا تھا۔اس نے سر جھٹکا پھر کمرے کے دروازے میں رک گئی۔گہرا سانس بھرے اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئی۔سامنے ہی اسفند بیٹھا تھا۔اس نے شکر کیا کہ وہ نقاب کر آئی تھی۔اسفند نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔نہ دل دھڑکا تھا،نہ دل نے شور مچایا تھا۔

"لالہ۔۔۔آپ باہر جائیں مجھے داجی سے بات کرنی ہے"

www.Novelshub.pk

اس نے دوٹوک لہجے میں کہا۔ویسے بھی اب وہ مردوں سے دوٹوک لہجے میں مخاطب ہوتی تھی ۔اسفند نے سر ہلایا اور اٹھ کر باہر چل دیا۔اس کے جانے کی تسلی کیے افتنان نے دروازہ بند کیا اور نقاب اتارے ان کے پاس چلی آئی۔وہ آنکھیں موندھے سو رہے تھے۔افتنان ان کے بالوں میں ہاتھ چلانے لگی۔وہ اٹھ گئے اور آنکھیں سکیڑ کر افتنان کو دیکھا۔خوشی کے مارے منہ سے زور،زور سے آوازیں نکالنے لگے۔افتنان نے انھیں بازوؤں کے سہارے اٹھا کر بیٹھایا اور ان کے سامنے آ بیٹھی۔

"آج میں جا رہی ہوں یہاں سے۔۔۔یہاں بہت تکلیف دہ یادیں ہیں جو مجھے ڈستی رہتی ہیں۔"

وہ سر جھکائے بول رہی تھی۔عالمگیر خان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔وہ سر اٹھا کر مسکرائی۔

"داجی مت روئیں۔۔۔میں رکنے والوں میں سے نہیں ہوں۔وہ دور گزر گیا جب افتنان دیار خان کو آنسو موم کر دیتے تھے۔"

عالمگیر خان نے بے بسی سے سر جھکا دیا۔

"میں کوئی خلش چھوڑے جانا نہیں چاہتی۔غلطی آپ کی اور بڑے بابا کی تھی اور خمیازہ میں نے بھگتا ہے۔۔۔میری ذات تباہ ہوئی ہے۔وہ تو مزے سے چل دیے نا مڑ کر پوچھا نا خبر لی۔۔۔اور

www.Novelshub.pk

آپ لوگ اب بھی یہ چاہتے ہیں کہ میں یعنی کہ افتنان دیار خان، یہاں رک جاؤں اپنے خوابوں "نہیں بلکل نہیں۔۔۔ حسرتیں مری ہیں، خواب نہیں !کی قربانی دے کر بیٹھ جاؤں۔۔۔

اس نے نفی میں سر ہلایا اور برف لہجے میں بولی۔عالمگیر خان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے ۔اس نے آگے بڑھ کر ان کے آنسو پونچھے اور ان کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

میرے معاف کرنے سے اگر آپ کو سکون ملتا ہے تو جائیں میں نے آپ کو معاف کیا۔اللہ بھی" "آپ کو معاف کریں اور آپ کے لئے آسانیاں پیدا کریں

لہجے میں نرمی تھی۔انھیں ایک نظر دیکھتے وہ ضبط سے مسکراتے ہوئے اٹھی پھر دروازے کی جانب بڑھ گئی۔دروازہ ٹھک سے بند ہوا۔عالمگیر خان نے سر تکیے پر گرا دیا۔خالی کمرے میں بس وہ، ان کی تنہائی، بے بسی، محتاجی اور پچھتاوے ہی رہ چکے تھے۔

---***---

دریاب آوالمیر سے ملنے آتا جاتا رہتا تھا۔آج وہ زرمینے کے حکم پر انہیں لیے آوالمیر کے ہاں آیا تھا۔زرمینے کو دروازے پر چھوڑ کر وہ جا چکا تھا کیونکہ یہ زرمینے کا حکم تھا کہ وہ آوالمیر سے تنہائی میں ملنا چاہتی ہیں۔

www.Novelshub.pk

وہ دروازے پر رکیں اور گہرا سانس بھرے گھنٹی پر ہاتھ رکھ دیا۔چند لمحے بعد انھیں قدموں کی چاپ سنائی دی۔چہرے کے تاثرات سنجیدہ ہو چکے تھے۔دروازہ کھلا اور سامنے کھڑا آوالمیرا انھیں دیکھ کر حیران ہوا۔اور اتنا ہی حیران اسے دیکھ کر وہ ہوئی تھیں۔اس کی آنکھوں میں موجود سرخ ڈورے رات بھر جاگنے کی نشاندہی کر رہے تھے۔بکھرے بال جو اب خاصے لمبے ہو چکے تھے کہ ان کا جوڑا بنایا گیا تھا۔شیو خاصی بڑھی ہوئی تھی شائد اس نے عرصے سے شیو نہیں بنائی تھی۔وہ گوں مگوں کیفیت میں ایک جانب ہوا۔زرمینے اندر چلی آئیں۔صفائی پسند وہ شروع سے تھا مگر اب تو لاؤنج کی حالت دیکھ کر زرمینے کو چکر سا آگیا ایک جانب ٹوکری میں کپڑوں کا ڈھیر تھا ۔کچن میں برتنوں کا ڈھیر جمع تھا۔گھر کی حالت دیکھ کر یوں معلوم ہو رہا تھا گویا عرصے سے اس کی صفائی نہ کی گئی ہو۔وہ شرمندہ سا سامنے چلا آیا اور اپنی جانب سے تھوڑا سا پھیلاؤ سمیٹنے کی کوشش کرنے لگا، پھر مسکراتے ہوئے ان کی جانب دیکھا۔

"آپ آنے سے قبل بتا دیتیں تو میں صفائی کر لیتا آج میں صفائی کرنے ہی والا تھا"

وہ خوامخواہ ہی وضاحتیں دینے لگا۔

"میں یہاں تمہیں ملنے نہیں آئی، تم سے دوٹوک بات کرنے آئی ہوں"

انہوں نے سنجیدگی سے کہا، وہ ٹھٹھکا۔پھر تکلفاً مسکرایا۔

www.Novelshub.pk

"باتیں بھی ہو جائیں گی آپ بیٹھیں نا"

وہ اس کی جانب دیکھتیں خاموشی سے بیٹھ گئیں۔ان کے دل میں حد درجہ تکلیف ہو رہی تھی مگر وہ ضبط کا مظاہرہ کئے بیٹھی تھیں۔ان کا لاڈلا جس حالت میں تھا یہ بات انہیں تکلیف پہنچا رہی تھی،وہ جانتی تھی وہ کسی کو تکلیف دینے والوں میں سے نہیں ہے،وہ اگر افنان کو تکلیف دے رہا تھا تو خود اس سے زیادہ تکلیف میں تھا۔

"بیٹھو مجھے تم سے بات کرنی ہے"

وہ اٹھ کر کچن کی طرف جانے لگا جب وہ ایک دم غصے سے بول اٹھیں۔اس نے ایک نظر انکی جانب دیکھا پھر خاموشی سے بیٹھ گیا ہاتھ باندھے سر جھکائے وہ شاید اپنے دل کی کیفیت ان سے چھپانے کی کوشش کر رہا تھا جو اس کی آنکھوں سے عیاں ہو جاتی تھی۔

"اسے طلاق دے دو"

ان کے لہجے میں برچھی کی کاٹ تھی۔ان کی بات نے اسے تکلیف پہنچائی تھی اس نے جھٹکے سے سر اٹھا کر ان کی جانب دیکھا۔آنکھوں میں بے بسی تھی جیسے انہیں بتانا چاہ رہا ہو کہ ان کی کہی بات اس کے لیے ناممکن ہے لیکن پھر بھی؟

www.Novelshub.pk

ایسا ممکن نہیں ہے۔۔۔وہ میرا بدلہ ہے۔۔۔وہ شانزے بن کر اس حویلی میں رہے گی اور"
"حویلی والوں کو میری ماں کی بے بسی کی یاد دلاتی رہے گی

وہ جس ضبط سے یہ بات کہہ رہا تھا وہ جانتا تھا یا اس کا خدا جانتا تھا۔افتنان کو وہ کبھی نہیں چھوڑ سکتا تھا۔عجیب بے بسی تھی۔

کیا یہ صلہ دیا تم نے مجھے میری پرورش کا؟شانزے چاہتی تھی کہ!خاموش بالکل خاموش۔۔۔"
تم نے یہ دکھا دیا کہ تم اپنے !اس کے بیٹے کو میں محبت کرنا سکھاؤں ضد کرنا نہیں، لیکن تم۔۔۔
باپ پہ گئے ہو، یہ دکھا دیا کہ تمہاری رگوں میں دوڑتا خون کس آدمی کا تھا۔نکلے نا تم بھی وہی عام مرد، جو اپنے بدلے کے لئے عورتوں کو استعمال کرتے ہیں۔۔۔جانتے ہو میری قسمت؟میں نے کتنا اعتبار کیا تمہارا۔مجھے لگتا تھا کہ میری پرورش کا تم مجھے بہترین صلہ دو گے لیکن تم نے جو کیا اس کے بعد میں اپنی نظروں میں گر چکی ہوں، پامیر کے بیٹے کو پالا تھا، اسے شانزے کا بیٹا بنانے کے
" لیے، لیکن وہ کون بن گیا؟ پامیر کا ہی بیٹا۔

ان کے الفاظ اسے کاٹ رہے تھے، اسے بے موت مار رہے تھے مگر وہ خاموشی سے سر جھکائے بیٹھا تھا، اس کے پاس کہنے کو کچھ نہ تھا۔

"تم اسے طلاق نہیں دو گے؟"

www.Novelshub.pk

وہ ایک دم صوفے سے اٹھیں اور اس کے سامنے آ کھڑی ہوئیں، اس سے سوال کیا۔ چند لمحے اس کے جواب کا انتظار کرتی رہیں مگر وہ نظریں جھکائے بیٹھا رہا تو انہیں اپنا جواب مل گیا جس خاموشی سے وہ آئی تھیں اسی خاموشی سے وہ دروازہ پار کر گئیں۔ آوالمیر کی آنکھوں سے کئی آنسو خاموشی سے بہہ گئے۔

---***---

وہ پچھلے دو ہفتے سے اس کی سخت سے سخت ڈانٹ سن کر بھی اس کے ہر کام کر رہی تھی۔ وہ جان چکا تھا کہ کوئی ڈھیٹ ہو تو انگیزہ جیسا۔ وہ اسے کتنا ٹوک چکا تھا مگر وہ باز نہیں آتی تھی۔ بستر پر روز اس کا سوٹ نکال کر رکھ دیتی۔ اس کے لئے اپنے ہاتھوں سے کھانا بناتی، اس کا ہر کام خود کرتی اور آج تو انتہا ہو گئی تھی وہ اس کے جوتے اتار رہی تھی۔ اس بات نے تو ارمغان کا پارہ ہائی کر دیا تھا ۔وہ کیسے اس کے جوتوں کو ہاتھ لگا سکتی تھی۔ اس نے جوتے اس کے ہاتھ سے چھین کر زمین پر دے مارے۔ وہ خوف کے مارے کانپ کر رہ گئی۔

"پاگل ہو تم؟"

ارمغان کی انگلیاں اس کے بازو کے گوشت میں دھنس رہی تھیں۔ وہ سسکی۔ مگر نظریں جھکائی رکھی۔

www.Novelshub.pk

"میں کیا پوچھ رہا ہوں؟"

وہ خاموش رہی تو اسے جھنجھوڑے وہ سختی سے بولا۔انگیزہ نے آنسو بھری آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"یہی تو اوقات ہے میری۔۔۔تو کیوں مجھے اوقات میں نہیں رہنے دیتے؟ کیوں دل کو خوش فہم کرنا چاہتے ہیں؟ مجھے اسی میں رہنے دیں۔۔۔میری اوقات میں رہنے دیں"

اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے جو ارمغان کو تکلیف دے رہے تھے۔اس نے جھٹکے سے اسے چھوڑا تو وہ زمین پر جا گری۔وہ اٹھ کر کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا۔انگیزہ نے پشت کو تکا پھر بازوؤں کے سہارے اٹھ کر اس کے پاس چلی آئی۔

"کیوں کر رہے ہیں میرے ساتھ ایسا۔۔؟ چاہتے کیا ہیں؟ کہ میں معافی مانگ لوں۔۔۔؟ تو سن لیں۔۔۔میں چاہ کر بھی معافی مانگ نہیں پا رہی، میں خود کو اس قابل ہی نہیں سمجھتی کہ آپ سے معافی مانگ سکوں۔جانتی ہوں کے آپ کا ظرف بہت وسیع ہے میرے کہے بغیر ہی کیا آپ مجھے معاف نہیں کر سکتے؟"

وہ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور اس کی آنکھوں میں جھانکا وہ خاموش رہا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔

www.Novelshub.pk

انگیزہ تنگ آچکی تھی۔اس کے سرد رویے کے مارا سے بری طرح مار رہی تھی۔انگیزہ نے اس کا ہاتھ تھاما اس نے کوئی مزاحمت نہ کی بس خاموش کھڑا رہا اور اس کی جانب دیکھتا رہا۔

"شرمندہ دیکھنا چاہتے تھے مجھے آپ تو دیکھ لیں آج میں بہت شرمندہ ہوں بلکہ آج کیا میں تو پچھلے پانچ برسوں سے شرمندہ ہوں اتنی شرمندہ کے میں خود سے نظریں نہیں ملا پاتی،اتنی شرمندہ کے میں آپ سے نظریں نہیں ملا پاتی۔جانتی ہوں کہ مجھے آپ پر اعتبار کرنا چاہیے تھا اور میں نے وہ نہیں کیا۔جانتی ہوں جو کیا تھا وہ غلط کیا تھا مگر کیا آپ نے کبھی سوچا کہ آپ نے غلط کیا تھا؟"

اس کی آنکھوں میں جھانکا تو ارمغان چونکا اور اسے دیکھا۔

"کیسا غلط؟"

اس نے حیرانی سے پوچھا۔

"کیا کسی نامحرم کو رات کے پہر تنہائی میں ملنا،ملانا یہ غلط نہیں ہے؟"

انگیزہ کے سوال پر وہ سن رہ گیا اور یک،ٹک اس کی جانب دیکھنے لگا۔کبھی اس نے اس نہج پر کیوں نا سوچا۔وہ ٹھیک کہہ رہی تھی۔

www.Novelshub.pk

"میں جانتی ہوں کہ میں نے غلط کیا تھا لیکن آپ نے بھی غلط کیا تھا کہیں نہ کہیں ہم دونوں نے غلط کیا لیکن ہم اس سے نظریں چراتے پھر رہے ہیں، ہم حقیقت سے نظریں چرا رہے ہیں، کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ مجھے مزید شرمندگی سے بچانے کی خاطر آپ مجھے معاف کر دیں؟"

ارمغان چند لمحے اس کی جانب دیکھتا رہا۔ پھر دھیرے سے مسکرایا اور نفی میں سر ہلایا۔

"مجھے بس اس بات نے تکلیف پہنچائی تھی کہ تم نے میرا اعتبار نہیں کیا تمہارے لگائے الزام تو مجھے سو جان سے قبول تھے۔"

وہ اس کی چاہت کے سامنے ہارنے لگا تھا اور محبوب کے سامنے اپنی ہار کو قبول کرنے میں اسے کوئی قباحت محسوس نہیں ہو رہی تھی۔

"میں آپ کو آپ کا اعتبار واپس لوٹانا چاہتی ہوں اور میں آپ کے ساتھ ہی زندگی گزارنا چاہتی ہوں کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ مجھے۔۔۔"

اس کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی ارمغان بول اٹھا۔

"یہ مت کہنا کہ معاف کر دو۔۔۔" پھر رکا اور اس سے ہاتھ چھڑوائے الماری کی جانب گیا کچھ لمحے وہاں جھکا کچھ ڈھونڈھتا رہا۔ پھر ہاتھ میں کچھ تھامے اس کی جانب چلا آیا۔ انگیزہ نے کوشش کی کہ دیکھ پائے ارمغان نے اس کی مشکل حل کر دی۔ اس کے ہاتھوں میں تھامی وہ پازیب

www.Novelshub.pk

۔۔۔اسے وہ کیسے بھول سکتی تھی۔اس نے مسکرا کر چہرہ جھکا لیا۔ارمغان اس کا ہاتھ تھامے اسے بستر تک لے آیا۔اسے بیٹھنے کا اشارہ کیے وہ اس کے قریب زمین پر بیٹھا۔انگیزہ کی پلکیں بوجھل ہو رہی تھیں۔

"آج تو حق ہے"

اس نے مسکرا کر کہتے انگیزہ کا پاؤں اٹھا کر اپنے گھٹنے پر رکھا اور محبت و نرمی سے وہ پازیب اس کے پاؤں میں ڈال دی۔چند لمحے پازیب دیکھتا رہا پھر سر اٹھا کر دیکھا تو محترمہ رونے کا شغل پورا کر رہی تھیں۔اس نے انگیزہ کے آنسو پونچھے پھر اس کی جھیل سی گہری آنکھوں میں جھانکا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم ایک نئی شروعات کریں؟سب بھلائے۔۔۔؟ "

ارمغان نے مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام لیا۔آنکھوں میں خوشی کے دیپ جلنے لگے۔ماضی محبت کے سامنے ہار کر دور رہ گیا تھا۔انہیں اپنی محبت کو دوسرا موقع دینا تھا۔

"خانزادی انگیزہ پامیر خان۔۔۔کیا آپ کو خانزادہ ارمغان ملیار خان کا ساتھ قبول ہے؟"

وہ دل کش انداز میں بولا تو انگیزہ نے مسکراتے ہوئے ذرا نیچے کو جھک کر اس کے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکا دیا۔تشکر کے احساس سے دونوں ہی آنکھیں موند گئے۔آج محبت اپنی منزل پا چکی تھی ۔چند ثانیے بعد ارمغان کو اس کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

www.Novelshub.pk

"دل و جان سے قبول ہے"

وہ کھکھلائی۔ آسمان پر موجود پورا چاند بادلوں کے ساتھ چھپن چھپائی کھیلنے لگا۔ آج ماہِ کامل کی رات تھی۔ چاند کی تکمیل کی رات۔

---***---

لاہور میڈیکل اینڈ ڈینٹل کالج کی پر شکوہ عمارت اس کے سامنے کھڑی تھی اس نے گہرا سانس بھرا وہ آج یہاں اپنے خوابوں کی تکمیل کے لئے آچکی تھی، اب اسے دل لگا کر اپنے خوابوں کو پورا کرنا تھا۔ اس نے گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا۔ نامحسوس انداز میں اپنے سفید کوٹ کی شکنیں درست کیں۔ پھر ہاتھ میں تھامی کتابوں کو سینے سے لگائے، وہ سیڑھیاں چڑھتی گئی۔ ایک سیڑھی، دوسری اور تیسری۔ اس کا ہر بڑھتا قدم اسے اس کے خوابوں کے مزید نزدیک لے جا رہا تھا۔

---***---

چھ سال بعد

www.Novelshub.pk

وہ ابھی جرگے سے لوٹا تھا۔لاونج میں بیٹھے دیار خان کو سلام کرتا وہ اپنے کمرے کی جانب چلا آیا۔دروازہ کھولے وہ اندر داخل ہوا ہی تھا کہ اسے انیسہ کی چنگاڑتی آواز سنائی دی۔

"خبر دار اب تم دونوں ہلے بھی تو۔۔۔میں نے دونوں کی پٹائی لگانی ہے"

دو چھوٹے، چھوٹے بچے پورے کمرے میں دوڑتے پھر رہے تھے۔ کبھی بھاگ کر بستر پر چڑھ جاتے تو کبھی پھر سے نیچے اتر کر بھاگنے لگتے۔انیسہ تنگ آکر وہیں زمین پر بیٹھ گئی اور بری طرح رونے لگی۔

"تم لوگ مجھے کتنا بے بس بنا دیتے ہو۔اتنی ناشکری تو میں کبھی نا تھی۔ !یا اللہ۔۔۔"

اس کا رونا جاری تھا۔جب پانچ سال کا اذہان اور ساڑھے دو سال کی کشف چھوٹے، چھوٹے قدم اٹھاتے اس کے پاس آبیٹھے۔اذہان نے اس کے بازو آنکھوں سے ہٹائے تو کشف نے اچک کر چھوٹے، چھوٹے ہاتھوں سے اس کے آنسو پونچھے۔

"وعدہ مور جان اب ایسا دوبارہ نہیں ہو گا"

اذہان نے معصومیت سے کہا۔ایک لمحے میں وہ پگھل گئی دونوں کو ایک ساتھ بازو کے گھیرے میں لئے چٹاچٹ ان کے کئی بوسے لے ڈالے۔دروازے میں کھڑا اسفند محبت کے اس مظاہرے پر ہلکے سے مسکرا دیا۔

www.Novelshub.pk

"بس۔۔مور جان کے لئے ساری محبت اور بابا سائیں کہاں جائیں؟"

وہ مصنوعی خفگی سے بولتا ان کے پاس آیا اور وہیں گھٹنوں کے بل انیسہ اور بچوں کے قریب زمین پر بیٹھ گیا۔

"نہیں بابا آپ کے لئے بھی ہے اتنی آپ کی اور اتنی مور جان کی"

اذہان نے سنجیدگی سے ہاتھوں کے درمیان فاصلہ بنا، بنا کر انھیں وضاحت دی۔اسفند دل کھول کر ہنسا۔

اذہان کو بازوؤں کے حلقے میں لیا، کشف کو گود میں بٹھایا اور دوسرا بازو انیسہ کے "میرے بچو۔۔۔" شانے پر رکھا۔

ان کے گرد موجود "یہ جو اتنی محبت بڑے طریقے سے بانٹ دی ہے، اسے اتنی ہی رہنے دو" "اور اس میں ہم سب کو لے آؤ" بازوؤں سے گویا اس حصار کے برابر کا اشارہ کیا

اذہان کی پیشانی پر بوسہ دیا تو گود میں بیٹھی کشف تیزی سے اٹھی، اس کی گود پر پاؤں دھرے اچک، اچک کر اپنا ماتھا اس کے سامنے کرنے لگی۔اذہان اور انیسہ اسفند کی شکل دیکھ کر ہنسنے لگے جبکہ کشف کا اچھلنا اب بھی جاری تھا۔

www.Novelshub.pk

---***---

زندگی اب مکمل اور خوبصورت ہو چکی تھی۔عالمگیر خان کے لئے اللہ نے آسانیاں پیدا کر دیں تھیں اور تین سال قبل وہ وفات پا چکے تھے۔افتنان ان چھ سال میں بس عالمگیر خان کی موت پر ہی حویلی آپائی تھی۔وہ اپنی زندگی میں انتہا سے زیادہ مصروف ہو چکی تھی۔پلوشے اور دریاب کی ایک ہی بیٹی تھی۔زمل ان کی آنکھوں کا تارہ تھی۔ارمغان کی کبھی کسی شہر،تو کبھی کسی شہر پوسٹنگ جاری رہتی اب انگیزہ اس کے ساتھ ہی رہتی تھی۔جہاں اس کی پوسٹنگ ہوتی وہیں آرمی کی جانب سے ان کی رہائش کا بھی انتظام ہو جاتا تھا۔ان کے دو بچے تھے۔امان اور زمان،وہ دونوں کہنے کو جڑواں تھے مگر عادات ایک دوسرے سے یکسر مختلف تھیں۔امان انتہا سے زیادہ سنجیدہ تو زمان انتہا سے زیادہ شرارتی تھا۔بنفشہ اور نوفیل کے تین بچے تھے۔صفحہ،مروا اور ابراھیم۔

بی جان سارا وقت لاؤنج میں بیٹھے گزار دیتیں۔زرمینے بھی ان کے ساتھ موجود رہتیں۔

ارحم کا رشتہ فرح خانم کے رشتہ داروں میں طے ہو چکا تھا۔کچھ عرصے بعد اس کی شادی تھی ۔سب اپنی زندگیوں میں مصروف ہو چکے تھے،واحد ایک افتنان تھی جس کی جانب سے ہر وقت بی جان یا حویلی کے لوگوں کو پریشانی لگی رہتی۔فون پر بھی اس سے کبھی اس موضوع پر بات کی

www.Novelshub.pk

جاتی تو وہ چڑ جاتی تھی۔اس کا کہنا تھا کہ اسے اس متعلق کوئی بات نہیں سننی۔بی جان بھی مجبور ہو کر خود ہی خاموش ہو جاتیں۔ایم بی بی ایس مکمل کیے اسے ڈیڑھ برس بیت چکے تھے۔اب وہ وہیں لاہور میں ہی ہاؤس جاب کر رہی تھی۔

---***---

آج کا دن بھی عام دنوں کی طرح بہت مصروف دن تھا۔وہ جب سے اس ہسپتال میں آئی تھی تب سے ڈاکٹر شہریار کے ساتھ بطورِ اسسٹنٹ کام کر رہی تھی۔وہ اتنی محنت اور لگن سے کام کرتی کہ ڈاکٹر شہریار کو کبھی بھی اس سے کوئی شکایت نہ ہوئی۔تمام وارڈز کے فائنل دورے کے بعد وہ ریسٹ روم میں چلی آئی۔جہاں فارغ اوقات میں تمام ڈاکٹرز اکٹھے ہو کر بیٹھے تھے۔

اس نے اپنا سٹیتھو سکوپ اور ہاتھ میں تھامی فائل میز پر رکھی تھی پھر سلیب کے پاس چلی آئی۔

دراز کھول کر اس نے اپنا چائے کا مگ نکالا۔سلیب پر کونے میں ہی الیکٹرک تھرماس پڑا تھا۔اس نے احتیاط سے مگ میں پانی ڈالا۔پھر دوسرے خانے سے چینی کا جار، سوکھے دودھ کا پاؤڈر اور ڈبے سے پتی کا بیگ نکالا۔

چند لمحے بعد وہ اپنی چائے کا مگ تھامے کرسی پر آ بیٹھی اور کھلی کھڑکی سے باہر کی جانب دیکھنے لگی ۔چند دنوں میں اس کی ہاؤس جاب ختم ہو جانی تھی پھر اسے سوات لوٹ جانا تھا اور اپنا ہسپتال بنوانا

www.Novelshub.pk

تھا۔اپنے حصے کی جائیداد بیچے اس نے سوات میں ہی مناسب جگہ ڈھونڈھے ہسپتال کی عمارت کا کام شروع کروادیا تھا۔کام کی نگرانی ارحم کر رہا تھا۔وہ چاہتی تھی کہ جب یہاں سے جائے تو وہاں جاکر فوراًہی اپنے کام کا آغاز کر دے۔مزید تاخیر اسے گوارانا تھی۔اس کی نظریں بلاارادہ اوپر کی جانب اٹھیں تو اوپر کھڑکی کے ساتھ ایک نوٹ پیڈ لگا ہوا تھا۔اس نے دانت پیسے اور چائے کا مگ میز پر رکھے تیزی سے اٹھی۔وہ نوٹ اکھاڑ کر باہر جھانکا مگر ارد گرد کوئی نا تھا۔

"بزدل"

وہ بڑبڑائی۔کوئی دور سے اس کی ان حرکات کا مطالعہ کر رہا تھا۔اس کے ادھ ڈھکے چہرے کے تاثرات جانچ رہا تھا۔وہ دوبارہ کرسی پر آبیٹھی اور نوٹ پیڈ پر لکھے الفاظ پڑھنے لگی۔خوبصورت لکھائی میں لکھی الفاظ۔

"جانِ جہاں تم سے بچھڑے آج چھ سال، چار ماہ، دس دن، پندرہ گھنٹے، گیارہ منٹ اور تین سیکنڈ ہو گئے ہیں"

اس کے چہرے کے نقوش پر سختی در آئی۔اس نے مٹھی میں ہی اس کاغذ کو دبائے باہر کی جانب اچھال دیا۔پچھلے ایک سال سے ایسے لاتعداد نوٹ اسے مل چکے تھے۔وہ جانتی تھی یہ کس کا کیا دھرا ہے۔مگر وہ اس سے سخت ناراض تھی، اپنی ذات کی بے قدری اسے قطعاًبرداشت نا تھی۔

www.Novelshub.pk

چائے کا کپ یونہی ان چھوا پڑا تھا جب دروازے پر دستک ہوئی۔وہ سیدھی ہو کر بیٹھی۔جلدی سے نقاب اوڑھا۔

"آجائیں"

اس کی اجازت دینے پر ہسپتال کے معمر پیون بابر صاحب اندر چلے آئے۔ان کے ہاتھ میں گلاب کے پھولوں کا بڑا سا گلدستہ تھا۔افتنان سر پیٹ کر رہ گئی۔

"بیٹیا یہ آپ کے لئے آیا ہے۔۔۔"

وہ اس کے سامنے میز پر گلدستہ رکھنے لگے جب وہ بول اٹھی۔

"ایسا کریں بابا یہ آپ آج اپنے ساتھ لے جائیں۔ "

اس نے بے نیازی سے کہا تو بابر صاحب نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"کیا بات ہے بیٹا؟ دیکھ رہا ہوں کہ پچھلے ایک سال سے ہر جمعہ کو آپ کو اس طرح یہ گلابوں کے گلدستے آتے ہیں مگر آپ انہیں ٹھکرا دیتی ہیں۔۔۔"

انہوں نے نرم لہجے میں پوچھا،افتنان نے آنکھیں اٹھا کر ان کی جانب دیکھا پھر نفی میں ہلایا۔

"دینے والا اتنا اہم نہیں ہے۔۔۔"

www.Novelshub.pk

اس نے تلخی سے کہا۔

"لیکن جسے دیے جاتے ہیں وہ تو اہم ہی ہوتا ہے بیٹا"

انہوں نے نرم لہجے میں کہا، افنان نے دوسری جانب چہرہ موڑ لیا۔

"وہ بہت بزدل ہے، سامنے آنے سے ڈرتا ہے، حقیقت کو قبول کرنے سے ڈرتا ہے، وہ بے قدر تھا اور بے قدروں کی قدر میں بھی نہیں کرتی"

اس نے نقاب تلے ہی اپنی ننھی ناک سکوڑی۔

"آپ لے جائیں"

اس نے کہہ کر دوسری جانب چہرہ پھیر لیا۔ بابر صاحب نے گہرا سانس بھرا اور گلدستہ اٹھائے باہر کی جانب چل دیے۔ باہر شام ڈھلتی جا رہی تھی۔ تاریکی بڑھ رہی تھی۔ ڈیوٹی ٹائم ختم ہو چکا تھا سو وہ چائے کا مگ دھو کر اپنا سامان سمیٹتی ایک جانب بڑھا اپنا بیگ اٹھا کر کندھے پر لٹکائے ہسپتال کی پر شکوہ عمارت سے باہر نکل آئی۔ یہاں سے چند قدموں کے فاصلے پر ہی اس کا ہاسٹل موجود تھا، جہاں وہ رہائش پذیر تھی۔ وہ ہاسٹل میں داخل ہونے ہی والی جب کسی نے ایک دم ہی اس کا بازو پکڑ کر اسے اپنی جانب کھینچا۔ یہ گرفت، اسے سات سال پیچھے لے گئی، بغیر اس کی

www.Novelshub.pk

جانب دیکھے بھی وہ جانتی تھی کہ کون ہے۔وہ اندھیرے میں کھڑے تھے۔ تبھی ایک دوسرے کا چہرہ نہ دیکھ پائے۔

گہری آنکھیں ان بھوری آنکھوں سے ٹکرائیں تو پل بھر کو گہری آنکھوں میں افسوس و ملال اترا۔ جبکہ بھوری آنکھیں تو جیسے اس کے دیدار سے آنکھوں کی پیاس بجھا رہی تھی۔

افتنان نے ہوش میں آتے ہی اس کے ہاتھ کی مضبوط گرفت سے بازو چھڑوایا۔پھر تنفر سے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔اس کی سڑک کی جانب پشت تھی تبھی سڑک پر کوئی گاڑی زن سے گزری تھی جس کی روشنی پل بھر کو آوالمیر کے چہرے پر پڑی تھی۔سات سال پہلے کے آوالمیر اور اب کے آوالمیر میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔یہ آوالمیر خود سے بے زار نظر آتا تھا۔لمبے بالوں کا جوڑا بنایا ہوا تھا۔شیو قدرے بڑھی ہوئی تھی آنکھیں سنجیدہ تھیں اور ان میں حد درجہ سنجیدگی تھی۔

"کیسی ہو؟"

وہ بے تابانہ لہجے میں بولا۔وہ چونکی پھر سر جھٹکا۔

"اپنی حد میں رہیں مسٹر۔۔۔میں ابھی یہاں گارڈ کو بلالوں گی۔ نجانے کہاں، کہاں سے اٹھ کر آجاتے ہیں؟"

www.Novelshub.pk

اسے پیچھے کی جانب دھکا دیے وہ تلخی سے بولتی تیزی سے ہوسٹل میں داخل ہو گئی۔ کسی کی طرف دیکھے بغیر سیدھی اپنے کمرے میں چلی آئی۔ دروازہ بند کیے ایک بار پھر اس کا ضبط ٹوٹا تھا۔ اسے لگتا تھا اب وہ کبھی نہیں روئے گی مگر وہ غلط تھی۔ آج اتنے برس بعد اسے یوں اچانک سامنے دیکھ کر، اس کی آنکھوں کی بے رونقی دیکھ کر، اس کے لہجے کی بے تابی محسوس کر کے اس کا دل بھر آیا۔ وقت اسے ماضی میں لے گیا۔ وہ اس شادی سے قبل اغوا ہونا، اس کا آوالمیر سے نکاح کر لینا ، آوالمیر کا اس کے بال بنانا، ان کا ناشتہ بنانا وہ کافی پیتے، چاند کا نظارہ کرنے والی رات، مھوڈنڈ کا وہ سفر، اس کا دل ہر بات پر بھر رہا تھا۔

اس کی حالت گواہ تھی کہ اگر سکون میں وہ نہ تھی تو سکون اسے بھی حاصل نا تھا۔ تکیہ منہ پر رکھے وہ اپنی سسکیوں کی آواز دبا رہی تھی۔

"کیوں آ گئے میرے سامنے آپ۔۔۔؟ کیوں؟؟؟ اتنی مشکل سے دل کو سمجھایا تھا اور اب پھر ؟"

ساری رات وہ ہجر کی آگ میں جلتی رہی۔ جس میں وہ پچھلے کتنے برسوں سے جل رہی تھی۔

---***---

www.Novelshub.pk

زرمینے کے الفاظ نے اسے جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔وہ شانزے کا بیٹا تھا تو وہ پامیر کا بیٹا کیوں بن گیا اسے خود سے گھن آنے لگی تھی۔اس واقع کے چھ ماہ بعد وہ حویلی گیا تھا۔اس کی توقعات کے برعکس حویلی میں سب نے اس کا خوش آئند استقبال کیا تھا۔

دریاب کی ضد پر وہ عالمگیر خان کے کمرے میں چلا آیا۔جس شخص کو اس نے ساری زندگی معاف نہ کرنا تھا اس کے بستر پہ پڑی بے بسی محتاجی کو دیکھ کر اس نے اپنا دل بڑا کرتے ہوئے اسے معاف کر دیا۔مگر مزید کوئی بات کیے بغیر خاموشی سے وہاں سے نکل گیا۔بی جان اس سے ناراض تھی ۔فرح خانم نے بھی سیدھے منہ بات نا کی۔زرمینے تو کمرے میں چلی گئی تھیں۔اس نے سب سے پہلے زرمینے کو منانا ضروری خیال کیا۔

"مور جان کیا چاہتی ہیں آپ؟"

ان کے سامنے بیٹھا وہ بے بسی سے بولا۔

تم اسے طلاق دے دو۔۔۔وہ تم جیسے شخص کے قابل ہی نہیں ہے جو عورتوں کی عزت کرنا" نہیں جانتا،وہ تو کسی ایسے شخص کے قابل ہے جو اسے محبت دے،عزت دے،اسے مان دے اور "اس کی قدر کرے۔

www.Novelshub.pk

وہ سنجیدگی سے بولیں تو پل بھر کو آوالمیر کی آنکھوں میں ملال اتر آیا، اس نے انتہائی افسوس سے ان کی جانب دیکھا۔

"مور جان میں آپ کو ایسا لگتا ہوں؟ کیا میں اس طرح کا ہوں؟ آپ نے ایسا کیسے سمجھ لیا؟ مور جان میں عورتوں کی بہت عزت کرتا ہوں اور یہ میں نے آپ سے ہی سیکھا ہے۔۔۔ آپ کا بیٹا کیسے عورتوں کی عزت نہیں کرے گا۔ آپ نے ہی تو عزت کرنا سکھایا ہے۔ہاں ٹھیک ہے میں ہو گیا تھا بدلے کی آگ میں پاگل مگر اب۔۔اب"

وہ پل بھر کو ہچکچایا اور نظریں جھکالیں، زرمینے نے اسے غور سے دیکھا اور قدرے آگے ہو کر بیٹھیں۔

"مگر اب کیا؟"

انہوں نے بے چینی سے پوچھا۔اس نے نظریں اٹھا کر ان کی جانب دیکھا۔

"اب یہ۔۔۔ کہ میں چاہنے لگا ہوں اسے۔۔۔اور کسی بھی قیمت پر چھوڑ نہیں سکتا اسے۔۔۔اب بھی اگر اس سے دور ہوں تو اسے وقت دے رہا ہوں۔اسے اس کے خواب پورے کرنے کا موقع دے رہا ہوں۔ایک دفع اس کے خواب پورے ہو جائیں پھر بے شک اس کے سامنے جھکنا

www.Novelshub.pk

ہی پڑا جھک جاؤں گا مگر اسے منالوں گا۔جانتا ہوں بہت دل دکھایا ہے اس کا اور وہ بہت سخت ناراض ہے مگر مور جان کہیں بھی چلی جائے رہے گی تو وہ میری"

اس کی محبت،وہ چاہت وہ باتیں اور یہ حد درجہ دیوانگی۔۔۔زرمینے کو سکون سا ملا۔

تم نے ثابت کر دیا کہ تمہاری تربیت میں نے کی ہے۔جاؤ اب۔۔بی جان کو اور چھوٹی امی کو مناو"

۔۔۔"

انہوں نے اسے گلے لگا کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

۔۔۔***۔۔۔

ان گزرے چھ سالوں میں وہ افتنان کر ساتھ ایک سائے کی طرح ہر جگہ موجود رہا تھا۔اس کی ہاؤس جاب کا آغاز ہوا تو آوالمیر کو یہی وقت ٹھیک لگا اب،جب وہ پڑھائی مکمل کر چکی تھی تو اس کا کچھ وقت لینا تو آوالمیر کا حق بنتا تھا۔وہ روز اس کے لئے کوئی نوٹ چھوڑتا۔ہر جمعہ اس کے لئے گلدستے بھجواتا۔کسی ٹین ایجر کی طرح اب وہ یہ سب کرنے کا عادی ہو چکا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ وہ اس کے نوٹ پھاڑ دیتی ہے وہ اس کے بھیجے گلدستے کبھی اپنے پاس نہیں رکھتی، پاس رکھنا تو دور کی بات انہیں چھوتی تک نہیں ہے۔مگر اس سے یہ سب اس وقت تک کرنا تھا ۔جب تک کہ افتنان اس تک لوٹ نہ آئے۔

www.Novelshub.pk

---***---

وہ اپنے کیبن میں بیٹھی مریضوں کا چیک اپ کر رہی تھی۔اس نے ایک مریض کو دوائیاں لکھ کر،اس کا چیک اپ کئے،اسے رخصت کیا تو دروازے میں سے پیون نے سر نکال کر اندر جھانکا۔

"نیکسٹ؟"

اس کے کہنے پر پیون نے سر ہلایا اور باہر چلا گیا۔افتنان نے سر جھکا لیا اور دائیں ہاتھ پڑی فائل اٹھا کر اس کا مطالعہ کرنے لگی۔ تبھی دروازہ کھول کر کوئی اندر آیا۔افتنان نے سر نہیں اٹھایا یونہی بیٹھی رہی۔پورے کمرے میں بھاری کلون کی خوشبو پھیل گئی تو افتنان نے چڑ کر سر اٹھایا مگر سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ کر ساکت رہ گئی جو مسکراتی نظروں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"آپ؟"

وہ تپ گئی۔ایک جھٹکے سے میز پر ہاتھ مارتے اٹھی۔

"!احمد صاحب۔۔۔"

اس نے گھنٹی بجائی،ساتھ ہی آواز دی۔دروازہ کھولے ہانپتے کانپتے احمد صاحب اندر آئے۔

"جی میم؟"

www.Novelshub.pk

انہوں نے سانس بحال کیے پوچھا۔افتنان نے دوبارہ آوالمیر کی جانب نہیں دیکھا تھا محض ہاتھ کے اشارے سے پیون کی جانب دیکھتی سنجیدگی سے بولی۔

"یہ کون ہے؟"

"مریض ہے میم"

اس نے افتنان کو یوں دیکھا جیسے اس کا دماغ چل گیا ہو۔آوالمیر ابھی تک محظوظ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"آپ ایسے کیسے کسی کو بھی اندر آنے دے سکتے ہیں؟"

اس نے شدید غصے کے عالم میں پوچھا تو پیون نے اسے ایسے دیکھا جیسے وہ انوکھی بات کر رہی ہو۔ اس سے قبل کہ حالات مزید بگڑتے آوالمیر نے ہلکے سے رخ موڑ کر پیون کی جانب دیکھا۔دھیمی سی مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی۔

"آپ جائیں۔۔۔یہ بیوی ہے میری۔لڑاکا ہے۔۔۔ابھی لڑ کر آئی تھی،منانے آیا ہوں"

www.Novelshub.pk

پیون نے حیرت سے کھلا منہ بند کیا اور تیزی سے باہر کی جانب بڑھ گیا۔اسے باہر جا کر یہ خبر سب کو سنانا تھی کہ افنان صاحبہ شادی شدہ ہیں۔افنان کا چہرے غصے سے سرخ ترین ہو گیا۔وہ خود پر ضبط کیے بمشکل بولی۔

"آپ کو ذرا سی شرم ہے؟تمیز ہے کہ نہیں؟اب آپ جانتے ہیں کہ انہوں نے باہر جا کر سب کو بتانا ہے اور میری کتنی بے عزتی ہو گی۔"

آوالمیر خاموشی سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"جتنا بولنا ہے بولتی جاؤ میں سن رہا ہوں"

وہ کرسی سے ٹیک لگائے بیٹھ گیا۔بازو سینے پر لپیٹے اس کی جانب دیکھنے لگا۔اس نے گہرا سانس بھرا۔

"کیوں آ گئے ہیں آپ؟آپ کیوں آئے ہیں آپ؟میری زندگی میں لوٹ کر مجھے دوبارہ سے تکلیف پہنچانے کے لیے؟آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟آپ کو ذرا بھی احساس ہے میری تکلیف کا اور اس ناقدری کا جو آپ نے میری کی ہے؟میرا دل دکھتا ہے میں اتنے برسوں سے تکلیف میں جی رہی ہوں، آپ کو اندازہ نہیں ہے، خود تو آپ بہت خوش رہے ہوں گے لیکن میں میں اتنی تکلیف میں رہی ہوں کہ آپ کو اندازہ نہیں ہے"

www.Novelshub.pk

اس کی آواز بھرا گئی لیکن اس نے جلد قابو پالیا، اسے اس شخص کے سامنے کمزور نہیں پڑنا تھا۔

کہ میں اپنے کسی عاشق کے ساتھ بھاگ گئی آپ نے مجھے اغوا کیا، حویلی میں یہ بات پھیلائی"

ہوں۔۔۔ ٹھیک ہے، میں نے آپ کو اس لیے معاف کر دیا لیکن مجھ میں اتنا ظرف نہیں ہے کہ

"آپ میری بے قدری کریں اور میں آپ کو معاف کر دوں

ان بیتے سالوں میں اسے جتنے بھی شکوے تھے، وہ کہہ چکی تھی۔ یہ بات بجا تھی کہ اس نے اسے اغوا کیا، اس بات پر وہ اس سے ناراض تھی، اس نے حویلی میں اس کے اغوا کی جھوٹی خبر پھیلائی اس بات پر وہ اس سے ناراض تھی مگر وہ اس بات پر اس سے صرف چند ماہ ناراض رہ سکتی تھی اور اسے معاف کر سکتی تھی لیکن اس نے جو اس کی بے قدری کی اور اسے سب حویلی والوں کے سامنے بے عزت کیا اس بات نے اس کا دل توڑ کر رکھ دیا تھا۔ وہ کرسی پر واپس گر گئی۔ آنکھ سے نکلتا آنسو خاموشی سے صاف کیا کہ اس کی خبر آوالمیر کو بھی نا ہوئی۔ آوالمیر چند لمحے اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر اٹھ کر اس کے پاس میز پر آ بیٹھا۔ اس کی کرسی گھما کر اس کا رخ اپنی جانب کیا۔ افتنان کی آنکھیں جھکی ہوئی تھیں۔ آوالمیر یک ٹک اسے دیکھنے لگا۔ چھ سال پہلے کی ہی آج بھی یہ آنکھیں اسے دیوانہ بنا رہی تھیں۔ مانند

www.Novelshub.pk

موقع تو خدا بھی اپنے بندے کو بار، بار دیتا ہے، یہ تو موت ہے جو موقع نہیں دیتی۔۔۔ کیا تم اپنا" ظرف وسیع رکھے مجھے موقع نہیں دے سکتی؟ میں پچھتا رہا ہوں، یقین کرو اگر پچھلے چھ برس میں تم سکون سے نہیں رہی تو میں بھی سکون میں نہیں رہ پایا۔ میں معافی نہیں مانگوں گا کیونکہ معافی بہت ہی چھوٹا سا لفظ ہے۔۔۔ اس تکلیف کے سامنے جو تم نے سہی ہے۔ جانتی ہو میں بہت پہلے بھی تم تک لوٹ سکتا تھا لیکن میں چاہتا تھا کہ تم اپنی پڑھائی پر دھیان دو، پوری دل جمی سے پڑھائی میں مصروف رہو، تمہیں میرا خیال بھی نہ آئے، تبھی دیکھو اتنے برس دور رہ کر میں نے "ہجر کا عذاب جھیلا۔

اس کی آخری بات پر وہ اس کی جانب دیکھنے لگی۔ کتنی صداقت تھی اس کی ہر بات میں۔ اس کے الفاظ میں۔۔۔ سات سال بہت تھے اسے انسان بنانے کے لئے اور آج وہ اس کے سامنے کھڑا تھا۔

"صرف آپ نے؟ میں نے نہیں؟ میں نے ہجر نہیں جھیلا؟"

اس نے غصے سے پوچھا۔ پھر کھڑی ہو کر اپنا سامان سمیٹنے لگی، جب آوالمیر نے خاموشی سے اس کا ہاتھ پکڑا۔ وہ بغیر ہاتھ چھڑوائے، بغیر کسی مزاحمت کے یونہی کھڑی رہی۔ آوالمیر نے ٹھوڑی سے تھام کر اس کا چہرہ اوپر کیا۔

www.Novelshub.pk

"تو کیا میں سمجھوں تم نے مجھے معاف کر دیا؟ اور میرے ساتھ آج شام ہی سوات جا رہی ہو؟"

افتنان نے لحظہ بھر کو آنکھیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا پھر آنکھوں میں شرارت آ گئی۔

"پہلے تو اپنے بال کٹوائیں اور ساتھ ہی ساتھ یہ شیو بھی۔ ہلکی بڑھی شیو سوٹ کرتی ہے آپ پر ۔۔۔جب یہ کر آئیں گے، تو پھر جاؤں گی آپ کے ساتھ"

اس نے ہونٹ دانتوں تلے دبائے کہا۔ آوالمیر نے جھٹکے سے اس کا بازو تھام کر اسے اپنی جانب کھینچا۔ افتنان بوکھلا گئی اور ہاتھ اس کے شانوں پر جما دیے نظریں جھک گئی تھیں۔ دوسرے ہاتھ سے آوالمیر نے اس کا نقاب اتارا۔ یہ چہرہ وہ برسوں بعد دیکھ رہا تھا۔ اس کے دید کے لئے وہ ہر روز تڑپا تھا۔ اس کی نظریں افتنان کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔ نظریں اسی لونگ پر آ جمیں جو برسوں پہلے بھی اسے اکثر بے بس کر دیتا تھا اس نے دھیرے سے اس لونگ کو چھوا۔ افتنان کے روئی جیسے گال پل بھر میں سرخ انار ہو گئے۔

"ابھی جاؤ گی اور اسی وقت جاؤ گی۔ چھ سال بہت تڑپا لیا تم نے مجھے !بعد میں جانے کی بچی۔۔۔ !اب اور نہیں۔۔۔"

واپس اسے نقاب اوڑھایا اور اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا۔

"چلیں ڈاکٹر صاحبہ؟"

www.Novelshub.pk

اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"مگر میرے مریض"

وہ منمنائی۔ آج اس کی ہاؤس جاب کا آخری دن تھا اور بغیر کسی سے ملے یوں اچانک؟ مگر اسے کیا علم کہ جناب اس کے شوہر سارا کام نپٹا کر ہی آئے تھے۔

بھاڑ میں گئے تمہارے مریض۔۔۔ سب سے بڑا مریض تو میں ہوں۔۔۔ جسے محبت کی بیماری" "لاحق ہو گئی ہے۔ سنا ہے بہت خطرناک ہے۔۔۔ بھئی میں تو کہتا ہوں۔۔۔

وہ بولتا جا رہا تھا اور افنان اس کی باتیں سنتی ہنس، ہنس کر لوٹ پوٹ ہو ہی تھی۔ ہسپتال کی عمارت بہت پیچھے رہ گئی تھی۔ وہ دونوں قدم سے قدم ملائے اس شہر کو بہت پیچھے چھوڑے جا رہے تھے !جہاں کچھ تلخ، کچھ خوبصورت یادیں تھیں۔ انھیں اپنے علاقے میں جانا تھا۔ ان کا سوات۔۔۔ جہاں کے پہاڑ، وادیاں اور ان کے اپنے ان کے منتظر تھے۔ تیس برس نفرت و خود غرضی میں گزار کر اب آگے خوشیاں ہی خوشیاں ان کی منتظر تھیں۔

---***---

ختم شد

www.Novelshub.pk

www.Novelshub.pk